مسند

حسین اصغر رضی اللہ عنہ



سیّد قمر عباس بن زین العابدین حسینی ترمذی

مسند

حسین اصغر رضی اللہ عنہ

سیّد قمر عباس بن زین العابدین حسینی ترمذی

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	:	مسند حسین اصغر رضی اللہ عنہ
تالیف	:	سیّد قمر عباس بن زین العابدین حسینی ترمذی
ترجمہ احادیث	:	مولانا ثمر عباس جوئیہ
نظرِ ثانی	:	سیّدہ ذریت زہرا بخاری
کمپوزنگ	:	محمد ندیم
ڈیزائن	:	سیّد مشاہد حسین گیلانی
سال اشاعت	:	۱۴۳۶ھ — ۲۰۱۵ء
تعداد	:	۵۰۰
نشر	:	سیّد قمر عباس
طبع	:	محمود برادرز پرنٹرز، گوالمنڈی، راولپنڈی
قیمت	:	۳۰۰ روپے

ISBN 978-969-23054-0-2

ملنے کا پتہ: اسلامک بک سینٹر (سیّد عمار رضا کاظمی)
362-C، گلی نمبر12، G-6/2، اسلام آباد
051-2337277

فہرست

مقدمہ

شروع کرتا ہوں اللہ عزوجل کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے اور اسی کی عطا کردہ توفیق سے جو واحدہٗ لاشریک ہے اور جس کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آلِ محمد علیہم السّلام پر تا قائم قیامت درود وسلام۔

احادیث کی اسناد میں حسین بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب بن عبد المطلب علیہم السّلام المعروف حسین اصغر محدث رضی اللہ عنہ کا نام ان افراد میں آتا ہے جنہیں مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر ثقہ مانتے ہیں۔ اسی لیے حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ احادیث سب مکاتب فکر کی کتابوں میں ہیں۔

اہلسنت کے مشہور محدثین امام نسائی، امام ترمذی، امام احمد بن حنبل، حاکم نیساپوری، بیہقی، ابن سعد، ابن حبان اور دار قطنی وغیرہ کی کتابوں میں حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ احادیث موجود ہیں۔ امام بخاری اور امام مسلم (شیخین) نے اپنی صحیحین میں حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی کوئی حدیث شامل نہیں کی۔ لیکن حاکم نیساپوری نے اپنی کتاب المستدرک علی الصحیحین میں حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی دو احادیث بیان کی ہیں جو ان کے مطابق صحیح ہیں لیکن شیخین نے انہیں نہیں لیا۔ تاہم امام بخاری نے اپنی کتابوں تاریخ کبیر اور تاریخ صغیر میں حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کو لیا جسے انہوں نے اپنی پھوپھی فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت حسین علیہ السّلام سے، انہوں نے اپنے والد علیہ السّلام سے اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بیان کیا۔ اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کوڑھ کے مریضوں کی طرف مسلسل دیکھنے سے منع فرمایا ہے۔

تاریخ کبیر میں حسین اصغر رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کرتے ہوئے امام بخاری لکھتے ہیں کہ حسین بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب ہاشمی مدنی عمر اور محمد کے بھائی ہیں۔ انہوں نے وہب بن کیسان سے سنا اور ان سے ابنِ مبارک نے سنا۔ تاہم اس سلسلہ سے بیان کی گئی اوقاتِ نماز کے بارے میں حدیث کو امام بخاری نے لینے سے احتراز کیا۔ جب کہ امام نسائی، امام ترمذی اور دوسرے مشہور سنّی محدثین نے اس حدیث کو اپنی کتابوں

میں بیان کیا۔ امام بخاری نے امام جعفر صادق علیہ السّلام کی بھی کوئی حدیث اپنی صحیح میں نہیں لی۔

شیعہ اثنا عشری کے معروف محدثین شیخ کلینی، شیخ صدوق، شیخ طوسی، شیخ مفید، فرات بن ابراہیم اور خزاز قمی وغیرہ کی کتابوں میں حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ احادیث شامل ہیں۔ اسی طرح زیدیہ فرقہ کے نامور محدثین ابن عقدہ کوفی، محمد بن علی علوی اور مرشد باللہ یحییٰ بن حسین وغیرہ نے بھی حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ احادیث کو اپنی مشہور کتابوں میں بیان کیا۔

زیدیہ فرقہ کے کچھ علماء حسین اصغر رضی اللہ عنہ سے بیان کی گئی ان احادیث کو جن میں انہوں نے اپنے بھائی زید شہید رضی اللہ عنہ کی تعریف کی حضرت زید رضی اللہ عنہ کی امامت ثابت کرنے کے لیے بھی دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ جب کہ حضرت زید شہید رضی اللہ عنہ کی تعریف تو امام باقر علیہ السّلام اور امام جعفر صادق علیہ السّلام نے بھی کی۔ مزید بر آں حسین اصغر رضی اللہ عنہ نے اپنے والد علیہ السّلام سے وہ حدیث بھی بیان کی جو ان کے بھائی ابو جعفر محمد باقر علیہ السّلام کی امامت پر نص ہے اور امام باقر علیہ السّلام کی نسل سے سات آئمہ علیہم السّلام ہونے کا بھی پتہ دیتی ہے۔ اسی حدیث میں امام علی بن حسین علیہما السّلام نے آئمہ کی تعداد ۱۲ بتائی ہے۔ جب کہ زیدیہ کے نزدیک آئمہ کی تعداد معین نہیں اور امام حضرت حسین علیہ السّلام کی اولاد سے بھی ہو سکتا ہے اور حضرت حسن علیہ السّلام کی اولاد سے بھی۔ زیدیہ کے نزدیک امام کا معصوم ہونا بھی ضروری نہیں۔

اگرچہ حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ احادیث مسلمانوں کے سب مکاتب فکر کی کتابوں میں ہیں لیکن ہر مکتب فکر کے ماننے والوں نے اپنی کتابوں میں ان کی وہ احادیث بیان کرنے سے عموماً احتراز کیا جن کی باقی اسناد کا تعلق اس مکتب فکر سے نہیں ہے یا وہ احادیث اس مکتب فکر کے مخصوص افکار کے مطابق نہیں ہیں۔ مثلاً اوقاتِ نماز کے بارے میں حدیث اہلسنت کی کتب میں، امام باقر علیہ السّلام کی امامت بیان کرنے والی حدیث شیعہ اثنا عشری کی کتب میں اور حضرت زید رضی اللہ عنہ کی تعریف کرنے والی احادیث زیدیہ کی کتب میں ہیں۔ اس مسند میں فرقہ وارانہ حدود کو نظر انداز کر کے حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی ان تمام احادیث کو جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو مختلف مکاتب فکر کی معروف کتابوں میں موجود ہیں۔

ہر حدیث دو حصّوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ پہلے حصّہ کو اسناد (بیان کرنے والے) اور دوسرے کو متن

(بیان) کہتے ہیں۔ علمائے احادیث کے نزدیک اسناد کے بغیر حدیث کے متن کی کوئی ساکھ نہیں ہوتی اور اسے قبول نہیں کیا جاتا۔ عبد اللہ بن مبارک، جنہیں اہلسنت کے نزدیک حدیث کے امام کا درجہ حاصل ہے اور جو حسین اصغر رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والوں میں شامل ہیں، کہتے ہیں کہ اسناد دین کا حصّہ ہیں۔ امام ترمذی اپنی سنن میں لکھتے ہیں کہ بیان کیا ہم سے محمد بن علی بن حسن نے، انہوں نے کہا میں نے عبدان کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ عبد اللہ بن مبارک نے کہا: "میرے نزدیک اسناد دین میں شامل ہیں کیونکہ اگر یہ نہ ہوتیں تو جس کا جو جی چاہتا کہہ دیتا۔ چنانچہ اسناد کی وجہ سے اگر راوی جھوٹا ہو تو پوچھنے پر مبہوت رہ جاتا ہے۔" اسناد کی چھان بین کے ذریعہ ہی کسی حدیث کو صحیح یا ضعیف وغیرہ قرار دیا جاتا ہے۔

اگرچہ حسین اصغر رضی اللہ عنہ کے ثقہ راوی ہونے پر مختلف مکاتب فکر متفق ہیں لیکن ان کی سند سے بیان کی گئی ہر حدیث کے بارے میں یہ فیصلہ کہ اس حدیث کا تعلق احادیث کی کس قسم سے ہے اس حدیث کے باقی راویوں کے بارے میں علمائے رجال کی رائے جاننے کے بعد ہی کیا جا سکتا ہے۔ کسی حدیث کو راویوں کے حوالہ سے جانچنے کے طریقہ کو روایت کہتے ہیں۔ جب کہ اس مقصد کے لیے جو دوسرا طریقہ اپنایا جاتا ہے اسے درایت کہتے ہیں جس میں حدیث کے متن کا قرآن اور دوسری احادیث کی روشنی میں جائزہ لے کر اس حدیث کے صحیح یا ضعیف وغیرہ ہونے کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ احادیث کو پرکھنے کا کام متعلقہ علوم کے ماہر علماء ہی انجام دیتے ہیں۔

مختلف معروف کتابوں میں موجود حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ احادیث کو اس کتاب میں صِرف جمع کیا گیا ہے۔ اس امر کی البتہ مقدور بھر تحقیق کی گئی ہے کہ کسی اور راوی کی بیان کی گئی حدیث ناموں کی یکسانیت کے باعث مسند حسین اصغر رضی اللہ عنہ میں شامل نہ ہو۔ چونکہ حسین اصغر رضی اللہ عنہ سے بہت سی احادیث ان کے بیٹوں نے بیان کیں اس لیے ایسی احادیث کی اسناد میں حسین اصغر رضی اللہ عنہ کے نام کی جگہ کلمہ ابیہ یا ابی استعمال ہوا ہے۔ کچھ احادیث کی اسناد میں ان کا نام حسین بن علی بن حسین بن علی، کچھ میں حسین بن علی بن حسین، کچھ میں حسین بن علی، کچھ میں حسین اور کچھ میں حسین اصغر بھی آیا ہے۔

حسین اصغر رضی اللہ عنہ نے اپنے والد امام زین العابدین علیہ السّلام کے ساتھ کم اور اپنے بھائی امام باقر علیہ السّلام کے ساتھ زندگی کا زیادہ عرصہ گزارا۔ لیکن اس مسند میں جو احادیث ہیں ان میں سے اکثر حسین

اصغر رضی اللہ عنہ نے اپنے والد علیہ السّلام سے بیان کیں۔ یقیناً انہوں نے امام باقر علیہ السّلام سے بھی کافی احادیث بیان کی ہوں گی۔ احادیث کی بہت سی قدیم کتب اور نسخے ابتلائے زمانہ کا شکار ہو گئے۔ ان میں وہ نسخہ بھی شامل ہے جسے حسین اصغر رضی اللہ عنہ کے پوتے عبد اللہ بن ابراہیم بن حسین نے اپنے والد اور دادا سے روایت کیا اور جس کا ذکر رجال نجاشی میں عبد اللہ بن ابراہیم بن حسین کے تذکرہ میں ہے۔

اس مسند میں حسین اصغر رضی اللہ عنہ کے سلسلہ سے بیان کی گئی احادیث کی بھاری اکثریت مرفوع احادیث کے زمرہ میں آتی ہے۔ اہلسنت علمائے احادیث کے مطابق مرفوع حدیث اسے کہتے ہیں جس کے راویوں کا سلسلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک پہنچے۔ یعنی وہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قول، فعل یا تقریر پر مشتمل ہو۔ شیعہ اثنا عشری علمائے احادیث کے مطابق مرفوع حدیث اسے کہتے ہیں جس کی اسناد کا سلسلہ کسی معصوم علیہ السّلام تک پہنچے۔ یعنی وہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا یا بارہ آئمہ علیہم السّلام میں سے کسی ایک کے قول، فعل یا تقریر پر مشتمل ہو۔ اس مسند میں حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ ۸۱ احادیث میں سے اہلسنت کی تعریف کے مطابق ۶۰ اور اہل تشیع کی تعریف کے مطابق ۷۴ احادیث مرفوع ہیں۔ مرفوع احادیث ہی شریعت کا مأخذ ہوتی ہیں۔

اس کتاب کے پہلے باب میں حسین اصغر رضی اللہ عنہ کے حالاتِ زندگی بیان کیے گئے ہیں۔ ان کی والدہ کے بارے میں مؤرخین کیا کہتے ہیں، ان پر ان کے والد علیہ السّلام کی تربیت کے اثرات، آئمہ سے ان کی وابستگی، انہوں نے کن افراد سے روایت کی اور کن لوگوں نے ان سے روایت کی، حکومتی ظلم و جبر کا ماحول جس میں انہوں نے زندگی گزاری اور ان کی وفات اور عمر کے بارے میں معلومات اس باب کا حصّہ ہیں۔

دوسرے باب میں حسین اصغر رضی اللہ عنہ کے بیٹوں اور ان کی اولاد کا تذکرہ ہے۔ شیخ طوسی نے حسین اصغر رضی اللہ عنہ کے بیٹوں میں سے پانچ یعنی علی، عبید اللہ، عبد اللہ، محمد اور ابراہیم کا ذکر امام جعفر صادق علیہ السّلام کے اصحاب میں کیا ہے۔ علی بن عبید اللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ اور ان کی زوجہ ام سلمہ بنت عبد اللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی امام رضا علیہ السّلام سے عقیدت و محبّت بیان کرنے والی روایت اور سلطان صلاح الدین ایوب کے ہمراہ جنگوں میں اہم کردار ادا کرنے والے امیر مدینہ قاسم بن مہنا، جو عبید اللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی ذریت سے ہیں، کا ذکر اس باب میں ہے۔ حسن بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ

کی نسل سے تعلق رکھنے والے ہمارے زمانہ کے عظیم محقق اور عالم دین آیت اللہ العظمی مرعشی نجفی کے مختصر حالات بھی اس باب کا حصّہ ہیں۔

تیسرے باب میں حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ احادیث ہیں جن میں ہمہ گیر اسلامی افکار بیان ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی اہمیت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متعدد صفات، آئمہ علیہم السّلام کے فضائل، کچھ قرآنی آیات کی تفسیر، اہم شرعی مسائل اور آل محمد علیہم السّلام پر تاریخی ظلم وجور کے بارے میں یہ احادیث آگاہی کا ایک بڑا ذریعہ ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پر از حکمت مختصر کلمات بھی ان احادیث میں شامل ہیں جو کسی بھی مائل دِل کی ہدایت کے لیے سرمایہ ہیں۔

چوتھے باب میں حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی پہلی گیارہ نسلوں سے تعلق رکھنے والے احادیث کے ۷۰ ایسے راویوں کی فہرست مرتب کی گئی ہے جن کا تعلق دوسری سے چھٹی صدی ہجری تک کے زمانہ سے ہے اور جن کا ذکر احادیث، رجال، انساب اور تاریخ کی مختلف کتابوں میں ہے۔ یہ حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی نسل سے تعلق رکھنے والے راویوں کی اس زمانہ میں کم از کم تعداد ہے۔ ان راویوں میں سے کچھ کا مختصر تعارف اور ان کی بیان کردہ احادیث میں سے چند ایک اس باب کا حصّہ ہیں۔ حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی نسل سے تعلق رکھنے والے احادیث کے ان راویوں میں مشہورِ زمانہ محدثین، نسابین، فقہاء، نقباء، امراء، ادیب اور شاعر شامل ہیں۔ نسب آل ابی طالب پر سب سے پہلی کتاب حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی ذریت سے تعلق رکھنے والے مشہور محدث یحییٰ بن حسن نے لکھی۔ حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہی علی بن احمد عقیقی اور شیخ الشرف محمد بن محمد کی کتابوں سے بالترتیب رجال اور نسب کی کتابوں میں نقل کیا گیا۔ احمد بن عیسیٰ رے کے امیر اور قزوین کے والی رہے، طاہر بن یحییٰ کی اولاد نے سات سو سال سے زیادہ مدینہ پر حکومت کی، علی بن عبید اللہ کی اولاد میں عراق کی ریاست رہی، حسن بن حمزہ فقہاء میں اعلیٰ مقام کے مالک تھے اور احمد بن علی بغداد میں طالبین کے نقیب تھے۔ وہ اچھے ادیب اور شاعر بھی تھے۔ حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی نسل سے تعلق رکھنے والے احادیث کے ان راویوں میں معروف شیعہ محدثین شیخ کلینی، شیخ صدوق اور شیخ مفید کے مشائخ بھی شامل ہیں۔ اگرچہ ان راویوں کی اکثریت شیعہ اثنا عشری ہے لیکن ان میں دوسرے مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے نامور علماء بھی ہیں جیسے علی بن مظفر دبوسی کو شافیعہ کا امام کہا جاتا ہے۔ میمون بن حمزہ اور ان کے پوتے قاسم بن محمد

بن میمون مصر میں مشہور محدث تھے جنہوں نے سنن شافعی کو بیان کیا اور نصر بن مہدی زیدیہ علماء میں ممتاز مقام کے حامل ہیں۔ حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی نسل سے تعلق رکھنے والے ان راویوں کی بیان کردہ جو احادیث اس باب میں شامل ہیں وہ اسلامی عقائد، معاملات، عبادات اور تاریخی واقعات جیسے عنوانات پر مشتمل ہیں۔

پانچویں باب میں حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی نسل سے تعلق رکھنے والے ان اولیاء، علماء اور مبلغین میں سے چند ایک کا مختصر ذکر ہے جنہوں نے برّصغیر پاک وہند میں زندگی گزاری، یہاں اسلام کی اشاعت اور مسلمانوں کی فکری اور عملی تربیت میں اہم کردار ادا کیا اور اس سلسلہ میں کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کیا۔

اس کتاب میں کئی ایسی احادیث شامل ہیں جن کا اُردو ترجمہ پہلے کبھی نہیں ہوا۔ مولانا ثمر عباس جوئیہ، جو مدرسہ الحجت اسلام آباد میں سینئر استاد ہیں، نے ان احادیث کا ترجمہ کیا۔ سیّدہ ذریت زہرا بخاری، جو ریٹائرڈ گورنمنٹ ٹیچر ہیں، نے احادیث کے ترجمہ اور کتاب کے دوسرے حصّوں پر نظر ثانی کی۔ ان دونوں محترم شخصیات (یعنی مولانا ثمر عباس جوئیہ اور سیّدہ ذریت زہرا بخاری) نے عربی کتابوں سے بعض معلومات سمجھنے میں بھی مدد کی۔ اس سلسلہ میں مدرسہ الحجت اسلام آباد کے محقق مولانا محمد حیات انصاری اور جامعہ الکوثر اسلام آباد کے محقق مولانا آفتاب حسین جوادی نے بھی راہنمائی کی۔

مؤلف نے ۲۰۰۵ء میں قیامِ پاکستان سے پہلے ہندوستان میں تقریباً ایک ہزار سال تک زندگی گزارنے والے اپنے بزرگوں کے بارے میں معلومات اکٹھی کرنی شروع کیں تو اپنے جد حسین اصغر محدث رضی اللہ عنہ بن امام زین العابدین علیہ السّلام کے حالات اور ان کی بیان کردہ احادیث کو تلاش کرنے کی کوشش بھی کی۔ ۲۰۱۰ء میں سیّد انوار علی حسینی ترمذی اور سیّد نثار علی حسینی ترمذی کی مشاورت سے حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ احادیث کو علیحدہ کتابی صورت میں جمع کرنے کے کام کو ترجیح دی اور ہندوستان میں زندگی گزارنے والے اپنے بزرگوں کے حالات پر کیے جانے والے کام کو مؤخر کر دیا۔ تاہم ان میں سے چند ایک بزرگوں کا مختصر ذکر اس کتاب کے آخری باب میں کیا ہے۔

میرے کئی عزیز و احباب، بھائی سیّد کلب عباس حسینی ترمذی اور گھر کے دوسرے افراد نے اس کتاب میں بہت دلچسپی کا اظہار کیا، اس کی تکمیل میں سہولت بہم پہنچائی اور معلومات اکٹھی کرنے میں تعاون

کیا۔ سیّد محمد علی حسینی ترمذی کی وساطت سے مشہد لائبریری — کتابخانہ دانشگاہ رضوی — تک رسائی ہوئی۔ سیّد محمد رضا حسینی ترمذی اور میرے دفتر "دی نیوز اخبار" کے ساتھیوں پیرزادہ سلیم اکبر عثمانی، کامران انور، سیّد عامر حیدر شاہ جعفری اور اعجاز حسین ملک نے بھی اس مسند کے لیے معلومات کے حصول میں مدد کی۔ اللہ تعالیٰ ان سب کی توفیقات میں اضافہ کرے اور انہیں اجرِ عظیم عطا فرمائے۔

ابن زین العابدین

پہلا باب

حالات حسین اصغر رضی اللہ عنہ

شروع کرتا ہوں اللہ عزوجل کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے اور اسی کی عطا کردہ توفیق سے جو وحدہٗ لاشریک ہے اور جس کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آلِ محمد علیہم السّلام پر تا قائم قیامت درود و سلام۔

حسین بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السّلام کو حسین اصغر اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ امام علی زین العابدین علیہ السّلام کے دو بیٹوں کا نام حسین تھا۔ حسین اکبر رضی اللہ عنہ اپنے والد کی زندگی میں لاولد فوت ہو گئے[۱]۔ جب کہ حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی عمر اپنے والد کی وفات کے وقت ۱۱ سال تھی۔ وہ اپنے والد کی وفات کے بعد ۶۳ سال زندہ رہے۔ وہ صاحب اولاد تھے اور ان کی نسل دنیا کے مختلف ممالک میں کثرت سے پھیلی۔ عبد الملک العاصمی المکی لکھتے ہیں کہ ابو عبد اللہ حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی اولاد حجاز، عراق، شام، مغرب اور عجم کے ممالک میں کثیر تعداد میں ہے۔ مدینہ کے امراء، عراق کے سردار اور رے کے بادشاہ ان میں سے ہیں[۲]۔

والدہ اور بہن بھائی

ابن سعد نے طبقات میں، شیخ مفید نے الارشاد میں، ابن عنبہ نے عمدۃ الطالب میں اور کئی دوسرے

---

۱ سر السلسلة العلوية — ابی نصر سهل بن عبدالله بن داؤد بن سليمان ابن ابان بن عبدالله البخاری — المتوفی ۳۴۱ھ — تقدیم و تعلیق: السیّد محمد صادق بحر العلوم — ص ۳۲، ۶۹ — انتشارات شریف الرضی — نجف اشرف — ۱۳۸۱ھ — ۱۹۶۲ء

۲ سمط النجوم العوالی فی انباء الاوائل والتوالی — عبدالملک بن حسین بن عبدالملک العاصمی المکی — المتوفی ۱۱۱۱ھ — تحقیق: عادل احمد عبدالموجود، علی محمد معوض — ج ۲ — ص ۳۴۶ — دار الکتب العلمیة — بیروت — ۱۴۱۹ھ — ۱۹۹۸ء

مؤرخین اور نسابین نے لکھا ہے کہ حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی والدہ کنیز تھیں۔ لیکن شیخ علی النمازی المنتخب کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ حسین اصغر رضی اللہ عنہ امام باقر علیہ السّلام کے والد اور والدہ دونوں طرف سے بھائی تھے[۱]۔ تاہم ابو نصر بخاری کہتے ہیں یہ قول غلط ہے کہ حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی والدہ ام عبد اللہ بنت حسن بن علی بن ابی طالب علیہم السّلام تھیں۔ وہ تو ان کے بھائی محمد باقر علیہ السّلام اور عبد اللہ باہر کی والدہ تھیں[۲]۔ لیکن سیّد مرعشی نجفی علمِ نسب میں اپنے والد کے استاد علّامہ نسابہ سیّد حسون براقی کے حوالہ سے لکھتے ہیں: ”یُوں کہا جاتا ہے کہ حسین کی ماں رومی کنیز ہیں۔ لیکن درست یہ ہے کہ ان کی ماں ان کے بھائی عبد اللہ باہر کی والدہ ہیں اور فاطمہ بنت امام حسن السبط ہیں۔“[۳]

ابو نصر بخاری حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی اولاد کے تذکرہ میں ان کی والدہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ انہیں سعادہ (ساعدہ) کہتے تھے۔ لیکن امام علی بن حسین علیہما السّلام کی اولاد کے تذکرہ میں وہ لکھتے ہیں کہ حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی والدہ کو عنان کہتے تھے۔ بخاری کے مطابق علی بن حسین علیہما السّلام کے نو بیٹے اور سات بیٹیاں تھیں۔ چھ بیٹے ان کے بعد زندہ رہے جو یہ ہیں:

امام باقر علیہ السّلام اور عبد اللہ باہر: ان دونوں کی والدہ ام عبد اللہ بنت امام حسن علیہ السّلام تھیں۔

زید اور عمر اشرف: ان دونوں کی والدہ جیداء جاریہ تھیں جنہیں مختار ابن ابی عبیدہ نے ایک لاکھ درہم میں خریدا اور علی بن حسین علیہما السّلام کی طرف بھیج دیا۔ ان سے زید اور عمر پیدا ہوئے۔

حسین اصغر: ان کی والدہ رومیہ کنیز تھیں۔ کہا جاتا ہے کہ ان کی والدہ ام عبد اللہ تھیں لیکن (ابو نصر بخاری کے مطابق) پہلی بات صحیح ہے۔

---

۱ مستدرکات عِلم رجال الحدیث — الشیخ علی النمازی الشاهرودی — ج۳ — ص۱۶۱ — حیدری — تہران — ۱۴۱۴ھ

۲ سر السلسلة العلویة — ص۶۹

۳ شرح احقاق الحق — القاضی السیّد نُور الله الحسینی المرعشی التستری — شہید ۱۰۱۹ھ — تالیق: السیّد شهاب الدین المرعشی النجفی — ج ۱ — ص حیات القاضی شہید ۱۰۷ — منشورات مکتبه آیة الله العظمی المرعشی النجفی — قم — ایران

علی بن علی بن حسین (علیہم السّلام): ان کی والدہ کنیز تھیں اور اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ اور علی بن حسین علیہما السّلام کی اولاد میں وہ سب سے چھوٹے تھے۔

ابو نصر بخاری کہتے ہیں کہ علی بن حسین علیہما السّلام کی اولاد میں پیچھے رہ جانے والے یہ چھ ہیں جن کی طرف سب حسینیوں کا نسب منتہی ہوتا ہے۔[۱]

شیخ مفید نے امام زین العابدین علیہ السّلام کی اولاد کی تعداد ۱۵ لکھی ہے جن میں امام باقر علیہ السّلام کے علاوہ باقی سب چھ مختلف کنیزوں سے تھے۔ امام باقر علیہ السّلام کی والدہ ام عبد اللہ بنت حسن بن علی بن ابی طالب علیہم السّلام تھیں۔ حسین اصغر کی والدہ ان کے بھائیوں عبد الرحمٰن اور سلیمان کی بھی والدہ تھیں۔ عبد اللہ، حسن اور حسین، ان تینوں کی والدہ ایک تھیں۔ زید اور عمر، ان دونوں کی والدہ ایک تھیں۔ علی اور خدیجہ، ان دونوں کی والدہ ایک تھیں۔ محمد اصغر اپنی والدہ کے اکلوتے بیٹے تھے۔ فاطمہ، علیّہ اور ام کلثوم، ان تینوں کی والدہ ایک تھیں۔[۲]

ابن سعد نے امام زین العابدین علیہ السّلام کی اولاد کی تعداد ۱۷ لکھی ہے جن میں ان کے مطابق چار یعنی حسن بن علی جو لاولد مر گئے، حسین اکبر جو لاولد مر گئے، محمد ابو جعفر [علیہ السّلام] فقیہ اور عبد اللہ کی والدہ ام عبد اللہ بنت حسن بن علی بن ابی طالب [علیہم السّلام] تھیں اور باقی اولاد چار کنیزوں سے تھی۔ حسین اصغر بن علی اور ام علی بنت علی جن کا نام علیّہ تھا، ان دونوں کی والدہ ایک تھیں۔ عمر، زید، علی اور خدیجہ، ان چاروں کی والدہ ایک تھیں۔ کلثوم، سلیمان اور ملیکہ، ان تینوں کی والدہ ایک تھیں۔ قاسم، ام حسن جن کا نام حسنہ تھا، ام حسین اور فاطمہ، ان چاروں کی والدہ ایک تھیں۔[۳]

ابو نصر بخاری کی طرح شیخ مفید کے مطابق بھی امام زین العابدین علیہ السّلام کے سب سے چھوٹے

---

۱ سر السلسلة العلویة — ص ۳۲، ۶۹

۲ الارشاد فی معرفة حجج اللہ علی العباد — ابی عبداللہ محمد بن محمد بن النعمان العکبری البغدادی الشیخ مفید — ۳۳۶ھ۔ ۴۱۳ھ — تحقیق: موسسة آل بیت علیہ السّلام لتحقیق التراث — ج ۲ — ص ۱۵۵ — دار المفید — بیروت — ۱۴۱۴ھ — ۱۹۹۳ء

۳ الطبقات الکبری — محمد بن سعد — المتوفی ۲۳۰ھ — ج ۵ — ص ۲۱۱ — دار صادر — بیروت

بیٹے علی بن علی تھے [۱]۔ لیکن ابن سعد کہتے ہیں: "حسین بن علی بن حسین اپنے والد کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے اور اس وقت تک زندہ رہے کہ انہیں محمد بن عمر نے دیکھا اور ان سے روایت کی۔ ہم نے انہیں ان کے بھائیوں کے طبقہ میں شامل کر دیا۔ حالانکہ نہ عمر میں ان لوگوں کے مماثل تھے نہ ویسے لوگوں سے ملے۔" [۲]

والد سے مشابہت

امام زین العابدین علیہ السّلام نے اپنے بیٹے کی جو تربیت کی اس کے آثار حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی آئندہ زندگی میں واضح طور پر سامنے آئے جن کا مشاہدہ دوسروں نے کیا اور انہیں بیان بھی کیا۔

امام علی بن حسین علیہما السّلام کو ان کی خالص عبادت کی وجہ سے زین العابدین اور سیّد الساجدین کہتے ہیں۔ امام علیہ السّلام کی اس صفت کے عکس کو لوگوں نے ان کے فرزند حسین اصغر رضی اللہ عنہ میں بھی پایا۔

حاکم روایت کرتے ہیں کہ خبر دی ہمیں ابو محمد حسن بن ابی محمد بن یحییٰ عقیلی نے، انہوں نے کہا خبر دی مجھے میرے والد نے میرے دادا سے، انہوں نے کہا مجھے موسیٰ بن عبد اللہ بن حسن نے بتایا، وہ کہتے ہیں مجھے میرے والد کے علاوہ گھر کے کئی لوگوں نے بتایا، انہوں نے کہا: "حسین بن علی بن حسین اپنے والد علی بن حسین سے عبادت گزاری میں سب سے زیادہ مشابہت رکھتے تھے۔" [۳]

حسین اصغر رضی اللہ عنہ کے حالات بیان کرتے ہوئے السخاوی روایت نقل کرتے ہیں: "کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے باپ کی اولادوں میں سے اپنے باپ سے زیادہ مشابہ تھے۔ بندگی اور اللہ والے ہونے میں وہ دونوں یکتا تھے۔" [۴]

---

۱ الارشاد ـــ ج ۲ ـــ ص ۱۵۵

۲ الطبقات الکبری ـــ ج ۵ ـــ ص ۳۲۷

۳ المستدرک علی الصحیحین ـــ ابی عبداللہ الحاکم النیسا پوری ـــ المتوفی ۴۰۵ھ ـــ اشراف: یوسف عبدالرحمٰن المرعشلی ـــ ج ۱ ـــ ص ۱۹۶ ـــ دار المعرفة ـــ بیروت

۴ التحفة اللطیفة فی تاریخ المدینة الشریفة ـــ ابی الخیر محمد شمس الدین بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر السخاوی القاہری الشافعی ـــ ۸۳۱ھ - ۹۰۲ھ ـــ تحقیق: عبدالباسط بن عبدالحفیظ بن محمد بن

عبادت کے ساتھ ساتھ اللہ سے دُعامانگنا بھی امام زین العابدین علیہ السّلام کی پاکیزہ زندگی کا ایک اہم پہلو رہا۔ صحیفہ کاملہ جو امام علیہ السّلام کی دعاؤں کا مجموعہ ہے کو زبور آل محمد علیہم السّلام کہا جاتا ہے۔ حسین اصغر رضی اللہ عنہ پر اپنے والد کی زندگی کے اس پہلو کا اثر بھی نمایاں تھا۔ شیخ مفید لکھتے ہیں کہ احمد بن عیسیٰ نے بیان کیا کہ میرے والد نے بتایا: "جب میں حسین بن علی بن حسین علیہم السّلام کو دُعامانگتے دیکھتا تو کہتا کہ وہ دُعا سے ہاتھ نہ ہٹائیں گے جب تک کہ تمام مخلوق کے لیے ان کی دُعا قبول نہ ہو جائے۔"

تقوی کی خصوصیت بھی حسین اصغر رضی اللہ عنہ کو اپنے والد سے ورثہ میں ملی۔ حرب بن طحان روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے حسن بن صالح کے ساتھی سعید نے کہا: "میں نے حسن بن صالح سے زیادہ خوفِ خدا رکھنے والا نہیں دیکھا تھا۔ یہاں تک کہ میں مدینہ گیا تو میں نے حسین بن علی بن حسین علیہم السّلام کو دیکھا کہ ان سے بڑھ کر خوفِ خدا رکھنے والا کوئی نہیں۔ ان کا شدت خوف خدا ایسا تھا کہ آگ میں ڈال کر نکالا گیا ہو۔"[1]

اللہ کی راہ میں غرباء اور فقراء کی مدد کرنا بھی امام زین العابدین علیہ السّلام کی لاتعداد صفات میں سے ایک صفت تھی جس کا اظہار ان کے فرزند حسین اصغر رضی اللہ عنہ کے کردار میں بھی ہوا۔ بیہقی لکھتے ہیں کہ حسین اصغر رضی اللہ عنہ ہر روز دینار صدقہ کرتے تھے۔[2]

باقر قرشی لکھتے ہیں کہ حسین اصغر رضی اللہ عنہ کو ان کے والد امام زین العابدین علیہ السّلام نے اپنی طرح نفسانی کمالات سکھائے تھے اور ان کا اپنے والد کی مانند اللہ کی طرف زیادہ توجہ، دنیا سے زہد اور دین پر اصرار تھا۔ وہ خاندان نبوت میں فضل و تقویٰ اور تمام اوصاف میں قابلِ فخر تھے اور اپنے وقت کے نمایاں علماء میں سے تھے۔ حسین اصغر رضی اللہ عنہ بردبار اور صاحب وقار تھے۔ ان سے متقین اور صالحین کی ہیبت ظاہر ہوتی تھی اور ان کے چہرے سے نُور ساطع تھا۔[3]

شرف الدین الحنفی۔۔ج۱۔۔ص۱۹۶

۱ الارشاد۔۔ج۲۔۔ص۱۷۴

۲ لباب الأنساب و الألقاب والأعقاب۔۔ابو الحسن ظهير الدين على بن زيد البيهقى الشهير با بن فندمه۔۔المتوفی ۵۶۵ھ۔۔تحقیق: محمد صادق۔۔ج۱۔۔ص۲۶

۳ حیات الامام محمد الباقر علیه السّلام۔۔باقر شریف القرشی۔۔ج۱۔۔ص۸۵-۸۷۔۔دار البلاغة۔۔

امام باقر علیہ السّلام نے اپنے بھائی حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی تعریف کی۔ ابو ابی رود بن منذر نے بیان کیا کہ حضرت ابو جعفر باقر علیہ السّلام نے اپنے بھائی حسین اصغر رضی اللہ عنہ کو حلیم قرار دیا اور انہیں قرآن کی اس آیت کا مصداق گردانا:

"يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا۝"

جو زمین پر آہستگی سے چلتے ہیں اور جاہل لوگ ان سے (جاہلانہ) گفتگو کرتے ہیں تو سلام کہتے ہیں۔ (سورۃ الفرقان۔ آیت:۶۳)[۱]

شیخ مفید لکھتے ہیں کہ حسین اصغر رضی اللہ عنہ فاضل اور متقی تھے۔[۲]

ابن حجر عسقلانی نے حسین اصغر رضی اللہ عنہ کو صدوق قرار دیا۔[۳]

العمری نسابہ نے حسین اصغر رضی اللہ عنہ کے نام کے ساتھ پاکدامن، محدث، فاضل اور عالم لکھ کر ان کی توصیف کی۔[۴]

آئمہ سے وابستگی

دین کی ترویج کے لیے حسین اصغر رضی اللہ عنہ نے آئمہ علیہم السّلام کی کوششوں کو آگے بڑھایا۔

بیروت — ۱۴۱۳ھ — ۱۹۹۲ء

۱ مسائل الناصریات — علم الهدی السیّد علی بن حسین بن موسیٰ الشریف المرتضیٰ — ۳۵۵ھ-۴۳۶ھ — تحقیق: مرکز البحوث والدراسات العلمیة — ص ۶۴ — رابطة الثقافة والعلاقات الاسلامیة — تہران — ۱۴۱۷ھ — ۱۹۹۷ء

۲ الارشاد — ج ۲ — ص ۱۷۴

۳ تقریب التهذیب — احمد بن علی بن حجر العسقلانی — التوفی ۸۵۲ھ — تحقیق: مصطفیٰ عبدالقادر عطا — ج ۱ — ص ۲۱۶ — دار المکتبة العلمیة — بیروت — ۱۴۱۵ھ — ۱۹۹۵ء

۴ المجدی فی انساب الطالبین — ابی الحسن علی بن محمد بن علی بن محمد العلوی العمری النسابه — من اعلام القرن الخامس — تحقیق: الدکتور احمد المهدوی الدامغانی — اشراف: الدکتور السیّد محمود المرعشی — ص ۱۹۴ — مکتبة آیة الله العظمی المرعشی النجفی العامة — قم المقدسہ — ۱۴۰۹ھ

اپنے زمانہ کے آئمہ علیہم السّلام کے ساتھ انتہائی قریبی رشتہ ہونے کے ساتھ ساتھ ان کی آئمہ علیہم السّلام کے ساتھ گہری وابستگی بھی رہی۔ شیخ طوسی نے حسین اصغر رضی اللہ عنہ کا ذکر امام زین العابدین علیہ السّلام، امام محمد باقر علیہ السّلام اور امام جعفر صادق علیہ السّلام کے اصحاب میں کیا ہے۔ اصحابِ علی بن حسین علیہما السّلام کے ذکر میں وہ لکھتے ہیں کہ حسین بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السّلام آپ علیہ السّلام کے فرزند تھے۔ انہوں نے اپنے والد سے روایت کی۔ اصحابِ باقر علیہ السّلام کے عنوان میں شیخ لکھتے ہیں کہ حسین بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السّلام تابعی تھے اور آپ علیہ السّلام کے بھائی تھے۔ اصحابِ صادق علیہ السّلام کے تذکرہ میں شیخ لکھتے ہیں کہ حسین بن علی بن حسین ابی عبد اللہ علیہ السّلام کے چچا، تابعی اور مدنی تھے۔ ۱۵۷ھ میں فوت ہوئے اور البقیع میں دفن ہوئے۔ ان کی کنیت اباعبد اللہ تھی اور ان کی عمر ۷۴ سال تھی۔[۱]

امام زین العابدین علیہ السّلام کی تعلیمات کو ان کے شاگردوں نے پھیلایا جن میں سب سے مقدم نام ان کے بیٹے ابو جعفر محمد باقر علیہ السّلام اور ان کے بھائیوں کے ہیں۔ حسین اصغر رضی اللہ عنہ نے اکثر احادیث اپنے والد سے بیان کیں۔ امام زین العابدین علیہ السّلام کی مؤلفات میں وہ نسخہ بھی شامل ہے جسے حسین اصغر رضی اللہ عنہ کے پوتے عبد اللہ بن ابراہیم بن حسین نے اپنے آباء سے روایت کیا۔[۲]

اس کے علاوہ کتاب مناسک حج ہے جس میں اعمال حج کے بارے میں امام زین العابدین علیہ السّلام کی احادیث ہیں جنہیں امام علیہ السّلام کے بیٹوں نے ان سے بیان کیا۔ اس کتاب کی نسبت زید شہید رضی اللہ عنہ کی طرف بھی دی جاتی ہے۔

زیدیہ فرقہ سے تعلق رکھنے والے علّامہ سیّد ہبۃ الدین شہرستانی کتاب مناسک حج کے مقدمہ میں

---

۱ رجال الطوسی — ابی جعفر محمد بن الحسن الطوسی — ۳۸۵ھ-۴۶۰ھ — تحقیق: جواد القیومی الاصفہانی — ص ۱۱۲، ۱۳۰، ۱۸۲ — موسسۃ النشر الاسلامی التابعۃ لجماعۃ المدرسین — قم المشرفہ — رمضان المبارک ۱۴۱۵ھ

۲ رجال النجاشی — ابو العباس احمد بن علی بن احمد بن العباس النجاشی الاسدی الکوفی — ۳۷۲ھ-۴۵۰ھ — تحقیق: الحجۃ السیّد موسی الشبیری الزنجانی — ص ۲۲۴ — موسسۃ النشر الاسلامی — قم — ۱۴۱۶ھ

لکھتے ہیں: "یہ مناسک امام علی بن حسین، ہمارے مولا زید بن علی، ان کے بھائی محمد باقر اور ان کے دوسرے بھائیوں کے ہیں۔ احمد بن عیسیٰ نے اپنی مشہور امالی میں اپنی اسناد کے ساتھ عباد بن یعقوب سے، انہوں نے محمد بن سالم سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں میں نے اس کتاب کو حسین بن علی (مراد زید شہید کے بھائی ہیں) کے سامنے پیش کیا، انہوں نے فرمایا: علی بن حسین (مراد سجاد ہیں) نے اعمال حج جیسا کہ اس کتاب میں شروع سے یہاں تک مروی ہیں انجام دیئے۔ احمد بن عیسیٰ کہتے ہیں 'یہاں تک' سے مراد آخر کتاب ہے۔ کتاب مناسک حج کی امام علی بن حسین [علیہما السّلام] سے نسبت اس لیے بھی ثابت ہے کہ ابو جعفر طوسی محمد اور ابو العباس نجاشی احمد نے اپنی اپنی فہرست میں لکھا ہے کہ ثقہ فاضل یحییٰ بن حسین [حسن] علوی، جو حسین اصغر [رضی اللہ عنہ] کی ذریت سے ہیں، نے اپنے جد امام سجاد علی بن حسین علیہما السّلام کی کتاب مناسک روایت کی۔ اور ان دو بزرگوں نے مشہور زیدیہ عالم احمد بن عقدہ کی وساطت سے انہیں بیان کیا۔ یہ حسین اصغر اور احمد بن عیسیٰ بن زید کی گواہی کے علاوہ ہے۔ یہ دونوں بزرگ [یعنی حسین اصغر اور احمد بن عیسیٰ بن زید] عترت نبوت کے بزرگوں میں سے ہیں۔ ان دونوں نے گواہی دی ہے کہ شروع سے آخر تک یہ مناسک علی بن حسین علیہما السّلام کے ہیں اور یہ وہ مناسک ہیں کہ جن کے مطابق امام سجاد علیہ السّلام اور ان کی اولاد نے ان کے سامنے حج ادا کیے۔ زید کی طرف ان مناسک کی نسبت اس لیے دی جاتی ہے کہ وہ اس کے مشہور ترین اور اوّل ترین راویوں میں سے ہیں۔"[1]

امام زین العابدین علیہ السّلام کی وفات کے بعد ان کی وصیت کے مطابق حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی سرپرستی ان کے بڑے بھائی امام باقر علیہ السّلام نے کی۔ کفایت الاثر میں روایت ہے کہ بیان کیا ہم سے ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن عبید اللہ بن حسن عیاشی نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے علی بن عبد اللہ بن مالک واسطی نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے ابو نسر محمد بن احمد بن یزید الجمحی نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے ہارون بن یحییٰ خاطبی نے، [انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے علی بن عبد اللہ بن مالک واسطی نے]، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے عثمان بن عثمان بن خالد نے اپنے والد سے، انہوں نے کہا: "حضرت علی بن حسین علیہما السّلام

۱　مناسک حج — مقدمہ علامہ سیّد ہبۃ الدین شہرستانی — ص ۵، ۴ — انجمن تبلیغات اسلامی

بیمار ہوئے کہ جس بیماری میں آپ علیہ السّلام نے وفات پائی تو آپ علیہ السّلام نے اپنی اولاد محمد، حسن[علی]، عبد اللہ، عمر، زید اور حسین کو جمع کیا اور ان میں محمد بن علی باقر علیہما السّلام کو اپنا وصی قرار دیا اور ان کا نام باقر رکھا، اور تمام بیٹوں کے معاملات آپ علیہ السّلام کے سُپرد کیے، اور اس طرح وصیت فرمائی کہ بیٹا عِلم عقل کا راہنما ہے اور عقل عِلم کی ترجمان ہے اور یہ جان لو کہ عِلم ایک بہتر محافظ ہے اور زبان بہت زیادہ غلط گو بکواس کرنے والی چیز ہے۔ بیٹا دنیا کی پوری کی پوری اچھائی دو باتوں میں آ گئی ہے۔ یہ سمجھو کہ معیشت و معاشرت کی نیکی اور اصلاح ایک پیمانہ بھر ہے جس کا دو تہائی سمجھ بوجھ اور دانائی اور ہوشیاری ہے اور ایک تہائی حصّہ بے التفاتی اور تغافل ہے اور انسان اس چیز سے غفلت برتتا ہے جس سے واقفیت رکھتا ہے۔ بیٹا یہ بھی جان لو کہ زندگی گزارنے والے لمحات تمہاری زندگی کو کم کر رہے ہیں اور تمہیں کوئی نعمت اس وقت تک نہیں ملتی جب تک دوسری چلی نہ جائے۔ لہٰذا بڑی بڑی امیدوں اور آرزوؤں سے بچتے رہو۔ کتنے ایسے آرزو رکھنے والے لوگ ہیں جن کی آرزو پوری نہیں ہوتی اور کتنے ایسے مال جمع کرنے والے ہیں کہ انہوں نے اس میں سے کچھ بھی نہیں کھایا اور کتنے ایسے لوگ ہیں جو دِل میں رنج لیے ہوئے دولت کو یُونہی چھوڑ کر دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں۔ شاید انہوں نے وہ مال ناجائز طور پر جمع کیا ہو اور کسی کا حق مار لیا ہو اور وہ مال حرام کی کمائی ہو پھر اسے وراثت میں چھوڑا ہو۔ ایسے آدمی اس کا بوجھ اٹھائیں گے اور خدا کی طرف یہ بار لے کر جائیں گے۔ یقیناً یہ ایک کھلا ہوا گھاٹا ہو گا۔"[۱]

حسین اصغر رضی اللہ عنہ نے امام باقر علیہ السّلام کی سرپرستی میں ۲۰ سال گزارے، ان کے دروس میں شرکت کی اور ان سے احادیث سنیں اور روایت کیں۔ ان میں وہ حدیث بھی شامل ہے جسے حسین اصغر رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی امام باقر علیہ السّلام سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار سے اور انہوں نے حضرت علی علیہ السّلام سے بیان کیا۔ یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک دُعا کے بارے میں ہے۔

---

۱ کفایة الاثر فی النص علی الائمة الاثنی عشر — ابی القاسم علی بن محمد بن علی الخزاز القمی الرازی — المتوفی ۴۰۰ھ — تحقیق: السیّد عبد اللطیف الحسینی الکوہ کمری الخوئی — ص۲۳۹-۲۴۰ — انتشارات بیدار — قم — ۱۴۰۱ھ

حسین اصغر رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کو موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا۔ حاکم کہتے ہیں یہ حدیث صحیح اسناد سے ہے لیکن (شیخین نے) اسے نہیں لیا۔[۱] حسین اصغر رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی امام باقر علیہ السّلام سے وہ حدیث بھی بیان کی جو حضرت علی علیہ السّلام کی ایک راہب کے ساتھ گفتگو کے بارے میں ہے اور جس میں حضرت علی علیہ السّلام نے اپنا اوصیاء کا سردار ہونا بیان کیا ہے۔ حسین اصغر رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کو ان کے فرزند علی بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔ شیخ طوسی نے اپنی امالی میں اس حدیث کو شامل کیا۔[۲]

حسین اصغر رضی اللہ عنہ نے اپنے والد امام علی بن حسین علیہما السّلام سے وہ حدیث بھی بیان کی جو ان کے بھائی محمد باقر علیہ السّلام کی امامت کی تصدیق کرتی ہے۔ حسین اصغر رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کو محمد بن عبید اللہ فزاری نے بیان کیا۔ خزاز قمی نے کفایت الاثر میں اس حدیث کو اپنی اسناد سے بیان کیا۔[۳]

شیخ مفید امام باقر علیہ السّلام کے حالات میں لکھتے ہیں کہ آپ علیہ السّلام کے بھائیوں میں ہر ایک صاحبِ فضیلت تھا اگرچہ وہ آپ علیہ السّلام کے امام ہونے، اللہ کے ہاں مرتبہ ولایت پر فائز ہونے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جانشین ہونے کی وجہ سے آپ علیہ السّلام کے فضل و کمال کو نہیں پہنچ سکتے تھے۔[۴]

حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی اپنے بھتیجے امام جعفر صادق علیہ السّلام کے ساتھ بھی بہت قربت تھی۔ وہ اپنے بھتیجے کے ساتھ بچپن میں اکٹھے کھیلتے رہے۔ اس کا ذکر انہوں نے خود اس حدیث میں کیا جسے ابن سعد نے عبد اللہ بن مسلمہ بن قعنب اور اسماعیل بن عبد اللہ بن ابی اویس سے، ان دونوں نے عبد الرحمٰن بن ابی الموال سے، انہوں نے حسین بن علی سے بیان کیا۔[۵] اور الدولابی الرازی نے ابن منصور سے، انہوں نے ابو

---

۱ المستدرک علی الصحیحین — ج ۱ — ص ۵۲۷

۲ الامالی — شیخ الطائفة ابی جعفر محمد بن حسن طوسی — ۳۸۵ھ-۴۶۰ھ — تحقیق: قسم الدراسات الاسلامیة، موسسة البعثة — مجلس ۷ — حدیث ۴۲ / ۳۴۰ — ص ۱۹۹-۲۰۰ — دار الثقافة — قم

۳ کفایة الاثر — ص ۲۳۸-۲۳۹

۴ الارشاد — ج ۲ — ص ۱۶۸

۵ الطبقات الکبریٰ — ج ۵ — ص ۲۱۹

سعید غلام بنی ہاشم سے، انہوں نے عبد الرحمٰن بن ابی الموال سے، انہوں نے حسین بن علی سے بیان کیا۔[۱] یہ حدیث بچپن میں نماز کے حکم کے بارے میں ہے۔ حسین اصغر رضی اللہ عنہ نے کتاب ارض کے اپنے آباء سے امام جعفر صادق علیہ السّلام تک منتقل ہونے کی خبر بھی دی۔[۲] مدینہ کے گورنر ریاح نے محمد المعروف نفس زکیہ کی تلاش میں ناکامی پر برہم ہو کر بنی حسین کو دربار میں طلب کیا تو حسین اصغر رضی اللہ عنہ بنی حسین کے بزرگ کی حیثیت سے امام جعفر صادق علیہ السّلام اور کچھ دوسرے افراد کے ساتھ وہاں گئے۔[۳]

شیخ مفید لکھتے ہیں کہ حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی بیٹی فاطمہ امام جعفر صادق علیہ السّلام کی زوجہ اور ان کے بیٹوں اسماعیل، جنہیں اسماعیلی امام مانتے ہیں، اور عبد اللہ کی والدہ تھیں۔[۴] لیکن ابن عنبہ لکھتے ہیں کہ اسماعیل کی ماں فاطمہ بنت حسین اثرم تھیں۔[۵] حسین اصغر رضی اللہ عنہ نے امام جعفر صادق علیہ السّلام سے احادیث بھی بیان کیں۔[۶]

---

۱ الکنی والاسماء للدولابی — ابو بشر محمد بن احمد بن حماد بن سعید بن مسلم الانصاری الدولابی الرازی — ۲۲۴ھ-۳۱۰ھ — تحقیق: زکریا عمیرات — ج۳ — ص۱۵۵

۲ بصائر الدرجات الکبریٰ — ابو جعفر محمد بن حسن بن فروخ الصفار (من اصحاب الامام الحسن العسکری علیہ السّلام) — المتوفی ۲۹۰ھ — تحقیق: الحاج میرزا محسن کوچہ باغی — ج۴ — باب۱ — حدیث ۱۲ — ص۱۸۵ — موسسة الاعلمی — تہران

۳ تاریخ ابن خلدون — عبد الرحمٰن بن محمد بن خلدون الحضرمی المغربی — المتوفی ۸۰۸ھ — ج۳ — ص ۱۹۰ — موسسة الاعلمی للمطبوعات — بیروت — ۱۳۹۱ھ — ۱۹۷۱ء

۴ الارشاد — ج۲ — ص۲۰۹

۵ عمدة الطالب فی انساب آل ابی طالب — سیّد جمال الدین احمد بن علی الحسنی المعروف بابن عنبہ — المتوفی ۸۲۸ھ — تصحیح: محمد حسن آل الطالقانی — ص ۲۳۳ — منشورات المطبعة الحیدریہ — نجف اشرف — ۱۳۸۰ھ — ۱۹۶۱ء

۶ اعیان الشیعة — السیّد محسن الامین — تحقیق و تخریج: حسن الامین — ج۶ — ص۱۱۱ — دار التعارف للمطبوعات — بیروت

محدث

حسین اصغر رضی اللہ عنہ محدث تھے اور ان کی روایت کردہ احادیث کو سنّی اور شیعہ معروف علمائے احادیث نے اپنی کتب کی زینت بنایا۔ مشہور علمائے رجال نے ان کا ذکر اپنی کتابوں میں کیا، ان کی تعریف کی اور انہیں ثقہ قرار دیا۔ لوگوں کی ایک جماعت نے ان سے سنا اور احادیث نقل کیں۔ اس جماعت میں ان کے بیٹے اور نامور شیعہ، سنّی محدثین شامل ہیں۔

شیخ مفید لکھتے ہیں کہ حسین بن علی بن حسین فاضل اور متقی تھے۔ انہوں نے اپنے والد علی بن حسین، پھوپھی فاطمہ بنت حسین اور بھائی ابی جعفر علیہم السّلام سے کثیر تعداد میں احادیث روایت کیں۔[1]

ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ حسین بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب ہاشمی مدنی کو حسین اصغر کہتے تھے۔ انہوں نے اپنے والد اور بھائی ابی جعفر اور وہب بن کیسان سے روایت کی۔ ان سے روایت کرنے والوں میں موسیٰ بن عقبہ، ابن ابی الموال، ابن مبارک اور ان کے بیٹے ابراہیم، محمد اور عبید اللہ بنو الحسین وغیرہم شامل ہیں۔[2]

علّامہ مزی تحریر کرتے ہیں کہ حسین بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب قریشی ہاشمی مدنی کو حسین اصغر کہا جاتا تھا۔ ان کی والدہ کنیز تھیں۔ انہوں نے اپنے والد علی بن حسین بن علی زین العابدین، بھائی ابی جعفر محمد بن علی بن حسین الباقر اور وہب بن کیسان سے روایت کی۔ ان سے روایت کرنے والوں میں ان کے بیٹے ابراہیم بن حسین بن علی بن حسین، عبید اللہ بن حسین بن علی بن حسین، محمد بن حسین بن علی بن حسین اور خارجہ بن عبد اللہ بن سلیمان بن زید بن ثابت، عبد اللہ بن مبارک، عبد الرحمٰن بن ابی الموال، عنبسۃ بن بجاد العابد اور موسیٰ بن عقبہ شامل ہیں۔ نسائی نے حسین اصغر [رضی اللہ عنہ] کو ثقہ قرار دیا اور ابن

---

۱ الارشاد ــ ج ۲ ــ ص ۱۷۴

۲ تهذيب التهذيب ــ الامام الحافظ شيخ الاسلام شهاب الدين احمد بن على بن حجر العسقلانى ــ المتوفى ۸۵۲ھ ــ ج ۲ ــ ص ۲۹۹ ــ دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع ــ بيروت ــ ۱۴۰۴ھ ــ ۱۹۸۴ء

حبان نے اپنی کتاب ثقات میں ان کا ذکر کیا۔[1]

ابن حبان لکھتے ہیں کہ حسین بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم اہلِ مدینہ میں سے تھے۔ عمر اور محمد کے بھائی تھے۔ انہوں نے وہب بن کیسان سے روایت کی اور ان سے عبد اللہ بن مبارک نے روایت کی۔[2]

السخاوی لکھتے ہیں کہ حسین بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب بن عبد المطلب، ابو عبد اللہ، ہاشمی مدنی نے اپنے والد، بھائی ابی جعفر باقر، پھوپھی فاطمہ اور وہب بن کیسان سے روایت کی۔ اور ان سے ان کے بیٹوں علی، ابراہیم، محمد، عبید اللہ اور موسیٰ بن عقبہ اور ابن مبارک وغیرہ نے روایت کی۔ وہ قلیل الحدیث تھے۔[3]

محمد بن علی بن عبد الرحمٰن علوی کے مطابق حسین بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب [علیہم السّلام] نے اپنے بھائی زید رضی اللہ عنہ اور صحابی اباطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ اباطفیل رضی اللہ عنہ سے جو حدیث حسین اصغر رضی اللہ عنہ نے بیان کی اسے ان سے علی بن صالح المکی نے بیان کیا۔ اپنے بھائی زید رضی اللہ عنہ سے حسین اصغر رضی اللہ عنہ نے جو روایت بیان کی اسے ان سے ان کے بیٹے عبد اللہ بن حسین اصغر نے بیان کیا۔[4]

---

۱ تہذیب الکمال فی اسماء الرجال ــ الحافظ المتقین جمال الدین ابی الحجاج یوسف المزی ــ ۶۵۴ھ-۷۴۲ھ ــ تحقیق وضبط وتعلیق: الدکتور بشار عواد معروف ــ ج۲ ــ ص۳۹۵-۳۹۶ ــ موسسة الرسالة ــ بیروت ــ ۱۴۱۳ھ ــ ۱۹۹۲ء

۲ الثقات ــ الامام الحافظ ابی حاتم محمد بن حبان بن احمد التمیمی البستی ــ المتوفی ۳۵۴ھ ــ تحقیق: السیّد شرف الدین احمد ــ ص۲۰۵-۲۰۶ ــ مجلس دائرة المعارف العثمانیه ــ حیدر آباد دکن

۳ التحفة اللطیفة فی تاریخ المدینة الشریفة ــ ج۱ ــ ص۱۹۸

۴ تسمیة من روی عن الامام زید بن علی علیه السّلام من التابعین ــ الامام الحافظ الشریف ابی عبدالله محمد بن علی بن عبدالرحمٰن العلوی ــ المتوفی ۴۴۵ھ ــ تقدیم: محمد یحییٰ سالم عزان ــ تحقیق: صالح عبدالله احمد قربان ــ ص۲۱ ــ موسسة الامام زید بن علی علیه السّلام الثقافیة ــ عمان ــ اردن

عبداللہ بن امام ہادی نے حسن بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ اور یحییٰ بن سلام کو حسین اصغر رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والوں میں شامل کیا ہے۔[1]

المرشد باللہ یحییٰ بن حسین نے اپنی امالی میں حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی پانچ احادیث بیان کی ہیں جن میں سے دو ان کے بیٹوں محمد بن حسین اور عبیداللہ بن حسین نے ان سے بیان کیں اور باقی تین کلیب بن عبدالملک، لُوط بن اسحٰق نوفلی اور صالح بن ابی الاسود نے ان سے روایت کیں۔[2]

نسائی، ترمذی، حاکم، احمد، ابن حبان، دار قطنی اور بیہقی نے اوقاتِ نماز کے بارے میں اس حدیث کو روایت کیا جسے عبداللہ بن مبارک نے حسین اصغر رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے وہب بن کیسان سے اور انہوں نے جابر بن عبداللہ سے بیان کیا۔ امام احمد نے حسین اصغر رضی اللہ عنہ اور اوقاتِ نماز کے بارے میں ان کی بیان کردہ حدیث کی توثیق کی۔ عبداللہ بن احمد کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا کہ آپ اسے کیسا دیکھتے ہیں اور حسین کے بارے میں آپ کی رائے کیا ہے؟ میرے والد نے کہا یہ حسین جو ہیں ابی جعفر محمد بن علی کے بھائی ہیں اور ان کی حدیث، جو انہوں نے اوقات کے بارے میں بیان کی، کا کوئی انکار نہیں کرتا۔ کیونکہ وہ اس کی بعض صفات وغیرہ پر متفق ہیں۔[3]

الالبانی کہتے ہیں کہ اس حدیث کے سب راوی شیخین کے معتبر لوگوں میں سے ہیں سوائے حسین بن علی کے جو ابی جعفر الباقر کے بھائی ہیں اور ثقہ ہیں اور ان کی حدیث کو ابن حبان نے صحیحہ میں بیان کیا، ترمذی نے اسے حدیث حسن صحیح غریب کہا۔ حاکم نے اسے حدیث صحیح مشہور قرار دیا اور بیہقی نے بھی ان سے

---

۱ الجداول الصغری مختصر الطبقات الکبریٰ ـــ العلامة عبدالله بن الامام الهادی الحسن بن یحییٰ ـــ ج ۱ ـــ ص ۱۷۷، ۳۲۳ ـــ موسسة الامام زید بن علی علیه السّلام الثقافیة ـــ عمان ـــ اردن

۲ الامالی الاثنینیة ـــ الامام المرشد بالله یحییٰ بن الامام الموفق بالله الحسین بن اسماعیل الجرجانی الشجری ـــ ص ۵۵۰، ۵۶۵، ۵۶۷، ۵۶۸، ۶۱۷ ـــ موسسة الامام زید بن علی علیه السّلام الثقافیة ـــ عمان ـــ اردن

۳ فتح الباری شرح صحیح البخاری ـــ الحافظ زین الدین ابی الفرج ابن رجب الحنبلی ـــ ج ۴ ـــ ص ۴

موافقت کی۔[1]

تابعی

شیخ طوسی نے حسین اصغر رضی اللہ عنہ کو تابعی قرار دیا۔[2] ابن سعد نے بھی ان کا شمار اہل مدینہ کے تیسرے طبقہ کے تابعین میں کیا۔[3] لیکن ابن حبان نے ان کا ذکر اتباع تابعین میں کیا[4] اور حاکم لکھتے ہیں کہ حسین اصغر تابعی نہیں تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ علی بن حسین زین العابدین کی اولاد میں سے چھ نے احادیث بیان کیں: محمد، عبد اللہ، زید، عمر، حسین اور فاطمہ اور ان میں سے کوئی بھی تابعی نہیں تھا سوائے محمد کے جو ابو جعفر باقر العلوم ہیں[5]۔ تاہم محمد بن علی بن عبد الرحمٰن علوی کہتے ہیں کہ حسین اصغر رضی اللہ عنہ تابعی تھے کیونکہ انہوں نے جابر رضی اللہ عنہ کو دیکھا اور ابا طفیل رضی اللہ عنہ سے سنا اور ان سے روایت کی۔[6]

حکومتی جبر

بنو امیّہ اور بنو عباس کے حکمران اپنے اپنے ادوار میں حضرت علی علیہ السّلام کی اولاد اور ان کے پیروکاروں پر کڑی نظر رکھتے تھے اور ہر طرح کا ظلم ان کے ساتھ روا رکھتے تھے۔ حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی زندگی کے

---

۱ ارواء الغلیل فی تخریج احادیث منار السبیل — محمد ناصر الدین الالبانی — اشراف: زهیر الشاویش — ج ۱ — ص ۲۷۱ — المکتب الاسلامی — بیروت — ۱۴۰۵ھ — ۱۹۸۵ء

۲ رجال الطوسی — ص ۱۳۰

۳ الطبقات الکبریٰ — ج ۵ — ص ۳۲۷

۴ مشاہیر علماء الامصار اعلام فقہا الاقطار — الامام الحافظ ابی حاتم محمد بن حبان بن احمد التمیمی البستی — المتوفی ۳۵۴ھ — تحقیق: مرزوق علی ابراہیم — ص ۲۰۵ — دار الوفاء للطباعة والنشر و التوزیع — المنصورہ

۵ معرفة علوم الحدیث — الامام الحاکم ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الحافظ النیسا پوری — المتوفی ۴۰۵ھ — تحقیق: السیّد معظم حسین — ص ۴۷ — منشورات دار الآفاق الحدیث — بیروت — ۱۴۰۰ھ — ۱۹۸۰ء

۶ تسمیة من روی عن الامام زید — ص ۲۱

دوران بنو امیّہ کے دس اور بنو عباس کے دو حکمران رہے۔ جب حسین اصغر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو عبد الملک بن مروان بن حکم کا دورِ حکومت تھا۔ اس نے بارہ سال چار ماہ پانچ دن حکومت کی۔ مسعودی کے مطابق عبد الملک کے بعد آنے والے بنو امیّہ کے نو اور بنو عباس کے دو حکمران اور ان کی مدت حکومت مندرجہ ذیل ہے:

بنو امیّہ کے حکمران

ولید بن عبد الملک: .... نو سال نو ماہ بیس دن

سلیمان بن عبد الملک: .... دو سال سات ماہ بیس دن

عمر بن عبد العزیز بن مروان: .... دو سال پانچ ماہ تیرہ دن

یزید بن عبد الملک: .... چار سال ایک دن

ہشام بن عبد الملک: .... انیس سال آٹھ ماہ سات دن

ولید بن یزید بن عبد الملک: .... ایک سال دو ماہ بیس دن

یزید بن ولید بن عبد الملک: .... دو ماہ سات دن

ابراہیم بن ولید بن عبد الملک: .... دو ماہ گیارہ دن

مروان بن محمد: .... پانچ سال دو ماہ

بنو عباس کے حکمران

ابو العباس عبد اللہ بن محمد: .... چار سال آٹھ ماہ دو دن

ابو جعفر عبد اللہ بن محمد المنصور: .... اکیس سال گیارہ ماہ آٹھ دن[1]

حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی وفات کے ایک سال بعد منصور ۱۵۸ھ میں فوت ہوا۔ عمر بن عبد العزیز کے سِوا اوپر ذکر کیے گئے تمام حکمرانوں نے اپنے سے پہلے آنے والے اموی حکمرانوں کی طرح حضرت علی علیہ السّلام کی اولاد اور ان کے پیروکاروں کا جینا حرام کیے رکھا۔ عمر بن عبد العزیز نے اولادِ علی علیہ

۱　مروج الذهب و معادن الجواہر — الامام ابی الحسن بن علی المسعودی — التوفی ۳۴۶ھ — ج ۴ — ص ۳۱۴ — المکتبۃ الصفریۃ — بیروت

السّلام کے ساتھ ہونے والے ظلم کا اعتراف بھی کیا اور تلافی کی بھی کسی حد تک کوشش کی۔ اس سلسلہ میں جمعہ کے خطبہ میں حضرت علی علیہ السّلام کو برا بھلا کہنے کی رسم کو بھی منقطع کر دیا۔[1] تاہم عمر بن عبد العزیز کی وفات کے بعد اموی حکمرانوں نے سب و شتم کی اس قبیح رسم کو دوبارہ شروع کر دیا۔

حکمرانوں کی طرف سے مسلط کی گئی ایسی گھٹن اور خوف کی فضا میں حسین اصغر رضی اللہ عنہ نے زندگی گزاری۔ ہشام بن عبد الملک نے اپنے دورِ حکومت میں اپنے ماموں ابراہیم بن ہشام کو مدینہ کا گورنر مقرر کیا۔ ابراہیم اپنے خلیفہ بھانجے کی طرح حضرت علی علیہ السّلام سے بہت عداوت رکھتا تھا اور اولادِ علی علیہ السّلام کو اذیّت دے کر خوش ہوتا تھا۔ الارشاد میں حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق ابراہیم بن ہشام انہیں جمعہ کے روز مسجد میں منبر کے پاس بٹھاتا اور اپنے خطبہ میں حضرت علی علیہ السّلام کو برا بھلا کہتا اور گالیاں بکتا تھا۔ ظاہر ہے یہ حالات حسین اصغر رضی اللہ عنہ کے لیے بہت تکلیف دہ تھے جس کا انہوں نے اظہار بھی کیا۔ ایک جمعہ کے روز ابراہیم بن ہشام کے ایسے ہی ایک خطبہ کے دوران رونما ہونے والے واقعہ کو بیان کرتے ہوئے حسین اصغر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: "ایک دن میں حاضر ہوا تو وہ جگہ لوگوں سے پُر تھی۔ پس میں منبر سے چمٹا رہا اور مجھے اونگھ آ گئی تو میں نے دیکھا کہ ایک قبر کھلی اور اس سے ایک شخص نکلا جس پر سفید کپڑے ہیں اور اس نے مجھے کہا کہ اے اباعبد اللہ! کیا تجھے دکھ نہیں پہنچتا اس سے جو یہ کہتا ہے؟ میں نے کہا اللہ کی قسم اسی طرح سے ہے (یعنی دکھ ہوتا ہے) تو اس نے کہا آنکھیں کھول کر دیکھو اللہ اس سے کیا سلوک کرے گا۔ پس حضرت علی علیہ السّلام کا ذکر کیا ہی تھا کہ اسے منبر سے نیچے پھینک دیا گیا اور وہ مر گیا۔ اس پر اللہ کی لعنت۔"[2]

حضرت علی علیہ السّلام کی اولاد پر حکومتی جبر کی ایک وجہ یہ تھی کہ حکمران ڈرتے تھے کہ اولادِ علی علیہ السّلام خلافت کے حق کا مطالبہ نہ کر دے۔ ہر طرح کی حکومتی سختی اور اذیّت کے باوجود حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی زندگی میں اولادِ علی علیہ السّلام میں سے حکمرانوں کے خلاف سب سے پہلا خروج ان کے بھائی زید

---

۱ تاریخ الیعقوبی — احمد بن ابی یعقوب بن جعفر بن وھب ابن واضح المکاتب العباسی المعروف بالیعقوبی — المتوفی ۲۸۴ھ — ج ۲ — ص ۳۰۵ — دار صادر — بیروت — لبنان

۲ الارشاد — ج ۲ — ص ۱۷۴

رضی اللہ عنہ نے کوفہ میں ۱۲۱ھ میں کیا۔ زید رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ہشام کے حکم پر کوفہ کے گورنر یوسف بن عمر نے ان کی لاش کو برہنہ کر کے کناسہ میں سولی پر لٹکا دیا۔ مسعودی لکھتے ہیں: "ابو بکر بن عیاش اور مؤرخین کی ایک جماعت نے بیان کیا ہے کہ حضرت زید پچاس ماہ تک برہنہ مصلوب رہے مگر کسی آدمی نے ان کے پوشیدہ مقامات کو نہ دیکھا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کا پردہ تھا۔"[1]

زید شہید رضی اللہ عنہ کے کناسہ میں سولی دیئے جانے کی خبر ان کے خاندان والوں کو زید رضی اللہ عنہ کے والد امام زین العابدین علیہ السّلام کی زبانی زید کی پیدائش کے وقت ہی مل چکی تھی۔ حسین اصغر رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے والد سے وہ حدیث بیان کی جس میں زید رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے کی پیشگی خبر دی گئی تھی۔ زید رضی اللہ عنہ کی شہادت، ان کو سولی دیئے جانے اور ان کی لاش جلانے پر حسین اصغر رضی اللہ عنہ نے ہشام اور یوسف بن عمر کے خلاف بد دُعا کی جو قبول ہوئی۔ حسین اصغر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اے اللہ ہشام زید کو سولی چڑھانے پر راضی ہوا تو اس کی حکومت کو اس سے چھین لے اور یوسف نے زید کو جلایا تو اس پر ایسے شخص کو مسلط کر جو اس پر کوئی رحم نہ کرے۔ اے اللہ اگر تُو چاہے تو ہشام کو اس کی زندگی میں جلا دے یا پھر اسے اس کی موت کے بعد جلا۔"[2]

مسعودی لکھتے ہیں: "الہیثم بن عدی طائی نے عمرو بن ہانی سے بیان کیا، وہ کہتا ہے کہ ابو العباس سفاح کے زمانہ میں عبد اللہ بن علی کے ساتھ میں بنی امیّہ کی قبریں اکھاڑنے کے لیے نکلا۔ ہم ہشام کی قبر پر پہنچے تو ہم نے اسے قبر سے صحیح سالم باہر نکالا۔ صِرف اس کی ناک کی ہڈی موجود نہ تھی۔ عبد اللہ بن علی نے اسے سو کوڑے مارے، پھر اسے جلا دیا۔" مسعودی کہتے ہیں کہ ہشام کو بھی اسی طرح مثلہ کیا گیا جیسا کہ اس نے حضرت زید بن علی کے ساتھ اپنے سلف کی طرح سلوک کیا تھا۔[3]

عبید اللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: "میں نے ہشام کو جلا ہوا دیکھا اور یوسف کو دمشق

---

۱ مروج الذهب و معادن الجواهر ــ ج۳ ــ ص۱۷۲
۲ الامالی الاثنينية ــ ص۴۱۷-۴۱۸
۳ مروج الذهب و معادن الجواهر ــ ج۳ ــ ص۱۷۲

میں ٹکڑے ٹکڑے ایسا کہ دمشق میں ہر دروازے پر اس کے جسم کا ایک عضو تھا۔“[۱]

اپنے بھائی زید رضی اللہ عنہ کی تعریف کرتے ہوئے حسین اصغر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”میرے بھائی زید بن علی حق کہنے والے تھے۔ حق کی طرف بلانے والے تھے، حق کے مددگار تھے۔ خدا کی قسم انہوں نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں سے جہاد کیا اور اسی پر شہید ہوئے۔“ حسین اصغر رضی اللہ عنہ نے اہلِ کوفہ کو مخاطب کر کے یہ فرمایا: ”جس نے ان کے ساتھ [یعنی زید رضی اللہ عنہ کے ساتھ] وفا کی اور ان کی مدد کی وہ اللہ کا مددگار ہوا اور جس نے دنیا میں اللہ کی مدد کی، اللہ آخرت میں اس کی مدد کرے گا۔ اور خدا کی قسم جس نے زید بن علی کو چھوڑ دیا اس نے حسین علیہ السّلام کو چھوڑ دیا۔“[۲]

موسوعۃ رجال الزیدیہ میں ہے کہ حسین اصغر اپنے بھائی زید بن علی کے انقلاب کی تائید کرنے والوں کے مددگار تھے۔[۳] زیدیہ عالم محمد بن علی بن عبد الرحمٰن نے اپنی اسناد سے حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی وہ روایت بیان کی جس میں ان کا اپنے بھائی زید شہید رضی اللہ عنہ کے ساتھ اموی حکمران ہشام بن عبد الملک کے پاس جانے اور اس کا انہیں زبردستی کوفہ کے گورنر یوسف بن عمر کے پاس بھیجنے کا ذکر ہے۔[۴]

شیعہ اثنا عشری علماء کے مطابق زید رضی اللہ عنہ کا قیام معرفت امام سے تھا۔ اگر وہ کامیاب ہو جاتے تو حق حکومت امام علیہ السّلام کو دیتے۔ حسین اصغر رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان کہ ان کے بھائی زید نے حق کی طرف بلایا بھی امام علیہ السّلام کی طرف دعوت دینے کا اشارہ ہے۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ کی شہادت کے ۲۴ سال بعد محمد بن عبد اللہ بن حسن بن حسن المعروف نفس زکیہ نے مدینہ میں ۱۴۵ھ میں خروج کیا۔ ان کے خروج سے پہلے عباسی خلیفہ منصور نے محمد اور ان کے بھائی ابراہیم کی تلاش میں مدینہ اور دوسرے شہروں میں جاسوسوں کا جال بچھا دیا تھا۔ کوئی چشمہ اور مقام ایسا نہ

---

۱ الامالی الاثنینیة ـــ ص۴۱۷-۴۱۸

۲ الامالی الاثنینیة ـــ ص۵۶۸

۳ موسوعة رجال الزيدية ـــ ص۷۶

۴ تسمیة من روی عن الامام زید ـــ ص۲۱

تھا جہاں منصور کے جاسوس تعینات نہ ہوں۔ جس دن محمد نے خروج کیا اس دن بھی ان کی تلاش کے سلسلہ میں مدینہ میں منصور کے گورنر ریاح نے اہلِ شہر کے سر کردہ لوگوں کو بلا کر ڈرایا دھمکایا۔ امام جعفر صادق علیہ السّلام اور ان کے چچا حسین اصغر رضی اللہ عنہ کو بھی گورنر کے دربار میں بلا کر قتل کی دھمکی دی گئی۔[۱] جب محمد نے خروج کیا تو مدینہ کے اکثر لوگوں نے ان کی بیعت کر لی۔ تاہم امام جعفر صادق علیہ السّلام اور کچھ دوسرے لوگوں نے بیعت کرنے سے انکار کیا۔ محمد کے ساتھی حسین اصغر رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبید اللہ سے بیعت لینے آئے تو عبید اللہ نے بھی انکار کر دیا۔ محمد کو پتہ چلا تو انہوں نے قسم کھائی کہ وہ جب بھی عبید اللہ کو دیکھیں گے تو انہیں قتل کر دیں گے۔ اس کے بعد محمد کے ساتھیوں نے عبید اللہ کو پکڑ لیا اور محمد کے سامنے پیش کیا۔ محمد نے اپنی آنکھوں پر اپنا بازو رکھ لیا یعنی عبید اللہ کو قتل کرنا نہ چاہا۔ اگر وہ عبید اللہ کو دیکھ لیتے تو قسم کے مطابق انہیں قتل کرنا پڑتا۔[۲]

اگرچہ عبید اللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ کا محمد کی بیعت نہ کرنے کا واقعہ مختلف کتابوں میں نقل ہوا ہے اور ایسی بھی کوئی روایت نہیں ہے کہ حسین اصغر رضی اللہ عنہ نے اس وقت محمد کی حمایت کی ہو کیونکہ حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی امام جعفر صادق علیہ السّلام سے قریبی وابستگی تھی اور امام جعفر صادق علیہ السّلام نے محمد کے خروج کی حمایت نہیں کی لیکن امالی اثنینیہ میں زیدیہ اسناد سے ایک روایت ہے جس کے مطابق بعد ازاں حسین اصغر رضی اللہ عنہ نے محمد اور ان کے بھائی ابراہیم کے قیام کو اسی طرح سراہا جیسا کہ انہوں نے یحییٰ، زید، امام حسین علیہ السّلام اور امام علی علیہ السّلام کے قیام کی تعریف کی (واللہ اعلم)۔ زیدیہ حضرت زید رضی اللہ عنہ اور یحییٰ کے بعد محمد اور ابراہیم کو امام مانتے ہیں کیونکہ انہوں نے ظالم حکومت کے خلاف عَلَمِ بغاوت بلند کیا۔

---

۱ تاریخ ابن خلدون ـــ ج۳ ـــ ص۱۹۰

۲ سر السلسلة العلوية ـــ ص۷۰

وفات

شیخ طوسی لکھتے ہیں کہ حسین اصغر رضی اللہ عنہ ۱۵۷ھ میں ۷۴ سال کی عمر میں فوت ہوئے اور البقیع میں دفن ہوئے[1]۔ کتاب حیات الامام محمد باقر علیہ السّلام میں ہے کہ حسین اصغر رضی اللہ عنہ کو جنّت البقیع میں ان کے والد امام زین العابدین علیہ السّلام اور بھائی امام باقر علیہ السّلام کی قبروں کے قریب دفن کیا گیا۔[2] الابطحی لکھتے ہیں کہ حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی پیدائش کے سن کے بارے میں کوئی روایت نہیں ہے۔ لیکن ان کی وفات کے بارے میں مؤرخین متفق ہیں کہ وہ ۱۵۷ھ میں فوت ہوئے۔ ۱۵۷ھ میں ان کی وفات سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ حسین اصغر رضی اللہ عنہ نے امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام کی امامت کے نو سال بھی دیکھے کیونکہ مؤرخین نے امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام کے والد امام جعفر صادق علیہ السّلام کا سن وفات ۱۴۸ھ لکھا ہے۔ شیخ طوسی کے قول کہ حسین اصغر رضی اللہ عنہ نے ۷۴ سال کی عمر میں وفات پائی کے مطابق حسین اصغر رضی اللہ عنہ کا سن ولادت ۸۳ھ بنتا ہے۔ اس بات کو نماز کے حکم سے متعلق وہ حدیث بھی تقویت دیتی ہے جسے حسین اصغر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اور جس میں ان کا اپنے بھتیجے جعفر بن محمد علیہما السّلام کے ساتھ اکٹھے کھیلنے کا ذکر ہے اور امام جعفر صادق علیہ السّلام کی اس وقت عمر سات سال تھی۔ اس حدیث سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی عمر اپنے بھتیجے امام جعفر صادق علیہ السّلام کی عمر کے قریب تھی۔ مؤرخین کے مطابق امام جعفر صادق علیہ السّلام کا سن پیدائش ۸۳ھ ہے۔[3]

ابو نصر بخاری اور ابن عنبہ نے حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی عمر ۵۷ سال لکھی ہے۔ جب کہ ان کی وفات کا سن ۱۵۷ھ ہی لکھا ہے۔ ابو نصر بخاری اور ابن عنبہ کی اس غلطی کی نشاندہی بہت سے مؤرخین نے کی ہے۔ کیونکہ امام زین العابدین علیہ السّلام کی وفات مختلف روایات کے مطابق ۹۴ھ یا ۹۵ھ میں ہوئی اس لیے

۱　رجال الطوسی — ص ۱۸۲

۲　حیات الامام الباقر علیہ السّلام — ج ۱ — ص ۸۷

۳　تھذیب المقال فی تنقیح کتاب الرجال النجاشی — السیّد محمد علی الموحد الابطحی الاصفھانی — ج ۲ — ص ۴۲۶-۴۲۷ — مطبعۃ الآداب — النجف الاشرف — ۱۳۹۰ھ — ۱۹۷۱ء

حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی عمر ۷۵ سال ہونا ناممکن ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ شاید ابو نصر بخاری اور ابن عنبہ نے حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی عمر ۷۵ سال لکھی ہو اور غلطی سے پانچ اور سات کے ہندسے آگے پیچھے ہو جانے کی وجہ سے ۵۷ سال لکھی گئی ہو۔ شیخ طوسی کے قول کہ حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی عمر ۴۷ سال تھی کو ہی زیادہ تر صحیح مانا گیا ہے۔

اگرچہ حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد جنّت البقیع میں ان کی تدفین کا ذکر قدیم مؤرخین نے کیا ہے لیکن ایران کے شہر نیشاپور کے قریب کوہ اردلان پر حسین اصغر رضی اللہ عنہ کا ایک مزار ہے جہاں زائرین دُور و نزدیک کے علاقوں سے زیارت کے لیے آتے ہیں۔ بہت سی کرامات اس مزار سے منسوب ہیں۔ محمد پروانہ مہ ولاتی لکھتے ہیں کہ حسین اصغر رضی اللہ عنہ مدینہ سے خراسان آ گئے اور اس وقت کے 'خلیفہ' کے حکم پر ابنِ جاذب نے انہیں کوہِ اردلان پر شہید کر دیا۔ اور وہیں ان کا مزار تعمیر ہوا۔ تاہم آقای سیّد عبد المطلب حسینی کہتے ہیں کہ وہاں حسین اصغر رضی اللہ عنہ کے پڑپوتے حسین بن جعفر صحصحا بن عبد اللہ بن حسین اصغر دفن ہیں۔[1]

[1] زندگانی امامزادہ حسین اصغر علیہ السّلام و شہادت او — محمد پروانہ مہ ولاتی — ص ۱۳-۱۴ — انتشارات مهدی — نیشاپور — ۱۳۸۴ھ

دوسرا باب

اولاد حسین اصغر رضی اللہ عنہ

حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی اولاد کی تعداد کے بارے میں علمائے انساب نے مختلف روایتیں بیان کی ہیں۔

ابن سعد کے مطابق حسین اصغر رضی اللہ عنہ کے چھ بیٹے اور چار بیٹیاں ہوئیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ حسین بن علی کے ہاں عبد اللہ، عبید اللہ الاعرج، علی اور بیشمہ پیدا ہوئے۔ ان سب کی والدہ ام خالد بنت حمزہ بن مصعب بن زبیر بن عوام تھیں۔ محمد بن حسین ایک کنیز سے تھے۔ حسن الاحول بن حسین اور جاریہ کی والدہ ایک کنیز تھیں۔ امینہ بنت حسین کی والدہ انصار بنی حارثہ کی ایک خاتون تھیں اور ابراہیم اور فاطمہ کی والدہ ایک کنیز تھیں۔[1]

ابو نصر بخاری نے حسین اصغر رضی اللہ عنہ کے ان چھ بیٹوں کے نام لکھے ہیں: عبد اللہ، عبید اللہ اور علی، ان کی والدہ خالدہ بنت حمزہ بن مصعب بن ثابت بن عبد اللہ بن زبیر تھیں۔ محمد اور حسن، ان کی والدہ ایک کنیز تھیں۔ اور سلیمان بن حسین بن علی بن حسین، ان کی والدہ ایک رومیہ کنیز تھیں۔ کہا جاتا ہے کہ وہ نصرانی تھیں، انہیں آزاد کیا اور ان کے دین پر ان سے شادی کر لی اور اسی دین پر وہ وفات پا گئیں۔[2]

العمری لکھتے ہیں کہ حسین بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السّلام کے ۱۶ بچّے تھے۔ ان میں سات بیٹیاں تھیں جن کے نام یہ ہیں: امیمہ، امینہ، آمنہ، آمنہ کبریٰ، زینب، زینب وسطیٰ اور زینب صغریٰ۔ امیمہ کی شادی ایک محمدی علوی شخص سے ہوئی۔ امینہ کی شادی عبد اللہ بن جعفر بن محمد بن حنفیہ سے ہوئی اور ان کے جعفر ثانی پیدا ہوئے۔ آمنہ کی شادی بنی جعفر طیار میں سے کسی کے ساتھ ہوئی۔ زینب وسطیٰ کی شادی علی بن عبد اللہ بن جعفر بن محمد بن حنفیہ سے ہوئی اور ان کے صفیہ پیدا ہوئیں۔ اور حسین اصغر رضی

---

۱ الطبقات الکبریٰ — ج۵ — ص۳۲۷

۲ سر السلسلة العلوية — ص۶۹

اللہ عنہ کے بیٹے عبید اللہ، عبد اللہ، زید، محمد، ابراہیم، یحییٰ، سلیمان، حسن اور علی ہوئے۔ العمری مزید لکھتے ہیں کہ ہمارے شیخ ابو حسن محمد بن محمد نسابہ رحمۃ اللہ نے کہا کہ حسین اصغر کے پانچ بیٹے عبید اللہ، عبد اللہ، علی، سلیمان اور حسن ہوئے۔[1]

علی بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ

شیخ طوسی نے حسین اصغر رضی اللہ عنہ کے بیٹے علی کا ذکر امام جعفر صادق علیہ السّلام کے اصحاب میں کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ علی بن حسین بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السّلام مدنی تھے۔[2]

ابو نصر بخاری کہتے ہیں کہ علی بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ بنی ہاشم کے جوانمردوں میں سے تھے۔ وہ صاحب لسان، بیان اور فضل تھے۔[3]

ابن داؤد نے ان کے نام کے ساتھ معظم لکھ کر ان کی توصیف کی۔[4]

شیخ عباس قمی لکھتے ہیں کہ علی بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی سخاوت کے بارے میں نقل ہوا ہے کہ جب وہ کھانا کھانے لگتے اور کوئی سائل آواز دیتا تو اپنا کھانا اسے دے دیتے۔ دوبارہ ان کے لیے کھانا حاضر کیا جاتا اور کوئی سائل پھر آواز دیتا تو وہ پھر اپنا کھانا سائل کو دے دیتے، یہاں تک کہ ان کی زوجہ کنیز کو کچھ دے کر دروازہ پر کھڑی کرتیں کہ اگر سائل پھر آئے تو اسے کچھ دے دے تا کہ سائل آواز نہ دے اور علی کھانا کھا لیں۔[5]

---

۱ المجدی فی انساب الطالبین — ص ۱۹۴

۲ رجال الطوسی — ص ۲۴۴

۳ سر السلسلة العلوية — ص ۷۰

۴ رجال ابن داؤد — تقی الدین حسن بن علی بن داؤد حلی — ۶۴۷ھ - ۷۰۷ھ — تحقیق و تقدیم: السیّد محمد صادق آل بحر العلوم — ص ۱۳۶ — منشورات مطبعة الحیدریہ — نجف اشرف — ۱۳۹۲ھ — ۱۹۷۲ء

۵ احسن المقال ترجمہ منتہی الآمال — شیخ عباس قمی — مترجم: سیّد صفدر حسین نجفی — ج ۲ — ص ۱۲۵ — سیٹھ برادرز — لاہور

علی بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے احادیث بیان کیں۔ شیخ طوسی نے اپنی امالی میں وہ حدیث روایت کی جسے علی بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے اور انہوں نے امام باقر علیہ السّلام سے بیان کیا۔ علی سے اس حدیث کو حمید بن قیس نے بیان کیا۔ یہ حدیث جنگ نہروان سے واپسی پر حضرت علی علیہ السّلام کی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصی ہونے کی حیثیت سے ایک راہب کے ساتھ گفتگو کے بارے میں ہے۔[1]

العمری کہتے ہیں کہ علی بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ ابن زبیر یہ مدنی تھے اور ان کی اولاد بڑی تعداد میں ہے[2]۔ مصعب زبیری لکھتے ہیں کہ علی بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ کے چار بیٹے محمد، احمد، موسیٰ، عیسیٰ اور تین بیٹیاں فاطمہ، کلثوم اور علیہ ہوئیں۔ ان سب کی والدہ زینب بنت عون بن عبید اللہ بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن حارث بن نوفل تھیں۔[3]

محمد بن علی بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ عالم اور زاہد تھے۔ گھر میں رہتے تھے اور لوگوں سے کٹے رہتے تھے۔[4]

موسیٰ بن علی بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ کا لقب حمصہ تھا اور بنی حمصہ ان کی طرف منسوب ہیں۔[5] فخر رازی کے مطابق موسیٰ حمصہ کے ایک فرزند حسن ہوئے، حسن کے ایک فرزند محمد ہوئے جن کا لقب حمصہ تھا اور ان کے ایک فرزند حسن ملقب حمصہ ہوئے، ان کے تین بیٹے علی کعکی، حسین جنان اور محمد ہوئے۔ علی کعکی کی اولاد مصر، دمشق اور مکّہ میں ہے۔ حسین جنان کی اولاد مصر اور دمشق میں ہے اور محمد کی اولاد مدینہ میں ہے۔[6] موسیٰ حمصہ کی اولاد سے ہیں موصل کے نقیب ابو عبد اللہ جعفر بن محمد بن حسن بن محمد بن حسن بن موسیٰ

---

۱ الامالی الطوسی ــ ص۱۹۹

۲ المجدی فی انساب الطالبین ــ ص۲۱۰

۳ نسب قریش ــ مصعب زبیری ــ ج۱ ــ ص۲۶

۴ لباب الأنساب والألقاب والأعقاب ــ ج۱ ــ ص۹۳

۵ سر السلسلة العلوية ــ ص۷۳

۶ الشجرة المباركة فی الانساب الطالبية ــ الامام محمد بن عمر بن الحسين الفخر الرازی ــ التوفی

حمصہ بن علی بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ اور اس گھر کو بیت بنو حمصہ کہتے ہیں۔[۱]

علّامہ عبد الحی کے مطابق موسیٰ حمصہ کی اولاد سے ہیں السیّد الشریف العفیف احمد [المعروف توختہ] بن علی بن حسین [حسن] بن محمد بن حسن ابن موسیٰ بن علی بن حسین بن علی بن حسین السبط بن علی علیہم السّلام۔ وہ ہندوستان میں آنے والے سادات میں سے ہیں۔ وہ ترمذ شہر میں پیدا ہوئے اور پرورش پائی۔ اپنی والدہ کی وفات کے بعد وہ لاہور آ گئے، وہاں سکونت اختیار کی اور وہ صاحب اولاد تھے۔ ان کی نسل سے علماء کی ایسی جماعت سر بلند ہوئی جس کا شمار نہیں کیا جا سکتا اور وہ ترمذی سادات کہلاتے ہیں۔[۲]

عیسیٰ بن علی بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ کا لقب غزارہ تھا۔[۳] عیسیٰ کے فرزند احمد رے کے امیر رہے۔ انہوں نے احادیث بھی بیان کیں۔ ان کی اولاد سے ہیں رے کے ابو الحسن خرم آبادی احمد بن محمد بن عیسیٰ بن احمد بن عیسیٰ بن علی بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ اور جرجان کے نقیب ابو الحسن علی بن محمد بن عبد اللہ بن عیسیٰ بن احمد بن عیسیٰ بن علی بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ۔[۴]

المروزی لکھتے ہیں کہ جعفر الکوفی بن عیسیٰ عضارہ بن علی بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ کے ۱۱ بیٹے ہوئے جن میں سے سات کا نام محمد تھا اور کنیتیں مختلف تھیں اور وہ یہ تھیں: ابو الحسین، ابو الحسن میسرہ، ابو ہاشم، ابو عباس، ابو عبد اللہ، ابو قاسم اور ابو طالب۔[۵]

۶۰۲ھ — تحقیق: مهدی الرجائی، اشراف: محمود المرعشی — ص۴۷ — منشورات مکتبۃ المرعشی — قم

۱ المجدی فی انساب الطالبین — ص۲۱۰

۲ نزھۃ الخواطر وبھجۃ المسامع والنواظر — العلامۃ الشریف عبدالحی بن فخر الدین الحسنی (مدیر ندوۃ العلماء لکھنؤ۔ الہند) — المتوفی ۱۳۴۱ھ — ج۱ — ص۹۳ — الطبعۃ الثانیۃ — مجلس دائرۃ المعارف العثمانیۃ — حیدر آباد دکن۔ الہند — ۱۳۸۲ھ — ۱۹۶۲ء

۳ سر السلسلۃ العلویۃ — ص۷۴

۴ الشجرۃ المبارکۃ فی الانساب الطالبیۃ — ص۷۴

۵ الفخری فی انساب الطالبین — العلامۃ النسابۃ السیّد عزیز الدین ابی طالب اسماعیل بن الحسین بن احمد المروزی الازورقانی — ۵۷۲ھ۔ بعد ۶۱۴ھ — تحقیق: السیّد مهدی الرجائی — اشراف: السیّد محمود المرعشی — ص۲۴۵-۲۴۶ — مکتبۃ آیۃ اللہ المرعشی النجفی العامۃ — قم المقدسہ

عیسیٰ بن علی بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں رے کے مشہور نسابہ ابو القاسم علی بن محمد بن نصر بن مہدی بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عیسیٰ بن علی بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ المعروف قاضی صابر۔ وہ علمِ نسب کے ماہر تھے۔ باقی شہروں کے نسابین ان سے استفادہ کرنے کے لیے رے آتے تھے۔ وہ تہران کی نواحی بستی ونک میں دفن ہیں۔[1]

احمد بن علی بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں ابو الحسین یحییٰ بن محمد الفقیہ بن عبد اللہ بن حسن حقینہ بن علی بن احمد بن علی بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ جو فاضل تھے اور جنہوں نے احادیث روایت کیں۔ اس گھر کو الحقینیون کہتے ہیں۔ انہی میں سے ہیں محمد ملقب 'اندا' بن علی بن عبید اللہ سدرہ ابن حسن بن عبید اللہ بن حسن بن علی بن احمد بن علی بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ اور ان کے چچا حسن بن عبید اللہ سدرہ اور موصل میں اس گھر کو بنو سدرہ کہتے ہیں۔[2]

عبید اللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ

شیخ طوسی نے عبید اللہ بن حسین بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السّلام کا ذکر اصحاب امام جعفر صادق علیہ السّلام میں کیا ہے[3]۔ ابن عنبہ لکھتے ہیں کہ عبید اللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو علی تھی۔ انکے ایک پاؤں میں نقص تھا اس لیے انہیں الاعرج یعنی لنگڑا کہتے تھے۔ عبید اللہ عباسی حکمران عباس سفاح کے پاس گئے تو اس نے انہیں مدائن میں ایک قطعہ اراضی دیا جس کی سالانہ آمدنی ۸۰ ہزار دینار تھی۔ وہ ابی مسلم کے پاس خراسان گئے تو اس نے ان کے لیے کثیر رزق مہیا کیا اور اہلِ خراسان نے ان کی بہت عزّت کی۔ وہ ذی ایران یا ذی امان میں ۳۷ سال کی عمر میں فوت ہوئے جب کہ ان کے والد زندہ تھے۔[4] العمری کہتے

۱　احسن المقال ترجمہ منتہی الآمال ـــ ج ۲ ـــ ص ۱۲۷

۲　المجدی فی انساب الطالبین ـــ ص ۲۱۰-۲۱۱

۳　رجال الطوسی ـــ ص ۲۳۴

۴　عمدۃ الطالب ـــ ص ۳۱۸-۳۱۹

ہیں کہ عبید اللہ ۴۶ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔[1]

علمائے رجال نے عبید اللہ کا اپنے والد حسین اصغر رضی اللہ عنہ سے احادیث بیان کرنے کا ذکر کیا ہے۔ حسین اصغر رضی اللہ عنہ سے چالیس مسلسل احادیث بھی عبید اللہ نے بیان کیں۔ جب کہ عبید اللہ سے یہ احادیث ان کے بیٹے جعفر نے بیان کیں۔ امالی اثنینیہ میں حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی ہشام بن عبد الملک کے خلاف بد دُعا کی روایت ہے جسے عبید اللہ نے بیان کیا اور ان سے اس روایت کو صالح بن ابی الاسود نے بیان کیا۔[2]

المجدی میں ہے کہ عبید اللہ کے ۱۶ بچّے تھے جن میں آٹھ بیٹیاں فاطمہ، خدیجہ، سکینہ، صفیہ، کلثوم، امینہ، آمنہ اور زینب تھیں اور آٹھ بیٹے احمد، عبد اللہ، ابراہیم، یحیٰی، محمد، علی، حمزہ اور جعفر تھے۔[3] تاہم سر السلسلۃ العلویہ میں ہے کہ عبید اللہ کے پانچ بیٹے عبد اللہ، محمد، علی، یحیٰی اور جعفر تھے۔

جعفر بن عبید اللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ کو شیعہ [زیدیہ] الحجۃ کہتے ہیں۔ وہ بلاغت اور براعت میں زید بن علی علیہ السّلام کے مشابہ تھے اور زید بن علی علیہ السّلام، علی بن ابی طالب علیہ السّلام کے مشابہ تھے۔ ابو البختری وہب بن وہب نے انہیں مدینہ میں ۱۸ ماہ قید رکھا اور عیدین کے علاوہ وہ باہر نہ نکلے۔[4] وہ دن میں روزہ رکھتے اور رات کو عبادت کرتے تھے اور عیدین کے علاوہ کبھی افطار نہ کرتے تھے۔ عباسی خلیفہ ہارون رشید کے عہد میں مدینہ کے والی ابو البختری وہب بن وہب کی قید میں ہی ۱۸ ماہ بعد انہوں نے وفات پائی۔[5]

جعفر بن عبید اللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی اولاد نے ۳۶۰ھ میں مدینہ کی امارت حاصل کی[6]

---

۱ المجدی فی انساب الطالبین ـــ ص ۱۹۵
۲ الامالی الاثنینیۃ ـــ ص ۴۱۷
۳ المجدی فی انساب الطالبین ـــ ص ۱۹۵
۴ سر السلسلۃ العلویۃ ـــ ص ۷۱- ۷۲
۵ احسن المقال ترجمہ منتھی الآمال ـــ ج ۲ ـــ ص ۱۳۳
۶ تاریخ ابن خلدون ـــ ج ۴ ـــ ص ۱۲

اور یہ امارت وریاست ۱۰۸۸ھ یا اس کے بھی بعد تک ان کے پاس رہی۔[۱] ابن خلدون لکھتے ہیں کہ ان حکمرانوں کا تعلق امامیہ مذہب سے تھا اور وہ ۱۲ آئمہ (علیہم السّلام) پر اعتقاد رکھتے تھے۔ انہی میں سے ہیں قاسم بن مہنا جن کی کنیت ابو قلیتہ تھی۔ وہ غزوہ انطاکیہ میں صلاح الدین بن ایوب کے ہمراہ تھے اور اسے انہوں نے ۵۸۴ھ میں فتح کیا۔[۲] السخاوی کے مطابق سلطان صلاح الدین قاسم بن مہنا کو پسند کرتا تھا اور انہیں اپنے دائیں جانب بٹھاتا تھا۔ سلطان صلاح الدین کے اکثر معرکوں میں قاسم بن مہنا شامل تھے۔[۳]

سلطان صلاح الدین کی بہت سی فتوحات کا ذکر کرنے کے بعد ابن خلدون لکھتے ہیں کہ ان فتوحات میں اس کے ساتھ امیر مدینہ ابو قلیتہ قاسم بن مہنا بھی شریک رہے۔ وہ ہر جگہ سلطان کے لشکر کے ساتھ کوچ کرتے تھے اور اس کی فتوحات میں شریک ہوتے تھے۔ سلطان بھی ان کی صحبت کو نیک شگون سمجھتا تھا اور ان کے دیدار سے برکت حاصل کرتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ سلطان نے ان کی تعظیم و تکریم میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ اور وہ ان سے مشورہ کیا کرتا تھا۔[۴]

یحییٰ بن عبید اللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ کو زاہد کہتے تھے۔ ان کی والدہ تمیمیہ تھیں۔

محمد بن عبید اللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ الجوانی مشہور تھے۔ جوانیہ مدینہ کے قریب قصبہ تھا۔ محمد مذکور نسابہ تھے اور اپنے والد کے وصی تھے۔ وہ کریم اور نیک تھے۔ ان کی والدہ کنیز تھیں۔[۵]

حمزہ بن عبید اللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ کا ذکر شیخ طوسی نے اصحاب امام جعفر صادق علیہ السّلام میں کیا ہے اور انہیں مدنی قرار دیا ہے۔[۶]

علی بن عبید اللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ کے بارے میں نجاشی لکھتے ہیں کہ وہ آل ابی طالب میں

---

۱ احسن المقال ترجمہ منتھی الآمال ـــ ج ۲ ـــ ص ۱۳۳
۲ تاریخ ابن خلدون ـــ ج ۴ ـــ ص ۱۰۹-۱۱۰
۳ التحفۃ اللطیفۃ فی تاریخ المدینۃ الشریفۃ ـــ ج ۲ ـــ ص ۷۵
۴ تاریخ ابن خلدون ـــ ج ۵ ـــ ص ۳۱۶
۵ المجدی فی انساب الطالبین ـــ ص ۱۹۵
۶ رجال الطوسی ـــ ص ۱۹۰

اپنے زمانہ کے سب سے بڑے زاہد اور عابد تھے۔ وہ امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام اور امام رضا علیہ السّلام کے مخصوص اصحاب میں سے تھے۔ انہوں نے ہمارے امامیہ اصحاب سے میل جول رکھا۔ انہوں نے کتاب الحج لکھی جس میں سب روایتیں امام موسیٰ بن جعفر علیہما السّلام سے درج کیں۔ ان کے فرزند عبید اللہ بن علی بن عبید اللہ نے ان سے ان کی کتاب کے حوالہ سے احادیث بیان کیں۔ محمد بن ابراہیم طباطبا نے خواہش کی کہ ابو سرایا کی ولی عہدی کے لیے لوگوں سے ان کے لیے بیعت لے لیکن علی بن عبید اللہ نے انکار کر دیا۔ اس پر طباطبا نے زید شہید کے پوتے محمد بن محمد کو ابو سرایا کا ولی عہد بنایا۔[1]

علی بن عبید اللہ کی کنیت ابو الحسن تھی۔ ان کی والدہ کنیز تھیں۔ علی بن عبید اللہ اور ان کی زوجہ سلمہ بنت عبد اللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ کو زوج صالح کہتے تھے۔ علی بن عبید اللہ مستجاب الدعا تھے۔ وہ کریم، متقی، اہل فضل و زہد تھے۔ ان کی اولاد میں عراق کی ریاست رہی۔[2] علی بن عبید اللہ امام رضا علیہ السّلام کے ساتھ خراسان بھی گئے۔[3]

الکشی کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن حسن بن بندار کی کتاب میں اس کی تحریر میں پڑھا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحییٰ عطار نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد بن عیسیٰ نے علی بن حکم سے، انہوں نے سلیمان بن جعفر سے، انہوں نے کہا کہ علی بن عبید اللہ بن حسین بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب صلوات اللہ علیہم نے مجھ سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ علی ابی الحسن رضا علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہوں۔ میں نے کہا آپ کو اس سے کیا چیز مانع ہے۔ انہوں نے کہا ان کے بلند مرتبہ اور احترام کی وجہ سے ڈرتا ہوں۔ وہ کہتا ہے ابو الحسن علیہ السّلام قدرے علیل ہو گئے۔ لوگ ان کی مزاج پرسی کے لیے جانے لگے۔ میں علی بن عبید اللہ سے ملا۔ میں نے کہا وہ موقع آ گیا ہے جو تم چاہتے تھے۔ ابو الحسن علیہ السّلام معمولی سے بیمار ہیں اور

---

۱ رجال النجاشی — ص ۲۵۶

۲ عمدۃ الطالب — ص ۳۲۱

۳ مجالس المؤمنین — شہید ثالث علّامہ قاضی نُور اللہ شوستری — شہید ۱۰۱۹ھ — مترجم: محمد حسن جعفری — ص ۱۸۷ — اکبر حسین جوانی ٹرسٹ — کراچی

لوگ ان کی مزاج پرسی کے لیے جاتے ہیں، یہ دن ہے کہ تم بھی ان سے ملو۔ اس نے کہا وہ ابی الحسن علیہ السّلام کے پاس عیادت کے لیے گئے۔ ابی الحسن علیہ السّلام ان سے پوری تکریم اور تعظیم سے ملے۔ علی بن عبید اللہ بہت خوش ہوئے۔ پھر علی بن عبید اللہ بیمار ہوئے تو ابو الحسن علیہ السّلام ان کی عیادت کے لیے گئے اور میں ان کے ساتھ تھا۔ آنحضرت علیہ السّلام اس وقت تک وہاں بیٹھے جب تک کہ گھر میں موجود لوگ جو ملنے آئے تھے سب چلے گئے۔ پھر ہم گھر سے نکلے۔ مجھے میری کنیز نے خبر دی کہ علی بن عبید اللہ کی بیوی ام سلمہ پردے کے پیچھے سے انہیں دیکھ رہی تھیں۔ جب ہم نکلے تو وہ پردے سے باہر نکلیں اور جس جگہ ابو الحسن علیہ السّلام بیٹھے تھے وہاں اپنا چہرہ رکھ دیا، اس جگہ کے بوسے لیے اور وہاں اپنا ہاتھ پھیر کر اپنے چہرے پر ملا۔ سلیمان نے کہا پھر میں علی بن عبید اللہ سے ملنے گیا تو مجھے انہوں نے بتایا جو کچھ ام سلمہ نے کیا تھا۔ میں نے ابا الحسن علیہ السّلام کو وہ بات بتائی۔ آپ علیہ السّلام نے فرمایا: اے سلیمان علی بن عبید اللہ اور اس کی بیوی اور اس کی اولاد اہلِ جنّت میں سے ہیں۔ اے سلیمان، علی و فاطمہ علیہما السّلام کی اولاد کو جب اللہ نے اس امر کی معرفت فرمائی ہے تو وہ دوسرے لوگوں کی طرح نہیں ہیں۔[1]

امام رضا علیہ السّلام کے اس فرمان کو کلینی نے اس طرح نقل کیا ہے کہ محمد بن یعقوب نے ہمارے متعدد اصحاب سے روایت کی ہے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے علی بن حکم سے، انہوں نے سلیمان بن جعفر سے، انہوں نے کہا کہ میں نے امام رضا علیہ السّلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ بیشک علی بن عبد اللہ [عبید اللہ] بن حسین بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السّلام اور ان کی بیوی اور ان کے بیٹے اہلِ جنّت میں سے ہیں۔ پھر فرمایا: علی و فاطمہ علیہا السّلام کی اولاد میں سے جس نے اس امر کی معرفت حاصل کر لی وہ دوسرے لوگوں کی طرح نہیں ہے۔[2] السیّد خوئی کہتے ہیں کہ الکشی کی روایت محمد بن حسن بن بندار کی جہالت

---

۱ رجال الکشی — ابی عمرو محمد بن عمر بن عبدالعزیز الکشی — التوفی ۳۵۰ھ — تصحیح و تعلیق: المعلم الثالث میر داماد الاسترآبادی، تحقیق: السیّد مهدی الرجائی — ص ۵۹۳ — موسسة النشر فی جامعة مشهد — ۱۳۴۸ھ

۲ الأصول من الکافی — ثقة الاسلام ابی جعفر محمد بن یعقوب بن اسحاق الکلینی الرازی رحمة الله —

کے باعث ضعیف ہے جب کہ محمد بن یعقوب کی روایت صحیح ہے اور یہ علی بن عبید اللہ کی جلالت، حق کی جانب ان کے رجوع اور ان کی مدح پر دلالت کرتی ہے۔[1]

عبد اللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ

عبد اللہ بن حسین بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السّلام الہاشمی کا ذکر شیخ طوسی نے اصحاب امام جعفر صادق علیہ السّلام میں کیا ہے۔[2] وہ العقیقی مشہور تھے[3] اور اپنے والد حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی زندگی میں ۴۱ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔[4]

عبد اللہ نے اپنے والد حسین اصغر رضی اللہ عنہ سے احادیث بیان کیں جب کہ عبد اللہ سے ان کے بیٹے جعفر نے روایت کی۔[5] عبد اللہ نے اپنے والد بزرگوار کے علاوہ دوسرے لوگوں سے بھی احادیث بیان کیں۔ جامع الرواہ میں ہے کہ شیخ طوسی کی تہذیب الاحکام میں کتاب الجنائز کے باب تلقین المحتضرین کے آخر میں حدیث نمبر ۹۸۵ کو عبد اللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔ یہ حدیث عبد اللہ نے بعض اصحاب سے اور انہوں نے ابی عبد اللہ علیہ السّلام سے بیان کی جب کہ عبد اللہ سے یہ حدیث سہل بن زیاد نے روایت کی۔[6]

المتوفی ۳۲۸ھ-۳۲۹ھ — تصحیح وتعلیق: علی اکبر الغفاری — باب فیمن عرف الحق من اهل البیت و من انکر — حدیث ۱ — ج ۱ — ص ۳۷۷ — دار الکتب الاسلامیة — تہران

۱ معجم رجال الحدیث و تفصیل طبقات الرواۃ — الامام الاکبر زعیم الحوزات العلمیة السیّد ابو القاسم الموسوی الخوئی — ج ۱۳ — ص ۹۵-۹۶

۲ رجال الطوسی — ص ۲۲۹

۳ جمهرة انساب العرب — ابی محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم الاندلسی — ۳۸۴ھ-۴۵۶ھ — تحقیق وتعلیق: عبد السلام محمد ہارون — ص ۵۴ — دار المعارف — مصر — ۱۳۸۲ھ — ۱۹۶۲ء

۴ سر السلسلة العلویة — ص ۷۰

۵ تسمیة من روی عن الامام زید — ص ۲۱

۶ جامع الرواۃ وازاحة الاشتباهات عن الطرق والاسناد — محمد بن علی الاردبیلی الغروی الحائری —

الامالی الخمیسیۃ میں عبداللہ بن حسین کی روایت کردہ دو احادیث ہیں جنہیں عبداللہ نے اپنے والد سے بیان کیا جب کہ عبداللہ سے ان احادیث کو حصین بن مخارق نے بیان کیا۔ اسی سلسلہ سے روایت کی گئی ایک حدیث تأویل الآیات میں بھی ہے۔

عبداللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ کے آٹھ بیٹے جعفر، قاسم، عبداللہ، علی، عبید اللہ، ابراہیم، بکر اور علی تھے اور تین بیٹیاں فاطمہ، زینب اور ام سلمہ تھیں۔[۱] بکر، قاسم، ام سلمہ اور زینب کی والدہ کنیز نوبیہ تھیں۔ جعفر اور علی کی والدہ ام عمرو بنت عمرو بن زبیر بن عمرو بن زبیر بن عوام تھیں۔[۲] لیکن ایک اور روایت کے مطابق یہ جعفر اور فاطمہ کی والدہ تھیں۔[۳]

ام سلمہ بنت عبداللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ عورتوں میں فضیلت رکھتی تھیں۔ ان کی شادی ان کے چچا کے بیٹے علی بن عبید اللہ سے ہوئی۔[۴] ام سلمہ اور ان کے خاوند کو امام رضا علیہ السّلام نے نیک جوڑا (زوج صالح) قرار دیا۔[۵]

زینب بنت عبداللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ کو عباسی حکمران ہارون رشید شادی کر کے لایا۔ خادم شادی کی ایک رسم ادا کرنے کے لیے آیا تو زینب نے اس کے سینے پر ٹھوکر ماری اور اس کی دو پسلیاں توڑ دیں۔ رشید اس پر خوفزدہ ہو گیا اور صبح کو انہیں حجاز لوٹا دیا اور چار ہزار دینار سالانہ نفقہ ان کے لیے مقرر کیا۔ اس کے بعد مامون نے مزید کیا۔

عبداللہ بن عبداللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ فصیح تھے۔ انہیں ان کے اچھے اخلاق کی وجہ سے اباصفارہ کہتے تھے۔ ان کے بیٹے حسین فاضل لوگوں میں سے ایک تھے اور انہیں ابنِ زبیر یہ کہتے تھے۔ ان کی

المتوفی ۱۱۰۱ھ ـــ ج ۱ ـــ ص ۴۸۲ ـــ مکتبۃ المحمدی

۱ المجدی فی انساب الطالبین ـــ ص ۲۰۶

۲ جمھرۃ انساب العرب ـــ ص ۵۴

۳ نسب قریش ـــ ج ۱ ـــ ص ۲۵

۴ المجدی فی انساب الطالبین ـــ ص ۲۰۶

۵ احسن المقال ترجمہ منتھی الآمال ـــ ج ۲ ـــ ص ۱۳۱

بیٹی آمنہ بنت ابی صفارہ داعی کبیر حسن بن زید بن محمد بن اسماعیل بن حسن بن زید حسنی کی والدہ تھیں۔[1]

قاسم بن عبداللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ کے بارے میں خطیب بغدادی لکھتے ہیں کہ وہ مدینۃ الرّسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے رہنے والوں میں سے تھے، سر من رأی آ گئے اور اپنی وفات تک وہیں رہے۔ بغدادی کہتے ہیں کہ خبر دی ہمیں حسن بن ابی بکر نے، (انہوں نے کہا) خبر دی ہمیں حسن بن محمد بن یحییٰ علوی نے، (انہوں نے کہا) خبر دی ہمیں میرے دادا یحییٰ بن حسن بن جعفر بن عبید اللہ بن حسین بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب نے، انہوں نے کہا میں نے ابا محمد اسماعیل بن محمد کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے طالبین کو قاسم بن عبداللہ کی اطاعت کے علاوہ کسی ایک رئیس کی اتنی فرمانبرداری کرتے نہیں دیکھا۔ میرے دادا نے کہا قاسم بن عبداللہ اہلِ فضل اور اہلِ خیر میں سے تھے۔ عمر بن فرج نے معتصم باللہ کے دَور میں انہیں زبردستی مدینہ سے عسکر بھگا دیا۔[2]

جعفر بن عبداللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ کثیر فضائل اور محاسن کے مالک تھے۔ ان کا لقب صحصحا تھا۔[3] ابو نصر بخاری کہتے ہیں کہ جعفر بن عبداللہ، جعفر بن عبید اللہ کے علاوہ ہیں جنہیں الحجۃ کہتے ہیں اور جو زیدیہ کے امام ہیں۔ بہت سے لوگوں نے ان دونوں کے ذکر کو خلط ملط کر دیا ہے۔[4] جعفر بن عبداللہ کی اولاد سے ہیں شریف سیّد نقیب فاضل ابو الحسن محمد بن حسن بن احمد بن علی بن محمد بن اسماعیل بن جعفر بن عبداللہ بن حسین بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السّلام کہ جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ امام زین العابدین علیہ السّلام سے مشابہ تھے۔[5]

---

۱ المجدی فی انساب الطالبین — ص ۲۰۶

۲ تاریخ بغداد او مدینۃ السّلام — الامام الحافظ ابی بکر احمد بن علی الخطیب البغدادی — المتوفی ۴۶۳ھ — تحقیق: مصطفی عبدالقادر عطا — ج ۱۲ — ص ۴۲۰ — دار الکتب العلمیۃ — بیروت — لبنان — ۱۴۱۷ھ — ۱۹۹۷ء

۳ المجدی فی انساب الطالبین — ص ۲۰۷

۴ سر السلسلۃ العلویۃ — ص ۷۱

۵ المجدی فی انساب الطالبین — ص ۲۰۷-۲۰۸

محمد بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ

شیخ طوسی نے محمد بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ کا ذکر امام جعفر صادق علیہ السّلام کے اصحاب میں کیا ہے۔ شیخ لکھتے ہیں کہ محمد بن حسین بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السّلام کی کنیت ابو عبد اللہ تھی۔ ان کے پاس احادیث بیان کرنے کی سند تھی۔ وہ مدنی تھے پھر کوفہ آ گئے۔ وہ ۱۸۱ھ میں ۶۷ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔[1]

محمد بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ امامیہ محدثین میں سے ہیں۔ ان کا شمار ثقات میں ہوتا ہے۔[2] مختلف علمائے رجال نے ان کا تذکرہ اپنی کتابوں میں کیا۔ مختلف مکاتب فکر کی احادیث کی کتابوں میں ان کی بیان کردہ احادیث شامل ہیں۔ مشہور سنّی محدث الدارقطنی نے ان کی روایت کردہ تین احادیث اپنی کتاب سنن میں شامل کیں۔

محمد بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ نے اپنے والد[3] اور دوسرے لوگوں سے احادیث بیان کیں، جب کہ ان سے احادیث بیان کرنے والوں میں عبید بن یحییٰ ثوری،[4] محمد بن منذر،[5] محمد بن عقبہ،[6] اور ابراہیم بن محمد بن میمون[7] وغیرہ شامل ہیں۔

علّامہ مزی نے محمد بن حسین بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب [علیہم السّلام] کو ان لوگوں میں

---

۱ رجال الطوسی — ص۲۷۶

۲ الفائق فی رواۃ و اصحاب الامام صادق علیه السّلام — عبدالحسین الشبستری — ج۳ — ص ۵۶ — موسسة النشر الاسلامی التابعة لجماعة المدرسین — قم المشرفه

۳ تهذیب الکمال — ج۲ — ص۳۹۶

۴ معجم رجال الحدیث — ج۱۷ — ص۱۹

۵ معجم رجال الحدیث — ج۱۸ — ص۲۸۸-۲۸۹

۶ تهذیب الکمال — ج۲۸ — ص۱۹۷

۷ الجداول الصغریٰ — ص۴۱۴

بھی شامل کیا ہے جنہوں نے معاویہ بن عبد اللہ بن جعفر سے روایت کی۔[۱]

شیخ کلینی نے کافی میں محمد بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ تین احادیث شامل کیں مگر الروضہ کی حدیث ۲۷۷ میں محمد بن حسین بن علی بن حسین کی جگہ محمد بن حسین، عن علی بن حسین لکھا۔ السیّد خوئی کہتے ہیں کہ اس میں ظاہراً کلمہ ابن کلمہ عن سے بدل گیا ہے جب کہ صحیح وہی ہے جو ان کی سابقہ روایات کے طریقہ سے ظاہر ہے۔ کامل الزیارات میں محمد بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی اپنے والد، دادا اور علی بن ابی طالب علیہم السّلام سے روایت کردہ وہ حدیث شامل ہے جس میں جبرائیل علیہ السّلام کا نازل ہونا اور امام حسین علیہ السّلام کے قتل کی خبر دینا بیان ہوا ہے۔[۲]

ابن عقدہ نے اپنی کتاب فضائل امیر المومنین علیہ السّلام کی فصل ۲۱، ص ۵۷ پر وہ حدیث روایت کی جسے محمد بن حسین نے بیان کیا عون بن عبد اللہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ابی رافع سے۔ جب کہ محمد بن حسین سے یہ حدیث سعید بن عثمان اور محمد بن عقبہ نے بیان کی۔ یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دُعا سے حضرت علی علیہ السّلام کے لیے سورج کے پلٹنے کے بارے میں ہے۔

محمد بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ کے ایک بیٹا احمد اور ایک بیٹی ام اسماعیل ہوئیں۔ ان کی والدہ ام کلثوم بنت اسماعیل بن عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب تھیں۔[۳] ابن دینار نے بیان کیا کہ ام اسماعیل کی شادی اسماعیل بن عمر بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب علیہم السّلام سے ہوئی۔ ان کے محمد اور زینب پیدا ہوئے۔[۴]

حسن بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ

حسن بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ محدث اور مدنی تھے۔ وہ روم میں فوت ہوئے۔ العمری لکھتے ہیں

۱　تھذیب الکمال ــ ج ۲۶ ــ ص ۱۲۳

۲　معجم رجال الحدیث ــ ج ۱۷ ــ ص ۱۹

۳　نسب قریش ــ ص ۲۶

۴　المجدی فی انساب الطالبین ــ ص ۱۹۴ - ۱۹۵

کہ ان کی والدہ کنیز تھیں۔[۱] لیکن ابن عنبہ لکھتے ہیں کہ ان کی اور ان کے بھائی سلیمان کی والدہ عبدہ بنت داؤد بن امامہ بن سہل بن حنیف تھیں۔[۲] ابو نصر بخاری لکھتے ہیں کہ حسن بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ مکّہ آ گئے تھے۔[۳] الرازی لکھتے ہیں کہ یہ حسن سلیقیہ اور مرعشیہ کے جد ہیں اور دکتہ مشہور ہیں۔[۴]

حسن بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے احادیث بیان کیں جب کہ ان سے ان کے بیٹے محمد نے روایت کی۔[۵]

حسن بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ کے تین بیٹے محمد، عبد اللہ اور حسین اور ایک بیٹی فاطمہ ہوئیں۔ محمد، عبد اللہ اور فاطمہ کی والدہ خلیدہ بنت مروان بن عنبسہ بن سعید بن عاصی تھیں۔ جب کہ حسین کی والدہ کنیز تھیں۔[۶] فاطمہ بنت حسن بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی شادی ان کے چچا کے بیٹے احمد بن محمد سے ہوئی۔[۷]

عبد اللہ بن حسن بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ فضل اور پاکیزگی میں اپنے جد امام زین العابدین علیہ السّلام سے مشابہت رکھتے تھے۔ وہ بے اولاد تھے اور دشمنانِ دین کے ہاتھوں شہید ہوئے۔[۸] عبد اللہ شوستر میں دفن ہیں جہاں لوگ ہر جمعرات اور جمعہ کے روز اور خصوصاً ۲۱ رمضان کو بڑی تعداد میں زیارت کے لیے آتے ہیں۔[۹]

محمد بن حسن بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ کا لقب سلیق تھا۔ انہوں نے محمد بن صادق کے ہمراہ مکّہ

---

۱ المجدی فی انساب الطالبین — ص ۲۰۸
۲ عمدۃ الطالب — ص ۳۱۲
۳ سر السلسلۃ العلویۃ — ص ۴۷
۴ الشجرۃ المبارکۃ فی الانساب الطالبیۃ — ص ۴۲
۵ الجداول الصغریٰ — ص ۲۹۹
۶ نسب قریش — ص ۲۶
۷ المجدی فی انساب الطالبین — ص ۲۰۸
۸ مجالس المؤمنین — ص ۸۷۲
۹ احسن المقال ترجمہ منتھی الآمال — ج ۲ — ص ۱۲۶

میں خروج کیا۔ انہوں نے احادیث بھی بیان کیں۔[1] محمد بن حسن بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ کے تین بیٹے عبداللہ، علی اور حسین ہوئے۔ عبداللہ بن محمد بن حسن بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ کے دو بیٹے محمد اور علی ہوئے۔ محمد بن عبداللہ کی کنیت ابو عبداللہ تھی۔ وہ شام کے علاقہ رملہ میں فوت ہوئے۔ علی بن عبداللہ کا لقب مرعش تھا۔ بغداد اور فارس میں جو بھی مرعشی ہیں وہ علی بن عبداللہ بن محمد بن حسن بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی اولاد ہیں۔[2] قاضی نُور اللہ شوستری کے مطابق مرعش اونچی پرواز والے کبوتر کو کہتے ہیں۔ علی کو مرعش اس لیے کہتے تھے کیونکہ وہ اونچی شان اور مرتبہ کے حامل تھے۔[3]

انہی میں سے ہیں مشہور فقیہ، محدث اور صاحب کتاب 'المبسوط' ابو محمد حسن بن حمزہ بن علی مرعشی بن عبداللہ بن محمد بن حسن بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ۔ اسی گھر کو بیت المرعش کہا جاتا ہے۔[4]

مرعشی سادات مازندران، شوستر، اصفہان اور قزوین میں ہیں اور ان میں بہت معروف اور محترم بزرگ گزرے ہیں۔ سادات مازندران میں سے ہیں میر قوام الدین [بن] صادق بن عبداللہ بن محمد بن ابی ہاشم بن علی بن حسن بن علی مرعش کہ جو میر بزرگ کے نام سے مشہور ہیں۔ وہ ۷۶۰ھ میں مازندران کے فرمانروا بنے اور ۷۸۱ھ میں فوت ہوئے۔ انہیں آمل میں دفن کیا گیا اور صفویہ کے زمانے میں ان کا مزار تعمیر ہوا۔ مازندران کے سلاطین قوامیہ مرعشیہ انہی کی طرف منسوب ہیں۔ سادات شوستر بھی مازندران سے آئے۔ انہوں نے مذہب امامیہ کی ترویج کی۔ امیر شمس الدین اسد اللہ ان کے اکابرین میں سے ہیں جو شاہ میر کے لقب سے مشہور ہیں۔ اصفہان میں بھی مرعشی سادات مازندران سے آئے۔ لیکن قزوین میں مرعشی سادات قدیم زمانہ سے وہیں آباد ہیں۔

انہی میں سے ہیں شہید ثالث قاضی نُور اللہ بن شریف الدین حسینی مرعشی کہ جو ہندوستان میں

---

۱ المجدی فی انساب الطالبین — ص۲۰۹

۲ سر السلسلة العلویة — ص۷۵

۳ احسن المقال ترجمہ منتہی الآمال — ج۲ — ص۱۲۷

۴ المجدی فی انساب الطالبین — ص۲۰۹

قاضی القضاۃ تھے اور جنہیں کتاب احقاق الحق تالیف کرنے کے باعث شہید کر دیا گیا۔ ان کا مزار اکبر آباد، ہندوستان، میں ہے۔

انہی میں سے ہیں حسین بن محمد بن محمود جن کالقب سلطان العلماء ہے اور وہ صاحب تصنیفات ہیں۔ وہ شاہ عباس اوّل کے وزیر اور پھر داماد بنے۔ انہوں نے ۱۰۶۴ھ میں اشرف مازندران میں وفات پائی اور انہیں نجف اشرف میں دفن کیا گیا۔ انہی میں سے ہیں آقا مرزا محمد حسین شہرستانی حائری جنہوں نے بہت سی کتابیں لکھیں۔[۱]

انہی میں سے ہیں ہمارے ہم عصر آیت اللہ العظمی سیّد شہاب الدین مرعشی نجفی کہ جنہوں نے قم میں عظیم لائبریری قائم کی۔ ان کا نسب نامہ یہ ہے۔

شہاب الدین حسینی نجفی بن شمس الدین محمود بن علی شرف الدین بن محمد الفلکی بن محمد ابراہیم بن شمس الدین بن قوام الدین مجد المعالی بن نصیر الدین نسابہ بن جمال الدین بن نسابہ علاؤ الدین بن محمد خان بن ابی المجد ابن محمد خان وزیر ابن عبد الکریم خان ثانی بن عبد اللہ خان بن عبد الکریم خان اوّل بن محمد خان بن مرتضیٰ خان بن علی خان بن کمال الدین صادق بن قوام الدین المعروف میر بزرگ بن کمال الدین صادق بن عبد اللہ ابی صادق بن ابی عبد اللہ محمد بن ابی ہاشم نسابہ بن ابی حسن علی بن ابی محمد حسن محدث بن ابی حسن علی مرعشی بن ابی محمد عبد اللہ بن ابی حسن محمد بن ابی محمد حسن محدث بن ابی عبد اللہ حسین اصغر رضی اللہ عنہ۔[۲]

آیت اللہ العظمی مرعشی نجفی مشہور فقیہ، محدث، محقق، ادیب، مؤرخ اور نسابہ تھے۔ انہیں اسلامی ثقافت کا عظیم ترین محافظ قرار دیا گیا۔ وہ ۲۰ صفر ۱۳۱۵ھ (۲۱ جولائی ۱۸۹۷ء) کو نجف اشرف کے ایک مشہور مذہبی اور علمی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم اپنے والد محمود حسینی سے حاصل کی جو اپنے وقت کے مشہور فقیہ تھے۔ پھر انہوں نے حوزہ علمیہ نجف میں مختلف علوم کی تعلیم اس وقت کے معروف علماء سے حاصل کی اور جلد ہی مجتہد کا درجہ حاصل کر لیا۔ ۱۹۲۴ء میں وہ ایران آ گئے اور مشہد اور تہران میں کچھ

---

۱ احسن المقال ترجمہ منتہی الآمال ـــ ج ۲ ـــ ص ۱۲۷-۱۳۰

۲ شرح احقاق الحق ـــ ج ۱ ـــ ص ۱۳۱-۱۳۲

عرصہ قیام کے بعد ۱۹۲۵ء میں قم آ گئے اور وہاں کے حوزہ علمیہ میں درس و تدریس سے منسلک ہو گئے۔ کچھ عرصہ بعد انہیں مرجع کا درجہ حاصل ہو گیا اور ایران اور دوسرے ممالک میں بڑی تعداد میں لوگوں نے ان کی تقلید کر لی۔

آیت اللہ العظمی مرعشی نجفی ٦٧ سال تک حوزہ علمیہ قم میں درس دیتے رہے اور اس طویل عرصہ میں انہوں نے ہزاروں اساتذہ کی تعلیم و تربیت کی۔ قم میں حضرت فاطمہ معصومہ رضی اللہ عنہا کے روضہ کے صحن میں آدھی صدی سے زیادہ عرصہ تک انہوں نے نماز پڑھائی۔ مؤلف نے بھی وہاں ۱۹۸۹ء میں ان کی اقتداء میں نماز مغربین ادا کرنے اور ان کی زیارت کرنے کی سعادت حاصل کی۔

السیّد مرعشی نجفی کو شروع سے ہی نادر کتابیں جمع کر کے اسلامی ورثہ کو محفوظ کرنے کا بہت شوق تھا۔ وہ اپنے کپڑے اور گھر کی چیزیں بیچ کر کتابیں اور مسوّدے خریدتے تھے۔ وہ ایک وقت کا کھانا نہ کھاتے اور بچنے والی رقم سے نایاب کتابیں لے لیتے تھے۔ وہ مرحومین کی نمازیں پڑھ کر اور روزے رکھ کر ملنے والی رقم کو کتابیں حاصل کرنے کے لیے مختص کرتے تھے۔ عراق سے ایران ہجرت کرتے وقت وہ اپنی کتابیں اپنے ساتھ لے آئے۔

آیت اللہ العظمی مرعشی نجفی نے حوزہ علمیہ قم کی ترویج و ترقی میں اہم کردار ادا کیا۔ شیعانِ جہان کے مرجع کی حیثیت سے انہوں نے ایران سمیت مختلف ممالک کے مختلف شہروں میں سکول، مساجد، کلینک اور لائبریریاں بنائیں۔ لیکن ان کا سب سے بڑا کارنامہ قم میں مرعشی نجفی لائبریری کا قیام ہے جس کا شمار دنیا کی بہترین لائبریریوں میں ہوتا ہے۔ وہ ۷ صفر ۱۴۱۱ھ (۲۹ اگست ۱۹۹۰ء) کو ٩٦ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ دو دن بعد انہیں ان کی وصیت کے مطابق ان کی قائم کردہ عظیم لائبریری میں داخل ہونے کے راستہ پر دفن کیا گیا۔

السیّد مرعشی نجفی نے مندرجہ ذیل کتابیں تالیف کیں: ملحقات الاحقاق، الحاشیة علی العروة الوثقی، منهاج المومنین فی الفقه، تقریرات القصاص، طبقات النسابین، الحاشیة علی کفایة الاصول، الحاشیة علی الرسائل، المشاهد و المزارات، اعیان المرعشین، المعوّل فی امر المطوّل، علماء السادات، مسارح الافکار او الحاشیة علی تقریرات الشیخ مرتضیٰ الانصاری، الفوائد الرجالیة، کشف الارتیاب فی الانساب، المجدی فی حیاة

صاحب المجدی، رفع الغاشية عن وجه الحاشية فی المنطق، الرد علی مدعی التحریف، تعلیقة علی عمدة الطالب فی الانساب، مشجرات آل رسول الله الاکرم، رحلة اصفهان، شیراز، سامراء و آذربائیجان۔[١]

ابراہیم بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ

شیخ طوسی نے ابراہیم بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ کو امام جعفر صادق علیہ السّلام کے اصحاب میں شامل کیا ہے۔ ان کی کنیت ابو علی تھی۔ وہ مدنی تھے پھر کوفہ چلے گئے۔[٢] انہیں ابو الفوارس کہتے تھے۔ ابو عبدہ نسابہ کے مطابق ان کی والدہ کنیز تھیں جب کہ دوسرے نسابین نے کہا ہے کہ ان کی والدہ زبیریہ تھیں۔[٣]

ابراہیم بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے احادیث بیان کیں۔ اس بات کا ذکر مختلف علمائے رجال نے اپنی کتابوں میں حسین اصغر رضی اللہ عنہ کے تذکرہ میں کیا ہے۔ ابراہیم سے ان کے فرزند عبداللہ اور بھتیجے یحییٰ بن سلیمان بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ نے احادیث بیان کیں۔[٤] حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی مدینہ کے گورنر ابراہیم بن ہشام کے حضرت علی علیہ السّلام کو بُرا بھلا کہتے وقت مرنے کا واقعہ بیان کرنے والی روایت کو ابراہیم بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے بیان کیا۔ ان سے اس روایت کو ان کے بھتیجے یحییٰ نے بیان کیا۔

ابراہیم بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ کے بیٹے حسین اور عبداللہ اور بیٹیاں زینب اور فاطمہ تھیں۔ ان سب کی والدہ بریکہ بنت عبید اللہ بن محمد بن منذر بن زبیر بن عوام تھیں۔[٥]

نجاشی لکھتے ہیں کہ عبداللہ بن ابراہیم بن حسین بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السّلام

---

١ بانی مرعشی نجفی لائبریری (www.marashilibrary.com)

٢ رجال الطوسی ــ ص١٥٦

٣ المجدی فی انساب الطالبین ــ ص١٩٥

٤ مستدرکات علم رجال الحدیث ــ ج١ ــ ص١٣٩

٥ نسب قریش ــ ج١ ــ ص٢٦

کے پاس ایک نسخہ تھا جسے انہوں نے اپنے آباء سے روایت کیا۔ یہ احادیث اس سلسلہ سے بیان کی گئیں: خبر دی ہمیں ابو عبداللہ حسین بن جعفر بن محمد مخزومی خزاز المعروف باابن الخمری نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے محمد بن ہارون کندی نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے حسین بن محمد بن فرزدق قطعی نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے جعفر بن عبداللہ محمدی نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے علی بن سالم ثوبانی نے، انہوں نے ان سے (یعنی عبداللہ بن ابراہیم سے)۔[1]

علّامہ مزی عثمان بن سعید کے تذکرہ میں لکھتے ہیں کہ عثمان بن سعید نے عبداللہ بن ابراہیم بن حسین بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب سے روایت کی۔[2] عبداللہ بن ابراہیم بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی بیٹی فاطمہ، جو ام داؤد تھیں، کی روایات بہار میں ہیں۔[3] عبداللہ بن ابراہیم کی اولاد مغرب میں ہے۔[4]

سلیمان بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ

سلیمان بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی والدہ عبدۃ بنت داؤد بن امامہ بن سہل بن حنیف تھیں۔[5]
ایک اور روایت میں ہے کہ ان کی والدہ رومیہ کنیز اور نصرانی تھیں اور اپنے دین پر ہی فوت ہوئیں۔[6]

سلیمان بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے اور انہوں نے ان کے دادا سے وہ حدیث بیان کی جو مومن اور فاسق کے بارے میں نازل ہونے والی ایک قرآنی آیت کی تفسیر بیان کرتی ہے۔ اس حدیث کے مطابق مومن سے مراد حضرت علی علیہ السّلام ہیں اور فاسق سے مراد ولید ہے۔ الحسکانی نے اس

---

۱ رجال النجاشی — ص ۲۲۴
۲ تهذیب الکمال — ج ۱۹ — ص ۳۷۹
۳ مستدرک سفینة البحار — العلامة البحاثة الحاج الشیخ علی النمازی الشاهرودی — المتوفی ۱۴۰۵ھ — تحقیق: الشیخ حسن بن علی النمازی — ج ۸ — ص ۲۶۴ — موسسة النشر الاسلامی التابعة لجماعة المدرسین — قم المشرفة — ۱۴۱۸ھ
۴ المجدی فی انساب الطالبین — ص ۱۹۵
۵ عمدة الطالب — ص ۳۱۲
۶ سر السلسلة العلویة — ص ۶۹

حدیث کو اپنی کتاب شواہد التنزیل میں شامل کیا۔ سلیمان کے بارے میں وہ لکھتے ہیں کہ وہ سلیمان بن الحسین بن علی بن الحسین ہیں۔

سلیمان بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ کے دو بیٹے یحییٰ اور سلیمان اور دو بیٹیاں زینب اور ام کلثوم ہوئیں۔ بیٹوں کی ماں کنیز اور بیٹیوں کی ماں محمدیہ تھیں۔ ام کلثوم بنت سلیمان کی شادی حسین بن جعفر بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب علیہم السّلام سے ہوئی۔ ان کے دو بیٹے جعفر اور عقیل اور ایک بیٹی علیہ ہوئیں۔ پھر ان کی شادی ان کے چچا کے بیٹے محمد بن حسن سے ہوئی اور ان کے خدیجہ پیدا ہوئیں۔

سلیمان بن سلیمان بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ اپنے والد کی وفات کے بعد پیدا ہوئے۔ ان کی نسل حسین اور حسن سے چلی۔ حسین کی اولاد خراسان میں ہے اور حسن کی اولاد مغرب میں ہے۔ حسن کی اولاد سے دمشق میں ہیں حیدرہ بن ناصر بن حمزہ بن حسن۔ اور حمزہ کی اولاد کو مغرب میں حیلان کہتے ہیں۔ وہ بڑی تعداد میں ہیں اور مصر وغیرہ میں انہیں الفواطم کہتے ہیں۔

یحییٰ بن سلیمان بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ کے بھی اولاد ہوئی۔[1] انہوں نے اپنے چچا ابراہیم بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ سے احادیث بھی بیان کیں۔

بیت حسین اصغر رضی اللہ عنہ

المروزی نے بیت حسین اصغر رضی اللہ عنہ میں ۱۹ قبیلوں کا ذکر کیا جن کا تعلق حسین اصغر رضی اللہ عنہ کے پانچ بیٹوں علی، عبید اللہ، عبد اللہ، حسن اور سلیمان کی اولاد سے ہے۔ پانچ قبیلوں کا تعلق علی بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ، نو کا عبید اللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ، دو کا عبد اللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ، دو کا حسن بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ اور ایک کا سلیمان بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہے۔ یہ قبیلے مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ الحقیبیون — وہ احمد بن علی بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی اولاد ہیں۔

---

۱ المجدی فی انساب الطالبین — ص ۲۱۱

۲۔ بنو تتلین — وہ عبید اللہ بن حسن بن علی بن احمد الحقیبی [بن علی بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ] کی اولاد ہیں۔

۳۔ بنو حمصہ — وہ موسیٰ بن علی بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی اولاد ہیں۔

۴۔ بنو مضیرہ — وہ ابو حسن محمد بن جعفر کوفی بن عیسیٰ عضارہ بن علی بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی اولاد ہیں۔

۵۔ بنو الکرش — وہ ابو قاسم محمد بن جعفر کوفی بن عیسی عضارہ بن علی بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی اولاد ہیں۔

۶۔ بنو عبید اللہ الاعرج بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ۔

۷۔ بنو الحجۃ — وہ جعفر بن عبید اللہ الاعرج [بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ] کی اولاد ہیں۔

۸۔ بنو نو دولت — وہ بلخ میں ہیں اور ابو قاسم علی بن ابی حسن محمد بن عبید اللہ بن علی بن حسن بن حسین بن جعفر الحجۃ [بن عبید اللہ الاعرج بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ] کی اولاد ہیں۔

۹۔ بنو طاہر — وہ طاہر بن یحییٰ نسابہ بن حسن بن جعفر الحجۃ [بن عبید اللہ الاعرج بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ] کی اولاد ہیں۔

۱۰۔ بنو الشریح — وہ یحییٰ اصغر بن طاہر [بن یحییٰ نسابہ بن حسن بن جعفر الحجۃ بن عبید اللہ الاعرج بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ] کی اولاد ہیں۔

۱۱۔ الجوانیون — وہ محمد بن عبید اللہ الاعرج [بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ] کی اولاد ہیں۔

۱۲۔ بنو الشفف — وہ حسین ابی شفف بن محمد بن حسین بن حمزہ بن عبید اللہ الاعرج [بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ] کی اولاد ہیں۔

۱۳۔ بنو الازرق — وہ ابراہیم الازرق بن محمد بن حمزہ بن عبید اللہ الاعرج [بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ] کی اولاد ہیں۔ انہیں سنورابیہ کہا جاتا ہے۔

۱۴۔ نبو المصھرج — وہ محمد بن عبید اللہ بن علی بن عبید اللہ بن علی بن عبید اللہ الاعرج [بن حسین

اصغر رضی اللہ عنہ] کی اولاد ہیں۔

۱۵۔ العقیقیہ— وہ محمد عقیقی بن جعفر بن عبد اللہ عقیقی بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی اولاد ہیں۔

۱۶۔ المنقذیہ— وہ احمد المنقذی اور اسماعیل المنقذی ابنی جعفر بن عبد اللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی اولاد ہیں۔

۱۷۔ السلیقیہ الحسینیہ— وہ محمد السلیق بن عبد اللہ بن محمد بن حسن الدکۃ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی اولاد ہیں۔

۱۸۔ المرعشیہ— وہ علی مرعشی بن عبد اللہ بن محمد بن حسن الدکۃ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی اولاد ہیں۔

۱۹۔ سلیمانیون— وہ سلیمان بن سلیمان بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی اولاد ہیں۔ وہ مغرب میں ہیں اور انہیں بنو الافطس بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ حسن بن سلیمان بن سلیمان افطس تھے۔[1]

---

۱ الفخری فی انساب الطالبین — ص۲۰۵-۲۰۶

تیسرا باب

مسند حسین اصغر رضی اللہ عنہ

اللہ کے علاوہ کوئی پناہ گاہ نہیں

١ [المستدرك] (حدثنا) علي بن عيسى بن إبراهيم ثنا أحمد بن بكار القرشي ثنا سعيد بن منصور ثنا عبد الله بن وهب بن مسلم القرشي أخبرني حفص بن ميسرة عن موسى بن عقبة عن حسين بن علي بن الحسين عن محمد بن علي بن الحسين عن أبيه عن علي رضي الله عنه قال كان من دعاء رسول الله صلى الله عليه وآله اللهم متعني بسمعي وبصرى حتى تجعلهما الوارث منى وعافني في ديني وجسدي وانصرني ممن ظلمني حتى تريني فيه ثأري اللهم إني أسلمت نفسي إليك وفوضت امرى إليك والجأت ظهري إليك وخليت وجهي إليك لا ملجأ منك الا إليك آمنت برسولك الذي أرسلت وبكتابك الذي أنزلت

هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه وحسين بن علي هذا الذي روى عنه موسى بن عقبة وهو حسين الأصغر الذي أدركه عبد الله بن المبارك وروى عنه حديث مواقيت الصلاة.[1]

(بیان کیا ہم سے) علی بن عیسیٰ بن ابراہیم نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا ہم سے احمد بن بکار قرشی نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا ہم سے سعید بن منصور نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا ہم سے عبد اللہ بن وہب بن مسلم قرشی نے، (انہوں نے کہا) خبر دی مجھے حفص بن میسرہ نے موسیٰ بن عقبہ سے، انہوں نے حسین بن علی بن حسین سے، انہوں نے محمد بن علی بن حسین سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار سے، انہوں نے علی رضی اللہ عنہ سے، آپ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعاؤں میں سے ایک دُعا یہ تھی:

اے اللہ میرے کانوں اور آنکھوں کو سود مندی عطا فرما تا کہ تُو انہیں میرا وارث قرار دے، اور

١ المستدرک علی الصحیحین۔۔ج١۔ص٥٢٧

میرے دین اور جسم میں عافیت عطا فرما، اور جنہوں نے مجھ پر ظلم کیا ان کے خلاف میری نصرت فرما، یہاں تک کہ مجھے ان میں اپنا بدلہ دِکھا۔ اے اللہ میرا نفس تیرے سُپرد ہے اور میں اپنا معاملہ تیرے سُپرد کرتا ہوں، اور تجھے ہی اپنی پناہ گاہ قرار دیتا ہوں، اور اپنا رُخ صِرف تیری طرف کرتا ہوں کیونکہ تیرے علاوہ کوئی پناہ گاہ نہیں۔ میں تیرے اس رسول پر ایمان رکھتا ہوں جسے تُو نے ارسال کیا، اور تیری کتاب پر ایمان رکھتا ہوں جو تُو نے بھیجی ہے۔

(حاکم کہتے ہیں) یہ حدیث صحیح اسناد سے ہے اور اسے (شیخین نے) نہیں لیا۔ اور یہ حسین بن علی جن سے موسیٰ بن عقبہ نے روایت نقل کی ہے حسین اصغر ہیں جن کے محضر کو عبداللہ بن مبارک نے درک کیا ہے اور ان سے اوقاتِ نماز کی حدیث کو روایت کیا ہے۔

اللہ کے ذکر کی محافل

٢ [الأمالي الصدوق] حدثنا محمد بن بكران النقاش (رضي الله عنه)، قال: حدثنا أحمد بن محمد بن سعيد الكوفي مولى بني هاشم، قال: حدثني المنذر بن محمد، قال: حدثني أبي، قال: حدثني محمد بن الحسين بن علي بن الحسين بن علي بن أبي طالب (عليهم السلام)، قال: حدثني أبي، عن أبيه، عن الحسين بن علي، عن علي بن أبي طالب (عليهم السلام)، قال: قال رسول الله (صلى الله عليه وآله): بادروا إلى رياض الجنة. قالوا: وما رياض الجنة؟ قال: حلق الذكر.[1]

بیان کیا ہم سے محمد بن بکران نقاش (رضی اللہ عنہ) نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے احمد بن محمد بن سعید کوفی غلام بنی ہاشم نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے منذر بن محمد نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے میرے والد نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے محمد بن حسین بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب (علیہم السّلام) نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے میرے والد نے اپنے والد بزرگوار سے، انہوں نے حسین بن علی

---

١ الامالی — الشیخ الصدوق ابی جعفر محمد بن علی بن حسین بن موسیٰ بن بابویہ القمی — المتوفی ٣٨١ھ — تحقیق: قسم الدراسات الاسلامیة — المجلس ٥٨ — حدیث ٥٩٢/٢ — ص ٤٤٤ — مرکز الطباعة والنشر فی موسسة البعثة — قم

سے، انہوں نے علی بن ابی طالب (علیہم السّلام) سے، آپ علیہ السّلام کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے فرمایا: تم لوگ جنّت کے باغوں کی طرف جانے میں جلدی کرو۔ عرض کیا گیا وہ جنّت کے باغ کیا ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: وہ اللہ کے ذکر کی محافل ہیں۔

اللہ کی خاطر باہم محبّت کرنے والے

۳ [الأمالي الخميسية] أخبرنا أبو بكر محمد بن علي بن أحمد بن الحسين الجوزداني المقري، بقراءتي عليه، قال: أخبرنا أبو مسلم عبد الرحمن بن محمد بن شهدل المديني، قال: أخبرنا أبو العباس أحمد بن محمد بن سعيد بن عقدة الكوفي، قال: أخبرنا أحمد بن الحسن بن سعيد، قال: حدثنا أبي، قال: حدثنا حصين بن المخارق، عن عبد الله بن الحسين، عن أبيه، عن جده، عن جابر بن عبد الله رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: «إن المتحابين في الله تعالى على عمد من ياقوت تضيء وجوههم لأهل الجنة، كما يضيء الكوكب في الليلة الظلماء».[1]

خبر دی ہمیں ابو بکر محمد بن علی بن احمد بن حسین جوزدانی مقری نے، انہوں نے کہا خبر دی ہمیں ابو مسلم عبد الرحمٰن بن محمد بن شہدل مدینی نے، انہوں نے کہا خبر دی ہمیں ابو عباس احمد بن محمد بن سعید بن عقدہ کوفی نے، انہوں نے کہا خبر دی ہمیں احمد بن حسن بن سعید نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے میرے والد نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے حصین بن مخارق نے عبد اللہ بن حسین سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ان کے دادا سے، انہوں نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اللہ کی خاطر باہم محبّت کرنے والے یاقوت سے بنی عمارتوں میں ہوں گے اور ان کے چہرے اہلِ بہشت کے لیے اتنے نورانی ہوں گے جس طرح شبِ تاریک میں چمکتے ستارے۔

---

۱ ترتیب الامالی الخمیسیة للشجری — یحییٰ (المرشد باللہ) بن الحسین (الموفق) بن اسماعیل بن زید الحسنی الشجری الجرجانی — المتوفی ۴۹۹ھ — تحقیق: محمد حسن محمد اسماعیل — حدیث ۲۱۳۴ — ج ۲ — ص ۲۰۳ — دار الکتب العلمیة — بیروت، لبنان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت

۴ [الزهد] أخبركم أبو عمر بن حيوية قال حدثنا يحيى قال حدثنا الحسين قال أخبرنا ابن المبارك قال حدثنا حسين بن علي قال حدثتني فاطمة بنت حسين أن رجلا قال يا رسول الله ادع الله ان يجعلني من أهل شفاعتك قال أعني بكثرة السجود.[1]

تم سے زیادہ اطلاع رکھنے والے ابو عمر بن حیویہ نے بتایا، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے یحیٰی نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے حسین نے، انہوں نے کہا خبر دی ہمیں ابنِ مبارک نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے حسین بن علی نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے فاطمہ بنت حسین نے کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ [صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم] خدا سے دُعا کریں کہ وہ مجھے ان لوگوں میں سے بنائے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کے حقدار ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر تم کثرت سجود سے میری مدد کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رنج وغم

۵ [الكافي] عنه، عن محمد بن علي، عن عبيد بن يحيى الثوري العطار، عن محمد بن الحسين العلوي، عن أبيه، عن جده، عن علي عليه السلام قال: لما أمر الله عز وجل رسوله صلى الله عليه وآله بإظهار الاسلام وظهر الوحي رأى قلة من المسلمين وكثرة من المشركين فاهتم رسول الله صلى الله عليه وآله هما شديدا فبعث الله عز وجل إليه جبرئيل عليه السلام بسدر من سدرة المنتهى فغسل به رأسه فجلا به همه.[2]

شیخ کلینی اپنی اسناد کے ساتھ روایت کرتے ہیں محمد بن علی سے، وہ عبید بن یحیٰی الثوری العطار سے، وہ محمد بن حسین علوی سے، وہ اپنے والد سے، وہ ان کے دادا سے، وہ علی علیہ السّلام سے، آپ علیہ السّلام نے فرمایا:

---

۱ الزهد ويليه الرقائق — الامام عبدالله بن مبارک بن واضح المروزی ابو عبدالله — ۱۱۸ھ-۱۸۱ھ — تحقیق: حبیب الرحمٰن الاعظمی — حدیث ۱۲۸۷ — ص ۴۵۵ — دار الکتب العلمیة — بیروت

۲ الفروع من الکافی — ثقة الاسلام ابی جعفر محمد بن یعقوب بن اسحاق الکلینی الرازی رح — المتوفی ۳۲۸ھ-۳۲۹ھ — تحقیق: علی اکبر الغفاری — باب غسل الرأس — حدیث ۷ — ج ۶ — ص ۵۰۵ — دار الکتب الاسلامیة — تہران

جب اللہ عزوجل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اظہارِ اسلام کا حکم دیا اور سلسلہ وحی جاری ہوا تو مسلمانوں کی قلت اور مشرکوں کی کثرت دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو سخت ہم و غم ہوا۔ اللہ عزوجل نے جبرائیل علیہ السّلام کو سدرۃ المنتہٰی سے بیری کے کچھ پتّے دے کر بھیجا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان سے سر دھویا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا رنج و غم دُور ہو گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دوست اور دشمن

۶ [جواهر العقْدَين] عن عبد الله بن حسين بن عليّ بن حسين بن عليّ عن أبيه عن جدّه [عن] الحسين بن عليّ بن أبي طالب رضي الله عنهما قال: (من والانا فلرسول الله صلّى الله عليه و آله و سلّم والى، و من عادانا فلرسول الله صلّى الله عليه و آله و سلّم عادى).[1]

عبداللہ بن حسین بن علی بن حسین بن علی روایت کرتے ہیں اپنے والد سے، وہ ان کے دادا سے، وہ حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم سے، آپ نے فرمایا: جس نے ہمیں دوست رکھا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دوست رکھا اور جس نے ہم سے دشمنی رکھی اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے دشمنی رکھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا دیدار

۷ [تسمية من روى عن زيد] أخبرنا محمد بن الحسن بن أحمد بن حطيط قراءة، قال: أخبرنا أحمد بن محمد بن سعيد، قال: أخبرنا المنذر بن محمد قراءة، قال: حدثنا أبي، قال: حدثنا سعيد بن [أبي] الجهم ، قال: حدثني علي بن صالح المكي، عن الحسين بن علي بن الحسين أنه سمع أبا الطفيل يقول: رأيت رسول الله صلى الله عليه و آله يوم فتح مكة يطوف على راحلته.[2]

---

۱ جواهر العقدين فی فضل الشرفين — نُور الدين علی بن عبدالله السمهودی — المتوفی ۹۱۱ھ — ج ۲ — ص ۲۴۷ — مطبعة العانی — بغداد — ۱۴۰۵ھ — ۱۹۸۴ء

۲ تسمية من روى عن الامام زيد — ص ۲۱

خبر دی ہمیں محمد بن حسن بن احمد بن حطیط قاری نے، انہوں نے کہا خبر دی ہمیں احمد بن محمد بن سعید نے، انہوں نے کہا خبر دی ہمیں منذر بن محمد قاری نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے میرے والد نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے سعید بن [ابی] جہم نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے علی بن صالح مکّی نے حسین بن علی بن حسین سے، آپ نے ابا طفیل کو یہ کہتے ہوئے سُنا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فتح مکّہ کے روز اپنی سواری پر طواف کرتے ہوئے دیکھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی علی علیہ السّلام کو غسل دینے کی وصیت

۸ [ذخائر العقبى] عن حسين بن علي عن أبيه عن جده قال: أوصى النبي صلى الله عليه وسلم علياً أن يغسله فقال علي: يا رسول الله أخشى أن لا أطيق ذلك. قال: إنك ستعان علي. فقال علي رضي الله عنه: والله ما أردت أن أقلب من رسول الله صلى الله عليه وسلم عضواً إلا قلب لي.[۱]

حسین بن علی روایت کرتے ہیں اپنے والد بزرگوار سے، وہ روایت کرتے ہیں ان کے دادا سے، انہوں نے فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی کو وصیت کی کہ وہ انہیں غسل دیں گے۔ علی نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اس پر عدم قدرت کا اندیشہ ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: علی اس کام میں تمہاری مدد کی جائے گی۔ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خدا کی قسم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جس عضو کو پلٹانا چاہتا تو اسے اپنے لیے پلٹا ہوا پاتا۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور علی علیہ السّلام سے بغض رکھنے والوں کا انجام

۹ [تفسير الفرات] قال: حدثني جعفر بن محمد بن مروان قال: حدثني أبي قال: حدثنا عبيد بن يحيى بن مهران الثوري عن محمد بن الحسين [بن على العلوى العمرى] عن أبيه عن جده: عن علي بن أبي طالب عليه السلام في قوله تعالى: (ألقيا في

---

۱ ذخائر العقبى فى مناقب ذوى القربى — الامام محب الدين ابى العباس احمد بن عبدالله بن محمد الطبرى المكى — ۶۱۵ھ - ۶۹۴ھ — ص ۱۳۲ — دار الكتب المصرية

جهنم كل كفار عنيد) قال: فقال [لي] النبي صلى الله عليه وآله وسلم: إن الله تبارك وتعالى إذا جمع الناس يوم القيامة في صعيد واحد كنت أنا وأنت يومئذ عن يمين العرش فيقال لي ولك: قوما فألقيا من أبغضكما وخالفكما وكذبكما في النار.[1]

بیان کیا مجھ سے جعفر بن محمد بن مروان نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے میرے والد نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے عبید بن یحییٰ بن مہران ثوری نے محمد بن حسین [بن علی العلوی العمری] سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار سے، انہوں نے ان کے دادا سے، انہوں نے علی بن ابی طالب علیہ السّلام سے اللہ تعالیٰ کے قول "(تب حکم ہو گا کہ) تم دونوں ہر سرکش ناشکرے کو دوزخ میں ڈال دو" کے بارے میں، آپ علیہ السّلام نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا: جب اللہ تبارک وتعالیٰ قیامت کے دن تمام لوگوں کو ایک جگہ جمع کرے گا تو میں اور تم اس دن عرش کے دائیں جانب ہوں گے۔ اور مجھ سے اور تم سے کہا جائے گا، تم دونوں اٹھو اور جو تم دونوں سے بغض رکھتے تھے اور تمہاری مخالفت کرتے تھے اور تمہیں جھٹلاتے تھے تم دونوں ان کو جہنّم میں پھینک دو۔

ولایت علی علیہ السّلام کا اعلان

۱۰ [الولاية] ابن عقدة، عن سعيد بن عثمان، وأبي جعفر محمد بن عقبة الشيباني، قالا: حدثنا محمد بن الحسين بن علي بن الحسين بن علي بن أبي طالب، حدثنا أبي، عن أبيه، عن جده، مرفوعاً، أن رسول الله (صلى الله عليه وسلم) قال: "من كنت مولاه فعلي مولاه . . .".[2]

ابن عقدہ روایت کرتے ہیں سعید بن عثمان اور ابی جعفر محمد بن عقبہ شیبانی سے، ان دونوں نے کہا بیان کیا ہم سے محمد بن حسین بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے میرے

---

۱ تفسیر الفرات الکوفی — فرات بن ابراہیم الکوفی — المتوفی ۳۵۲ھ — تحقیق: محمد الکاظم — حدیث ۵۷۵۔۲ — ص۴۳۶۔۴۳۷ — موسسة الطبع والنشر التابعة لوزارة الثقافة والارشاد الاسلامی — تہران

۲ کتاب الولایة — الحافظ الکبیر الامام ابو العباس احمد بن محمد بن سعید بن عقدہ الکوفی — المتوفی ۳۳۲ھ — ص۱۹۰ — موسسة آل البیت علیہم السّلام لاحیاء التراث — بیروت

والد نے اپنے والد سے، انہوں نے ان کے دادا سے، انہوں نے مرفوعاً رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جس کا میں مولا ہوں، اس کا علی مولا ہے.....۔"

ولایت علی علیہ السّلام نعمتِ خدا

۱۱ [تفسير الفرات] قال: حدثنا فرات بن إبراهيم الكوفي قال: حدثني عبيد بن كثير قال: حدثنا محمد بن مروان قال: حدثنا عبيد بن يحيى بن مهران العطار قال: حدثنا محمد بن الحسين عن أبيه عن جده: قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم [في قوله عز وجل] (إهدنا الصراط المستقيم) دين الله الذي نزل به جبرئيل عليه السلام على محمد صلى الله عليه وآله وسلم (صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين) قال: شيعة علي الذين أنعمت عليهم بولاية علي بن أبي طالب عليه السلام لم تغضب عليهم ولم يضلوا.[1]

بیان کیا ہم سے فرات بن ابراہیم کوفی نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے عبید بن کثیر نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے محمد بن مروان نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے عبید بن یحییٰ بن مہران العطار نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے محمد بن حسین نے اپنے والد سے، انہوں نے ان کے دادا سے، انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (عزو جل کے قول: "تُو ہم کو سیدھی راہ پر ثابت قدم رکھ" کے بارے میں) فرمایا: وہ اللہ کا دین ہے جسے جبرائیل علیہ السّلام کے ذریعے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کیا۔ ("اُن لوگوں کے راستے پر جن پر تُو اپنا فضل و کرم کرتا رہا، نہ ان کے جن پر غصّے ہوتا رہا اور نہ گمراہوں کے"، کے بارے میں) فرمایا: وہ علی کے پیروکار ہیں جن پر اللہ نے ولایت علی بن ابی طالب علیہ السّلام کے ذریعے نعمت کو تمام کیا ہے۔ جن پر خدا غضبناک نہیں ہے اور نہ ہی وہ گمراہ ہونے والے ہیں۔

علی علیہ السّلام اوصیاء کے سردار

۱۲ [الأمالي الطوسي] أخبرنا محمد بن محمد، قال: حدثنا أبو الحسن علي بن

۱ تفسیر الفرات الکوفی — حدیث ۱۰ — ص ۵۱-۵۲

بلال المهلبي، قال: حدثني إسماعيل بن علي بن عبد الرحمن البربري الخزاعي، قال: حدثني أبي، قال: حدثني عيسى بن حميد الطائي، قال: حدثنا أبي حميد بن قيس، قال: سمعت أبا الحسن علي بن الحسين بن علي بن الحسين يقول: سمعت أبي يقول: سمعت أبا جعفر محمد بن علي بن الحسين (عليهم السلام) يقول: إن أمير المؤمنين (عليه السلام) لما رجع من وقعة الخوارج اجتاز بالزوراء، فقال للناس: إنها الزوراء فسيروا وجنبوا عنها، فإن الخسف أسرع إليها من الوتد في النخالة، فلما أتى موضعا من أرضها قال: ما هذه الأرض؟ قيل: أرض بحرا. فقال: أرض سباخ جنبوا ويمنوا. فلما أتى يمنه السواد فإذا هو براهب في صومعة له فقال له: يا راهب، أنزل هاهنا؟ فقال له الراهب: لا تنزل هذه الأرض بجيشك. قال: ولم؟ قال: لأنه لا ينزلها إلا نبي أو وصي نبي بجيشه، يقاتل في سبيل الله (عز وجل)، هكذا نجد في كتبنا. فقال له أمير المؤمنين: فأنا وصي سيد الأنبياء، وسيد الأوصياء. فقال له الراهب: فأنت إذن أصلع قريش ووصي محمد (صلى الله عليه وآله). قال له أمير المؤمنين: أنا ذلك. فنزل الراهب إليه، فقال: خذ علي شرائع الاسلام، إني وجدت في الإنجيل نعتك، وأنك تنزل أرض براثا بيت مريم وأرض عيسى (عليه السلام). فقال أمير المؤمنين (عليه السلام): قف ولا تخبرنا بشئ، ثم أتى موضعا فقال: الكزوا هذه، فلكزه برجله (عليه السلام) فانبجست عين خرارة، فقال: هذه عين مريم التي انبعقت لها، ثم قال: اكشفوا هاهنا على سبعة عشر ذراعا، فكشف فإذا بصخرة بيضاء فقال علي (عليه السلام): على هذه وضعت مريم عيسى من عاتقها وصلت هاهنا؟ فنصب أمير المؤمنين (عليه السلام) الصخرة وصلى إليها، وأقام هناك أربعة أيام يتم الصلاة، وجعل الحرم في خيمة من الموضع على دعوة، ثم قال: أرض براثا، هذا بيت مريم (عليها السلام)، هذا الموضع المقدس صلى فيه الأنبياء. قال أبو جعفر محمد بن علي (عليه السلام): ولقد وجدنا أنه صلى فيه إبراهيم (عليه السلام) قبل عيسى (عليه السلام).[1]

خبر دی ہمیں محمد بن محمد نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے ابو حسن علی بن بلال مہلبی نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے اسماعیل بن علی بن عبد الرحمٰن بربری خزاعی نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے میرے والد

۱　الامالی الطوسی ــــ المجلس ۷ ــــ حدیث ۴۲ / ۳۴۰ ــــ ص ۱۹۹۔۲۰۰

نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے عیسیٰ بن حمید طائی نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے میرے والد حمید بن قیس نے، انہوں نے کہا میں نے سنا ابو حسن علی بن حسین بن علی بن حسین سے، انہوں نے کہا میں نے سنا اپنے والد بزرگوار سے، انہوں نے کہا میں نے سنا ابو جعفر محمد بن علی بن حسین (علیہم السّلام) سے، آپ علیہ السّلام نے فرمایا: جب امیر المومنین (علیہ السّلام) خوارج سے جنگ لڑنے کے بعد واپس تشریف لا رہے تھے تو آپ کا مقام زوراء سے گزر ہوا۔ پس آپ علیہ السّلام نے لوگوں سے فرمایا: یہ الزوراء ہے، اس سے بچیں اور اس سے دُور ہو جائیں کیونکہ یہ دھنس جانے والی زمین ہے جس میں کیل بھوسی سے بھی زیادہ تیزی سے دھنس جاتا ہے۔ پھر آپ ایک مقام پر آئے تو پوچھا یہ کون سی جگہ ہے؟ آپ کو بتایا گیا کہ یہ دریاوالی سر زمین ہے۔ تو آپ نے فرمایا: یہ دلدلی سر زمین ہے اس سے بھی اجتناب کریں اور دائیں جانب ہو لیں۔ جب دائیں جانب سیاہ پتھروں والے علاقہ میں پہنچے تو صومعہ میں ایک راہب تھا۔ آپ نے اس سے پوچھا: اے راہب! کیا ہم یہاں پڑاؤ ڈال لیں؟ تو راہب نے کہا اپنے لشکر کے ساتھ اس سر زمین پر مت اترنا۔ آپ نے وجہ پوچھی تو اس نے جواب دیا کہ یہاں پر نبی یا نبی کا وصی اپنے لشکر کے ساتھ ٹھہر سکتے ہیں، جو راہِ خدا میں جہاد کرنے والے ہیں۔ ہمیں یہ خبر اپنی کتابوں سے ملی ہے۔ پس امیر المومنین علیہ السّلام نے اس سے ارشاد فرمایا: میں تمام انبیاء کے سردار نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وصی ہوں اور تمام اوصیاء کا سردار ہوں۔ راہب نے عرض کیا: محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے وصی ہیں۔ امیر المومنین علیہ السّلام نے فرمایا: ہاں میں وہ ہوں۔ راہب آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اسلام کی شریعت کو میرے سامنے بیان فرمائیں کیونکہ ہم نے آپ کی تعریف کو اپنی انجیل میں پایا ہے کہ آپ براثا کی سر زمین پر مریم اور عیسیٰ (علیہما السّلام) کے گھر میں اتریں گے۔

امیر المومنین (علیہ السّلام) نے فرمایا: توقف کرو، تم مجھے اس کے بارے میں اطلاع نہ دو۔ پھر ایک جگہ آئی تو آپ نے کہا: اسے ٹھوکر مارو۔ آپ علیہ السّلام نے خود اپنے پاؤں سے اسے ٹھوکر ماری تو ایک چشمہ زور سے پھوٹ پڑا۔ آپ علیہ السّلام نے فرمایا: یہ مریم کے لیے جاری ہوا تھا۔ پھر آپ علیہ السّلام نے فرمایا: اس مقام سے سترہ ہاتھ زمین کی پیمائش کریں۔ جب پیمائش کی گئی تو وہاں پر سفید پتھر ملا۔ علی علیہ السّلام نے فرمایا: یہی وہ پتھر ہے جس پر مریم علیہا السّلام نے عیسیٰ علیہ السّلام کو رکھا تھا۔ پس امیر المومنین (علیہ السّلام) نے وہاں ایک پتھر نصب کر دیا اور نماز ادا کی اور پھر وہاں پر چار دن تک قیام فرمایا اور اپنی نمازیں کاملتاً ادا فرمائیں اور وہاں پر ایک

خیمہ نصب کیا اور اس کو حرم کا مقام قرار دیا۔ پھر آپ علیہ السّلام نے فرمایا: سر زمین براثا، یہ جناب مریم (علیہا السّلام) کے گھر کی جگہ ہے۔ یہی وہ مقدّس مقام ہے جہاں پر تمام انبیاء علیہم السّلام نے نماز ادا فرمائی۔ ابو جعفر محمد بن علی (علیہما السّلام) نے فرمایا: جناب عیسیٰ (علیہ السّلام) سے پہلے حضرت ابراہیم (علیہ السّلام) کا اس مقام پر نماز ادا کرنا بھی ہم نے پایا ہے۔

علی علیہ السّلام مومنین کے امیر

۱۳ [اليقين]أخبرنا أبو الحسين عبد الحق بن أبي الفرج الأمين إجازة، أنبأنا محمد بن علي بن ميمون الخطيب، أنبأنا الشريف أبو عبد الله محمد بن علي عبد الرحمان الحسني العلوي، حدثنا محمد بن جعفر التميمي، أنبأنا أبو العباس بن سعيد، حدثنا المنذر القابوسي، حدثنا محمد بن علي [عن عبيد بن يحيى العطار عن محمد بن الحسين بن علي] بن الحسين عن أبيه عن جده عليهم السلام، قال: إن في اللوح المحفوظ تحت العرش: (علي بن أبي طالب أمير المؤمنين).[1]

خبر دی ہمیں ابو حسین عبد الحق بن ابی فرج امین نے جن کے پاس حدیث بیان کرنے کی اجازت تھی، (انہوں نے کہا) خبر دی ہمیں محمد بن علی بن میمون خطیب نے، (انہوں نے کہا) خبر دی ہمیں شریف ابو عبد اللہ محمد بن علی عبد الرحمٰن حسنی علوی نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا ہم سے محمد بن جعفر تمیمی نے، (انہوں نے کہا) خبر دی ہمیں ابو عباس بن سعید نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا ہم سے منذر قابوسی نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا ہم سے محمد بن علی [نے عبید بن یحییٰ عطار سے، انہوں نے محمد بن حسین بن علی] بن حسین سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ان کے دادا علیہم السّلام سے، انہوں نے فرمایا: زیرِ عرش لوح محفوظ میں لکھا ہے کہ علی بن ابی طالب مومنین کے امیر ہیں۔

---

۱ اليقين — الورع التقی السیّد رضی الدین علی بن الطاووس الحلی — ۵۸۹ھ۔ ۶۶۴ھ — تحقیق: الانصاری — ص ۳۸۱ — موسسة دار الکتاب (الجزائری) — قم

علی علیہ السّلام کی شان میں قرآن کی آیت

۱۴ [شواهد التنزيل] أخبرنا أبو الحسن الأهوازي قال: أخبرنا أبو بكر البيضاوي، قال: حدثني أحمد بن سعيد قال: حدثنا جعفر بن محمد بن هشام قال: حدثنا أحمد بن كثير، عن سليمان بن الحسين، عن أبيه عن جده [في قوله تعالى]: (أفمن كان مؤمنا كمن كان فاسقا، لا يستوون) [قال:] نزلت في علي والوليد بن عقبة، والمؤمن علي. [وسليمان هذا] هو سليمان بن الحسين بن علي بن الحسين.[1]

خبر دی ہمیں ابو حسن اہوازی نے، انہوں نے کہا خبر دی ہمیں ابو بکر بیضاوی نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے احمد بن سعید نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے جعفر بن محمد بن ہشام نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے احمد بن کثیر نے سلیمان بن حسین سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ان کے دادا سے، وہ اللہ تعالیٰ کے قول (بھلا جو مومن ہو وہ اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جو فاسق ہو؟ دونوں برابر نہیں ہو سکتے) کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ آیت علی علیہ السّلام اور ولید بن عقبہ کے بارے میں نازل ہوئی اور مومن سے مراد علی ہیں۔

اس روایت میں سلیمان سے مراد سلیمان بن حسین بن علی بن حسین ہیں۔

علی علیہ السّلام کی آزمائش

۱۵ [تأويل الآيات] وقال محمد بن العباس (ره): حدثنا أحمد بن محمد بن سعيد، عن أحمد بن الحسين، عن أبيه، عن حصين بن مخارق، عن عبد الله بن الحسين عن أبيه، عن جده، عن الحسين بن علي، عن أبيه صلوات الله عليهم قال: لما نزلت *(ألم أحسب الناس أن يتركوا أن يقولوا آمنا وهم لا يفتنون)* قال: قلت: يا رسول الله ما هذه الفتنة؟ قال: يا علي إنك مبتلى بك، وإنك مخاصم فأعد للخصومة.[2]

---

۱ شواهد التنزيل — الحافظ الكبير عبيدالله بن احمد المعروف بالحاكم الحسكانی — من اعلام القرن الخامس الهجری — تحقیق وتعلیق: الشیخ محمد باقر المحمودی — باب ۱۲۶ — حدیث ۶۱۶ — ج ۱ — ص ۵۷۹ — موسسة الطبع والنشر التابعة لوزارة الثقافة والارشاد الاسلامی — تہران

۲ تأويل الآيات الظاهرة فی فضائل العترة الطاهرة — الفقيه المفسر والعلامة المتبحر السيّد شرف

محمد بن عباس کہتے ہیں بیان کیا ہم سے احمد بن محمد بن سعید نے احمد بن حسین سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے حصین بن مخارق سے، انہوں نے عبداللہ بن حسین سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ان کے دادا سے، انہوں نے حسین بن علی سے، انہوں نے اپنے والد صلوات اللہ علیہم سے، انہوں نے فرمایا: جب آیت مبارکہ ("الم۔ کیا لوگ یہ خیال کیے ہوئے ہیں کہ صرف یہ کہنے سے کہ ہم ایمان لے آئے چھوڑ دیئے جائیں گے اور ان کی آزمائش نہیں کی جائے گی") نازل ہوئی تو میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کس فتنہ کے بارے میں ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے علی تمہیں اس سے آزمایا جائے گا اور تیرے ساتھ دشمنی کی جائے گی۔ پس اس دشمنی کے لیے اپنے آپ کو تیار رکھو۔

علی علیہ السّلام عرب کے سردار

۱۶ [مناقب أمير المؤمنين] محمد بن سليمان قال: حدثنا [أحمد بن] السري المصري قال: حدثنا أحمد بن عيسى بن عبد الله بن العمري قال: حدثنا أحمد بن حماد عن عنبسة بن بجاد عن حسين بن علي بن الحسين [عن أبيه عن جده] قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله: علي سيد العرب. فما ترك أن قيل له: فأنت؟ قال: أنا سيد ولد آدم. قال: وقال [رسول الله]: فاطمة سيدة نساء العالمين. فما ترك أن قيل له: فمريم وآسية؟ فقال: تلك سيدة نساء عالمها وهذه سيدة نساء عالمها. وقال: الحسن والحسين سيدا شباب أهل الجنة. فما ترك أن قيل: فابنا هارون؟ فقال: ذانك سيدا شباب عالمهما وهذان سيدا شباب عالمهما؟[1]

محمد بن سلیمان کہتے ہیں بیان کیا ہم سے [احمد بن] سری مصری نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے احمد بن عیسیٰ بن عبداللہ بن عمری نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے احمد بن حماد نے عنبسہ بن بجاد سے، انہوں نے

الدین علی الحسینی الاستر آبادی النجفی ــ من مفاخر اعلام القرن العاشر ــ سورة العنکبوت ــ حدیث ۲۶ ــ ج۱ ــ ص۴۲۷-۴۲۸ ــ مدرسة الامام المهدی علیه السّلام ۔ قم المقدسہ

١ مناقب الامام امیرالمومنین علی بن ابی طالب علیه السّلام ــ الحافظ محمد بن سلیمان الکوفی القاضی ــ من اعلام القرن الثالث ــ تحقیق: محمد باقر المحمودی ــ حدیث ۱۰۱۴ ــ ج۲ ــ ص۵۱۳ ــ مجمع احیاء الثقافة الاسلامیة ــ قم المقدسہ

حسین بن علی بن حسین سے، [انہوں نے اپنے والد بزرگوار سے، انہوں نے ان کے دادا سے،] وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: علی عرب کے سردار ہیں اور پھر فوراً فرمایا: میں بنی آدم کا سردار ہوں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: فاطمہ عالمین کی عورتوں کی سردار ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مریم اور آسیہ کے بارے میں سوال کرنے کا موقع دیئے بغیر فرمایا: وہ اپنے عالم کی عورتوں کی سردار تھیں اور یہ اپنے عالم کی عورتوں کی سردار ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حسن اور حسین جوانانِ جنّت کے سردار ہیں، تو حضرت ہارون کے فرزندوں کے بارے میں سوال کا موقع دیئے بغیر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ اپنے عالم کے جوانوں کے سردار تھے اور یہ اپنے عالم کے جوانوں کے سردار ہیں۔

علی علیہ السّلام پر سب و شتم

۱۷ [الإرشاد] روى يحيى بن سليمان بن الحسين، عن عمه إبراهيم بن الحسين، عن أبيه الحسين بن علي بن الحسين قال: كان إبراهيم بن هشام المخزومي والياً على المدينة، فكان يجمعنا يوم الجمعة قريباً من المنبر، ثم يقع في علي ويشتمه. قال: فحضرت يوماً وقد امتلأ ذلك المكان، فلصقت بالمنبر فأغفيت، فرأيت القبر قد انفرج وخرج منه رجل عليه ثياب بياض، فقال لي: يا أبا عبد الله، ألا يحزنك ما يقول هذا؟ قلت: بلى والله، قال: افتح عينيك، انظر ما يصنع الله به، فإذا هو قد ذكر علياً فرمي به من فوق المنبر فمات لعنه الله.[1]

روایت کی یحییٰ بن سلیمان بن حسین نے اپنے چچا ابراہیم بن حسین سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار حسین بن علی بن حسین سے، آپ نے فرمایا: ابراہیم بن ہشام مخزومی مدینہ کا حاکم تھا اور وہ جمعہ کے روز ہمیں منبر کے پاس جمع کرتا پھر حضرت علی علیہ السّلام کو بُرا بھلا کہتا اور انہیں گالیاں بکتا تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں حاضر ہوا تو وہ جگہ لوگوں سے پُر تھی۔ پس میں منبر سے چمٹا رہا اور مجھے اونگھ آ گئی تو میں نے دیکھا کہ ایک قبر کھلی اور اس سے ایک شخص نکلا جس پر سفید کپڑے ہیں اور اس نے مجھے کہا کہ اے ابا عبد اللہ! کیا تجھے دکھ نہیں

۱ الارشاد ــ ج ۲ ــ ص ۱۷۴۔۱۷۵

پہنچتا اس سے جو یہ کہتا ہے؟ میں نے کہا اللہ کی قسم اسی طرح سے ہے (یعنی دکھ ہوتا ہے) تو اس نے کہا آنکھیں کھول کر دیکھو اللہ اس سے کیا سلوک کرے گا۔ پس حضرت علی علیہ السّلام کا ذکر کیا ہی تھا کہ اسے منبر سے نیچے پھینک دیا گیا اور وہ مر گیا۔ اس پر اللہ کی لعنت۔

امام حسین علیہ السّلام کے قتل کی خبر

۱۸ [كامل الزيارات] حدثني محمد بن الحسن بن أحمد بن الوليد، قال: حدثني محمد بن أبي القاسم ماجيلويه، عن محمد بن علي القرشي، عن عبيد بن يحيى الثوري، عن محمد بن الحسين بن علي بن الحسين، عن أبيه، عن جده، عن علي بن أبي طالب (عليه السلام)، قال: زارنا رسول الله (صلى الله عليه وآله) ذات يوم فقدمنا إليه طعاما وأهدت إلينا أم أيمن صحفة من تمر وقعبا من لبن وزبد، فقدمنا إليه، فأكل منه، فلما فرغ قمت وسكبت على يدي رسول الله (صلى الله عليه وآله) ماء، فلما غسل يديه مسح وجهه ولحيته ببلة يديه، ثم قام إلى مسجد في جانب البيت وصلى وخر ساجدا فبكى وأطال البكاء، ثم رفع رأسه، فما اجترى منا أهل البيت أحد يسأله عن شئ. فقام الحسين (عليه السلام) يدرج حتى صعد على فخذي رسول الله (صلى الله عليه وآله)، فأخذ برأسه إلى صدره ووضع ذقنه على رأس رسول الله (صلى الله عليه وآله)، ثم قال: يا ابه ما يبكيك، فقال له: يا بني اني نظرت إليكم اليوم فسررت بكم سرورا لم أسر بكم مثله قط، فهبط إلى جبرئيل فأخبرني انكم قتلى وان مصارعكم شتى، فحمدت الله على ذلك وسألت لكم الخيرة. فقال له: يا ابه فمن يزور قبورنا ويتعاهدها على تشتتها، قال: طوائف من أمتي يريدون بذلك بري وصلتي، أتعاهدهم في الموقف واخذ بأعضادهم فانجيهم من أهواله وشدائده.[1]

بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن بن احمد بن ولید نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے محمد بن ابی قاسم ماجیلویہ نے محمد بن علی قرشی سے، انہوں نے عبید بن یحیٰ ثوری سے، انہوں نے محمد بن حسین بن علی بن حسین

---

۱ كامل الزيارات — الشيخ الاقدم ابى القاسم جعفر بن محمد قوليه القمى — المتوفى ۳۶۸ھ — تحقيق: الشيخ جواد القيومى — باب ۱۶ — حديث [۱۴۱] ۱۰ — ص ۱۲۶-۱۲۷ — موسسة النشر الفقاهة

سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار سے، انہوں نے ان کے دادا سے، انہوں نے علی بن ابی طالب (علیہ السّلام) سے، وہ فرماتے ہیں: ایک دن رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہمارے گھر تشریف لائے تو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کھانا پیش کیا، اور ام ایمن نے کھجور سے بھرا ایک بڑا پیالہ اور دودھ و مکھن سے بھرا ایک بڑا پیالہ ہمیں ہدیہ بھیجا۔ وہ بھی ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس میں سے کچھ کھایا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھا چکے تو میں اٹھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں پر پانی ڈالا۔ پس جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہاتھ دھو چکے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھوں کی تری سے اپنے چہرے اور ریش مبارک کو مسح کیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھ کر گھر کی جانب مسجد کی طرف چلے گئے۔ وہاں نماز پڑھی اور سجدے میں گر گئے اور گریہ کیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کافی گریہ کر لیا تو سجدہ سے سر اٹھایا۔ ہم اہلبیت میں سے کسی میں سوال کرنے کی جرأت نہ ہوئی تو امام حسین علیہ السّلام کھڑے ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رانوں پر بیٹھ گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا سر اپنے سینہ سے لگایا۔ جب کہ ان کی ٹھوڑی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر پر رکھی تھی۔ پھر کہا، اے بابا! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیوں روئے ہیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا: اے بیٹا میں نے آج تمہیں دیکھا تو مجھے خوشی ہوئی جو پہلے کبھی نہیں ہوئی تھی، تو اس وقت جبرائیل نازل ہوئے اور انہوں نے مجھے خبر دی کہ تم سب قتل کیے جاؤ گے اور تمہاری قبریں مختلف جگہوں پر ہوں گی تو میں نے اللہ کی حمد و ثنا کی اور تمہارے لیے خیر کی دُعا کی۔ تو امام حسین علیہ السّلام نے عرض کی، اے بابا! ہماری قبروں کے مختلف مقامات پر ہونے کے بعد کون ہماری زیارت کرے گا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری اُمّت کے کچھ لوگ ہوں گے جو میرے ساتھ نیکی اور اچھائی کرنا چاہتے ہوں گے۔ میں موَقف پر ان کے پاس آؤں گا اور انہیں بازوؤں سے پکڑ کر موَقف کے شدائد اور سختیوں سے نجات دوں گا۔

علی بن حسین علیہما السّلام کی عبادت

۱۹ [الأمالي الخميسية] "وبإسناده" قال حدثنا حصين عن عبد الله بن الحسين بن علي بن الحسين عن أبيه عن علي بن الحسين أنه كان ينام وعنده الميضأة فإذا

هدأت العيون قام فيسمع له دوي كدوي النحل.[1]

یحیٰ (مرشد باللہ) بن حسین (موفق) بن اسماعیل بن زید حسنی شجری جرجانی اپنی اسناد سے کہتے ہیں بیان کیا ہم سے حصین نے عبد اللہ بن حسین بن علی بن حسین سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے علی بن حسین کے بارے میں کہ جب وہ سوتے تو وضو کرنے کا برتن ان کے پاس ہوتا۔ جب آنکھیں محوِ خواب ہو جاتیں (یعنی سب سو جاتے تو وہ) اٹھ کھڑے ہوتے اور ان سے ایسی آواز آتی جس طرح شہد کی مکھیوں کے بھنبھنانے کی۔

علی بن حسین علیہما السّلام کا سن وفات

۲۰ [الطبقات الكبرى] قال أخبرنا محمد بن عمر قال حدثني حسين بن علي بن حسين بن علي بن أبي طالب قال مات أبي علي بن حسين سنة أربع وتسعين وصلينا عليه بالبقيع.[2]

[محمد بن سعد نے] کہا خبر دی ہمیں محمد بن عمر نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے حسین بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب نے، انہوں نے فرمایا: میرے والد علی بن حسین نے سنہ ۹۴ھ میں وفات پائی اور ہم نے البقیع میں ان کی نماز جنازہ ادا کی۔

آئمہ کی تعداد

۲۱ [كفاية الأثر] أخبرنا الحسين بن محمد بن سعيد، قال حدثني علي بن عبد الله الخديجي [عن الحسين بن جعفر] عن الحسين بن الحسن الفزاري الأشقر، قال حدثني محمد بن كثير أبو عبد الله بياع الهروي، عن محمد بن عبيد الله الفزاري، عن الحسين بن علي ابن الحسين، قال: سأل رجل أبي عليه السلام عن الأئمة قال: اثنا عشر سبعة من صلب هذا، ووضع يده على كتف أخي محمد.[3]

---

۱ الامالی الخمیسیة — حدیث ۹۴۵ — ج ۱ — ص ۲۷۷

۲ الطبقات الکبری — ج ۵ — ص ۲۲۱

۳ کفایة الاثر — ص ۲۳۸-۲۳۹

خبر دی ہمیں حسین بن محمد بن سعید نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے علی بن عبد اللہ خدیجی نے [حسین بن جعفر سے]، انہوں نے حسین بن حسن فزاری الاشقر سے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے محمد بن کثیر ابو عبد اللہ بیاع ہروی نے محمد بن عبید اللہ فزاری سے، انہوں نے حسین بن علی بن حسین سے، آپ نے فرمایا: ایک شخص نے میرے والد محترم علیہ السّلام سے آئمہ کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے فرمایا: بارہ ہیں، جن میں سے سات اس کی اولاد سے ہیں اور اپنا ہاتھ میرے بھائی محمد کے کندھوں پر رکھا۔

کتاب ارض

۲۲ [بصائر الدرجات] محمد بن الحسين عن عبد الرحمان بن أبي هاشم عن عنبسة العابد قال: كنا عند الحسين بن علي عم جعفر بن محمد وجاءه محمد بن عمران فسأله كتاب أرض فقال: حتى آخذ ذلك من أبي عبد الله (عليه السلام)، قال: قلت: وما شأن ذلك عند أبي عبد الله (عليه السلام)؟ قال: إنها وقعت عند الحسن ثم عند الحسين ثم عند علي بن الحسين ثم عند أبي جعفر ثم عند جعفر فكتبنا عنده.[1]

محمد بن حسین نے عبد الرحمٰن بن ابی ہاشم سے، انہوں نے عنبسہ عابد سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا ہم حسین بن علی جو کہ جعفر بن محمد کے چچا ہیں کے پاس بیٹھے تھے کہ محمد بن عمران حاضر ہوئے اور ان سے کتاب ارض کے بارے میں پوچھا، تو انہوں نے کہا میں وہ ابی عبد اللہ (علیہ السّلام) سے لے لوں تو وہ کہتا ہے کہ میں نے کہا یہ کتاب ابی عبد اللہ (علیہ السّلام) کے پاس کیوں ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: یہ کتاب حسن کے پاس تھی، پھر حسین کے پاس تھی، پھر علی بن حسین کے پاس تھی، پھر ابی جعفر کے پاس تھی، پھر جعفر کے پاس تھی، پس ہم نے وہاں سے لکھی ہے۔

امام مہدی علیہ السّلام کی بعثت

۲۳ [الغيبة] عنه، عن الحسين بن محمد القطعي، عن علي بن حاتم، عن محمد بن مروان، عن عبيد بن يحيى الثوري، عن محمد بن الحسين، عن أبيه، عن جده،

---

۱ بصائر الدرجات الکبری ــ باب ا ــ حدیث ۱۲ ــ ج ۴ ــ ص ۱۸۵

عن علي عليه السلام في قوله تعالى: (ونريد أن نمن على الذين استضعفوا في الأرض ونجعلهم أئمة ونجعلهم الوارثين) قال: هم آل محمد يبعث الله مهديهم بعد جهدهم فيعزهم ويذل عدوهم.[1]

شیخ طوسی اپنی اسناد کے ساتھ روایت کرتے ہیں حسین بن محمد قطعی سے، وہ علی بن حاتم سے، وہ محمد بن مروان سے، وہ عبید بن یحییٰ ثوری سے، وہ محمد بن حسین سے، وہ اپنے والد بزرگوار سے، وہ ان کے دادا سے، وہ علی علیہ السّلام سے اللہ تعالیٰ کے قول ("اور ہم چاہتے تھے کہ جو لوگ ملک میں کمزور کر دیئے گئے ہیں ان پر احسان کریں اور ان کو پیشوا بنائیں اور انہیں ملک کا وارث کریں") کے بارے میں کہ آپ نے فرمایا: اس سے مراد آلِ محمد علیہم السّلام ہیں۔ اللہ ان کے مہدی کو ان کی سختی کے بعد مبعوث کرے گا، اور پھر انہیں معزز کرے گا، اور ان کے دشمن کو ذلیل و رسوا کرے گا۔

شہادت زید رضی اللہ عنہ کی پیشن گوئی

۲۴ [الأمالي الإثنينية] وبه قال: أخبرنا الشريف أبوعبد الله محمد بن علي بن الحسن الحسني بالكوفة بقراءتي عليه، قال: حدثنا علي بن محمد بن بنان الشيباني، قال: أخبرنا الحسن بن محمد بن سعيد الرفا، قال: أخبرنا إسحاق بن محمد بن بردان، قال: حدثني عبيد بن يحيى بن بهران الثوري، قال: حدثنا محمد بن الحسين بن علي بن الحسين عن أبيه قال: كان علي بن الحسين إذا صلى الفجر لم يلتفت إلى أصحابه ويسبح تسبيحا موضفا عليه، ويركع ركعات، ثم يلتفت إليهم فيوم ولد زيد بن علي أتاه البشير عند طلوع الشمس، فانثنى إلى أصحابه، فحمد الله وأثنى عليه وصلى على النبي صلى الله عليه وآله، ثم قال: ما تقولون في هذا المولود ما نسميه؟ فقال بعض: حسن، وقال بعض: حسين، وقال بعض: جعفر.

قال: فقال علي بن الحسين: يا غلام علي بالمصحف، ففتحه، وقال: بسم الله، ثم قام فصلى ركعتين، ثم أخذه ففتحه فخرج في أول سطر: وفضل الله

---

۱ الغيبة — الشيخ الطائفة ابي جعفر محمد بن حسن طوسی — ۳۸۵ھ۔۴۶۰ھ — تحقیق: الشیخ عباداللہ الطهرانی والشیخ علی احمد ناصح — حدیث ۱۴۳ — ص ۱۸۴ — موسسة المعارف الاسلامیة — قم المقدسہ

المجاهدين على القاعدين أجرا عظيما [النساء:] الآية. فحمد الله وأثنى عليه، ووضع المصحف، وقام فرجع، ثم أخذه فوضعه في حجره، ثم فتحه، وقال: بسم الله، فخرج في أول سطر: إن الله اشترى من المؤمنين أنفسهم وأموالهم بأن لهم الجنة يقاتلون في سبيل الله فيقتلون ويقتلون وعدا عليه حقا في التوراة والإنجيل والقرآن ومن أوفى بعهده من الله. [التوبة:]، الآية. فضرب بيد على يد، وقال: إنا لله وإنا إليه راجعون، وقطرت عيناه في المصحف، قال: هو والله صاحب الكناسة مرتين، ثم قال: أما والله ما أحد من ولد الحسين بن علي وإلى يوم القيامة أعظم منه وسيلة، ولا أصحابه آثر عند الله من أصحابه.[1]

خبر دی ہمیں شریف ابو عبداللہ محمد بن علی بن حسن حسنی نے جن کے سامنے یہ حدیث کوفہ میں پڑھی گئی، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے علی بن محمد بن بنان شیبانی نے، انہوں نے کہا خبر دی ہمیں حسن بن محمد بن سعید رفا نے، انہوں نے کہا خبر دی ہمیں اسحاق بن محمد بن بردان نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے عبید بن یحییٰ بن بہران [مہران] ثوری نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے محمد بن حسین بن علی بن حسین نے اپنے والد بزرگوار سے، آپ نے فرمایا: علی بن حسین فجر پڑھنے کے بعد اپنے اصحاب کی جانب متوجہ نہ ہوتے اور ساتھ ہی تسبیح پڑھتے اور نماز کی رکعات ادا کرتے پھر ان کی طرف متوجہ ہوتے۔ جس دن زید بن علی پیدا ہوئے تو طلوع شمس کے وقت ان کے پاس خوشخبری دینے والا آیا تو آپ اپنے اصحاب کی جانب متوجہ ہوئے۔ اللہ کی حمد کی اور اس کی ثنا کی اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجا۔ پھر فرمایا: تم اس مولود کے بارے میں کیا کہتے ہو اس کا کیا نام رکھیں؟ کچھ نے کہا حسن، اور کچھ نے کہا حسین اور کچھ نے کہا جعفر۔ [حسین بن علی بن حسین نے] کہا کہ علی بن حسین نے فرمایا: اے لڑکے قرآن مجید لے کر آؤ۔ اسے کھولا اور کہا بسم اللہ، پھر کھڑے ہوئے، دو رکعت نماز پڑھی، پھر اسے لیا، کھولا تو پہلی سطر میں یہ آیت نکلی: "اجر عظیم کے لحاظ سے اللہ نے جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر کہیں زیادہ فضیلت بخشی ہے۔" [النساء:۹۵] آیت۔ اللہ کی حمد کی اور اس کی ثنا کی اور قرآن مجید رکھ دیا اور کھڑے ہو گئے، پلٹے، پھر اسے لیا، اسے اپنی گود میں رکھ لیا۔ پھر اسے کھولا اور کہا بسم اللہ،

---

۱ الامالی الاثنینیة — ص ۵۴۹-۵۵۱

پہلی سطر میں یہ آیت نکلی: "اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال خرید لیے ہیں (اور اس کے) عوض ان کے لیے بہشت (تیار کی) ہے۔ یہ لوگ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں تو مارتے بھی ہیں اور مارے جاتے بھی ہیں۔ یہ تورات اور انجیل اور قرآن میں سچّا وعدہ ہے جس کا پورا کرنا اسے ضرور ہے اور اللہ سے زیادہ وعدہ پورا کرنے والا کون ہے،" [التوبۃ:۱۱۱] آیت۔ اپنے ہاتھ پر ہاتھ مارا اور فرمایا: ہم اللہ کے لیے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اور آپ کی آنکھوں سے آنسوؤں کے قطرے قرآن مجید پر گرے۔ آپ نے فرمایا: بخدا یہ صاحب کناسہ ہے، دو مرتبہ فرمایا۔ پھر فرمایا بخدا حسین بن علی کی اولاد میں ایسا ایک بھی نہیں اور قیامت کے دن تک ان میں بڑا وسیلہ ہیں اور اللہ کے نزدیک ان کے اصحاب کی طرح کسی کے اصحاب نہیں۔

حسین اصغر رضی اللہ عنہ کا زید رضی اللہ عنہ کے ساتھ سفر

۲۵ [تسمية من روى عن زيد] أخبرنا أبو عبدالله أحمد بن علي بن [الحسن بن] العطار [أبو عبدالله البجلي] المقرئ، قال: حدثنا أحمد بن محمد بن سعيد، قال: حدثنا علي بن الحسن بن إسماعيل بن صبيح، قال: حدثنا إسماعيل بن إسحاق، قال: حدثنا رزيق بن عبدالواحد، قال: حدثنا جعفر بن عبدالله بن الحسين بن علي بن الحسين، عن أبيه، عن جده الحسين بن علي بن الحسين عليهما السلام، قال: كنت مع أخي زيد بن علي حين أشخصه هشام إلى يوسف بن عمر من الشام إلى الكوفة فكان لا ينزل منزلا إلا كان أول ما يعمل أن يبني مسجدا فلا يزال يصلي فيه ويدعو حتى يرحل.[1]

خبر دی ہمیں ابو عبد اللہ احمد بن علی بن [حسن بن] عطار [ابو عبد اللہ البجلی] المقری نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے احمد بن محمد بن سعید نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے علی بن حسن بن اسماعیل بن صبیح نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے اسماعیل بن اسحٰق نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے رزیق بن عبد الواحد نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے جعفر بن عبد اللہ بن حسین بن علی بن حسین نے اپنے والد سے، انہوں نے ان کے دادا حسین بن علی بن حسین علیہم السّلام سے، آپ نے فرمایا: میں اپنے بھائی زید بن علی کے ساتھ تھا جب

---

۱ تسمية من روى عن الامام زيد — ص۲۱

ہشام نے انہیں شام سے کُوفہ کی جانب یوسف بن عمر کی طرف بھگا دیا تو وہ اپنی قیام گاہ پر وارد ہونے سے پہلے جو کام کرتے تھے وہ مسجد بناتے تھے جس میں وہاں سے کُوچ کرنے تک نماز پڑھتے اور دُعا کرتے رہتے تھے۔

زید رضی اللہ عنہ حق کی طرف بلانے والے تھے

۲۶ [الأمالي الإثنينية] وبه قال: أخبرنا الشريف أبوعبد الله، قال: أخبرنا الحسين بن محمد البجلي قراءة، قال: أخبرنا عبدالعزيز في كتابه، قال: حدثني أحمد بن عبدالله المانذج، قال: حدثنا سعيد بن مالك، قال: حدثنا عبد الله بن إبراهيم الغفاري، قال: حدثنا لوط بن إسحاق النوفلي، قال: حدثني الحسين بن علي بن الحسين بن علي عليهم السلام قال: سمعت أخي زيد بن علي عليهما السلام يقول: من دعا إلى الحق فأجاب إلى ذلك الداعي الذي دعاه إلى الحق، فقد نصر الله ونصر رسوله ونصر الداعي الذي دعاه إلى الحق، ونصر الحق، وكفى بها شهادة للداعي والمجيب، قال: الحسين بن علي: وكان أخي زيد بن علي قائلا بالحق، داعيا إلى الحق، ناصرا للحق، جاهد والله أعداء الله وأعداء رسوله، واستشهد على ذلك. [1]

خبر دی ہمیں شریف ابو عبد اللہ نے، انہوں نے کہا خبر دی ہمیں حسین بن محمد البجلی نے یہ حدیث پڑھ کر، انہوں نے کہا خبر دی ہمیں عبد العزیز نے اپنی کتاب سے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے احمد بن عبد اللہ مانذج نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے سعید بن مالک نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے عبد اللہ بن ابراہیم غفاری نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے لُوط بن اسحٰق نوفلی نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے حسین بن علی بن حسین بن علی علیہم السّلام نے، وہ کہتے ہیں میں نے اپنے بھائی زید بن علی علیہما السّلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو حق کی طرف دعوت دے تو دعوتِ حق کی طرف لبیک کہنے والا جو اسے حق کی طرف دی گئی ہے ایسا ہے کہ اس نے اللہ کی نصرت کی ہے اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصرت کی ہے اور اس نے حق کی طرف بلانے والے کی بھی نصرت کی ہے۔ اور حق کی بھی نصرت کی ہے۔ یہ شہادت حق کے لیے پکارنے والے اور پکار پر لبیک کہنے والے کے لیے کافی ہے۔

---

۱ الامالی الاثنینیۃ — ص۵٦۷۔۵٦۸

حسین بن علی کہتے ہیں میرے بھائی زید بن علی حق کہنے والے تھے، حق کی طرف بلانے والے تھے، حق کے مدد گار تھے، اللہ کی قسم انہوں نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں سے جہاد کیا اور اسی پر شہید ہوئے۔

جس نے زید رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دیا اس نے حسین علیہ السّلام کو چھوڑ دیا

۲۷ [الأمالي الإثنينية] وبه قال: أخبرنا الشريف أبو عبد الله بقراءتي عليه، قال: أخبرنا الحسين بن محمد البجلي قراءة، قال: أخبرنا عبدالعزيز بن إسحاق إجازة، قال: حدثني إسحاق بن إبراهيم بن عبد الله بن سلمة البزار الكوفي، قال: حدثنا محمد بن خلف الحداد المقري، قال: حدثنا أرطأة بن حبيب الأسدي، قال: حدثنا صالح بن أبي الأسود عن الحسين بن علي بن الحسين عليهم السلام قال: كان أخي زيد بن علي يعظم ما يأتيه أهل الجور وما يكون من أعمالهم، فيقول: والله ما يدعني كتاب الله أن تكف يدي، والله ما يرضي الله من العارفين به أن يكفوا أيديهم وألسنتهم عن المفسدين في أرضه.

فلما نزل بين ظهرانيكم يا أهل الكوفة فبذلتم له النصرة وأعطيتموه الطاعة، وعاونتموه على ذلك قام داعيا إلى الله وإلى كتابه وجهاد في سبيله وبذل المجهود من نفسه، فمن وفى له ونصره كان ناصرا لله، ومن نصر الله في الدنيا نصره الله في الآخرة، وأحلف بالله إن الخاذل لزيد بن علي كمن خذل عن الحسين، وأحلف بالله لقد مضى زيد شهيدا، ومضى والله أصحابه شهداء.[1]

خبر دی ہمیں شریف ابو عبد اللہ نے جن کے سامنے میں نے یہ حدیث پڑھی، انہوں نے کہا خبر دی ہمیں حسین بن محمد البجلی نے جنہوں نے یہ حدیث پڑھی، انہوں نے کہا خبر دی ہمیں عبد العزیز بن اسحاق نے جن کے پاس حدیث بیان کرنے کی اجازت تھی، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے اسحاق بن ابراہیم بن عبد اللہ بن سلمہ بزار کوفی نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے محمد بن خلف حداد مقری نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے

---

۱ الامالی الاثنینیۃ — ص۵٦۷

ارطاہ بن حبیب اسدی نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے صالح بن ابی اسود نے حسین بن علی بن حسین علیہم السّلام سے۔ آپ نے فرمایا میرے بھائی زید بن علی اہل جور کی طرف سے آنے والی خبروں کو اہمیت دیتے تھے اور ان کے اعمال پر کڑی نظر رکھتے تھے۔ انہوں نے فرمایا: بخدا کتاب اللہ مجھے نہیں روکتی کہ میرے ہاتھ روک دیئے جائیں اور بخدا اللہ ان سے راضی نہیں جنہوں نے جانتے ہوئے اپنے ہاتھوں اور زبانوں کو زمین پر فساد پھیلانے والوں سے روک لیا۔

جب وہ تمہارے درمیان آئے، اے اہلِ کُوفہ، تم نے ان کی مدد کی اور ان کی اطاعت کی اور اس پر ان کی معاونت کی کہ انہوں نے قیام کیا اور دعوت دی اللہ کی طرف اور اس کی کتاب کی طرف اور اس کی راہ میں جہاد کے لیے اور خود تمام تر کوششیں کیں۔ جس نے ان کے ساتھ وفا کی اور ان کی مدد کی وہ اللہ کا مددگار ہوا، اور جس نے دنیا میں اللہ کی مدد کی، اللہ آخرت میں اس کی مدد کرے گا، اور اللہ کی قسم جس نے زید بن علی کو چھوڑ دیا اس نے حسین کو چھوڑ دیا، اور اللہ کی قسم زید شہید ہوئے اور بخدا ان کے اصحاب شہداء ہیں۔

حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی ہشام اور یوسف کے لیے بد دُعا

۲۸ [الأمالي الإثنينية] وبه قال: أخبرنا الشريف أبو عبد الله محمد بن علي بن الحسن الحسني بقراءتي عليه بالكوفة، قال: أخبرنا علي بن محمد بن حاجب قراءة، قال: حدثنا محمد بن الحسين الأشناني، قال: حدثنا إسماعيل بن إسحاق الراشدي، قال: حدثنا الحسن بن محمد، قال: حدثنا حسن بن حسين، عن صالح بن أبي الأسود عن عبيد الله بن الحسين يعني بن علي بن الحسين، قال: سمعت أبي يقول: اللهم إن هشاما رضي بصلب زيد فاسلبه ملكه، وإن يوسف أحرق زيدا فسلط عليه من لا يرحمه. اللهم أحرق هشاما في حياته إن شئت وإلا فأحرقه بعد موته.

قال عبيد الله: فرأيت هشاما محرقا ويوسف بدمشق مقطعا، على كل باب من دمشق منه عضو، فقلت: يا أبتاه، وافقت ليلة القدر قال: لا بل صمت ثلاثة أيام من رجب وثلاثة أيام من شعبان، ورمضان أصوم الأربعاء والخميس والجمعة يعني من

كل شهر ، ثم أدعو الله عليهما من صلاة العصر يوم الجمعة حتى أصلي المغرب.[1]

خبر دی ہمیں شریف ابو عبد اللہ محمد بن علی بن حسن حسنی نے جن کے سامنے میں نے یہ حدیث کوفہ میں پڑھی، انہوں نے کہا خبر دی ہمیں علی بن محمد بن حاجب نے جنہوں نے یہ حدیث پڑھی، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے محمد بن حسین اشنانی نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے اسماعیل بن اسحاق راشدی نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے حسن بن محمد نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے حسن بن حسین نے صالح بن ابی اسود سے، انہوں نے عبید اللہ بن حسین یعنی بن علی بن حسین سے، انہوں نے کہا میں نے اپنے والد کو یہ فرماتے ہوئے سنا: اے اللہ ہشام زید کو سولی چڑھانے پہ راضی ہوا تو اس کی حکومت کو اس سے سلب کر لے اور یوسف نے زید کو جلایا تو اس پر ایسے شخص کو مسلط کر جو اس پر رحم نہ کرے۔ اے اللہ اگر تُو چاہے تو ہشام کو اس کی زندگی میں جلا دے۔ یا پھر اسے موت کے بعد جلا۔

عبید اللہ کہتے ہیں کہ میں نے ہشام کو جلا ہوا دیکھا اور یوسف کو دمشق میں ٹکڑے ٹکڑے ایسا کہ دمشق میں ہر دروازے پر اس کے جسم کا ایک عضو تھا۔ میں نے کہا اے بابا جان آپ شب قدر [میں کی جانے والی دُعا] کے موافق ہو گئے۔ انہوں نے فرمایا: نہیں بلکہ میں نے روزے رکھے تین دن رجب میں اور تین دن شعبان میں اور رمضان میں اور ہر مہینہ میں بدھ، جمعرات اور جمعہ کو روزہ رکھتا ہوں۔ پھر یوم جمعہ کی نماز عصر سے یہاں تک کہ مغرب کی نماز پڑھنے تک ان دونوں کے لیے بد دُعا کرتا ہوں۔

ہم کتاب کے ساتھ ہیں، کتاب ہمارے ساتھ ہے

۲۹ [الأمالي الإثنينية] وبه قال: أخبرنا الشريف أبوعبد الله، قال: أخبرنا علي بن محمد بن حاجب قراءة، قال: حدثنا محمد بن الحسين الأشناني، قال: حدثنا إسماعيل بن إسحاق الراشدي، قال: حدثنا يوسف بن كليب، عن سليم.

عن كليب بن عبد الملك، قال: سألت الحسين بن علي بن الحسين: أحب أن تعطيني موثقا من الله أن لا تجعل بيني وبينك تقية، فقال لي: يا كليب، لا تثق بقولي

۱ الامالی الاثنینیة — ص۲۱۷-۲۱۸

حتى تأخذ مني يمينا. سل عما بدا لك. قال: قلت: أخبرني عن هذا الأمر أول الناس إسلاما أبوك علي، وأشد الناس نكاية في عدوه وعدو رسوله أبوك علي، وخير الناس بعد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم أبوك علي، فكيف صار الأمر حتى صار يعطى المال على بغضه ويقتل الرجال على حبه. قال: لأن العرب كانت في شر دار وذكر قصة. قال في آخرها: ثم ولوا عثمان، ثم نقموا عليه فقتلوه، وبايعوا علياً طائعين غير مكرهين، ثم نكثوا بيعته من غير حدث، ثم قام علي عليه السلام بالكتاب فقتل علي، وبقي الكتاب، ثم قام الحسن بن علي فصنع بالحسن الذي بلغكم، ثم قام الحسين فقتل الحسين وبقي الكتاب، ثم قام به زيد بن علي فقتل زيد وبقي الكتاب، ثم قام به يحيى فقتل يحيى وبقي الكتاب، ثم قام به محمد بن عبدالله فقتل محمد وبقي الكتاب، ثم قام به إبراهيم فقتل إبراهيم وبقي الكتاب، فنحن مع الكتاب، فنحن مع الكتاب والكتاب معنا لا نفارقه حتى نرد على رسول الله صلى الله عليه وآله، حجة من الله على هذا الخلق، كما كان النبيون حجة على من بعثوا إليهم.[1]

خبر دی ہمیں شریف ابو عبد اللہ نے، انہوں نے کہا خبر دی ہمیں علی بن محمد بن حاجب نے جنہوں نے اس حدیث کو پڑھا، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے محمد بن حسین اشانی نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے اسماعیل بن اسحاق راشدی نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے یوسف بن کلیب نے سلیم سے، انہوں نے کلیب بن عبد الملک سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے حسین بن علی بن حسین سے پوچھا کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھ سے اللہ کی طرف سے وعدہ کریں کہ آپ کے اور میرے درمیان تقیہ نہیں ہو گا۔ انہوں نے فرمایا: نہیں اے کلیب میری بات پر اعتماد نہ کرو جب تک کہ مجھ سے قسم نہ لے لو، اس کے بعد جو چاہے پوچھو۔ وہ کہتا ہے میں نے کہا مجھے اس معاملہ کے بارے میں آگاہ کریں کہ لوگوں میں سب سے پہلے آپ کے والد علی اسلام لائے اور اپنے اور اپنے رسول کے دشمن سے سب لوگوں سے زیادہ پورا پورا حق ادا کیا تو آپ کے والد علی نے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد لوگوں میں سب سے بہتر آپ کے والد علی ہیں۔ یہ معاملہ کیسے ہوا کہ بہت ساماں ان کے بغض میں عطا کیا گیا اور ان کی محبّت رکھنے پر آدمیوں کو قتل کیا گیا۔ آپ نے فرمایا: عربوں میں

---

۱ الامالی الاثنینیة ــ ص۵۶۵۔۵۶۶

برائی کا گھر ہے اور قصّہ سنایا، اس کے آخر میں کہا پھر عثمان کو صاحب اقتدار کیا، پھر ان کی مخالفت کی، انہیں قتل کیا، اور علی کی بیعت کی بغیر کسی جبر و اکراہ کے، پھر ان کی بیعت کو بغیر کسی بات کے توڑ دیا۔ پھر علی علیہ السّلام نے قیام کیا کتاب کے ساتھ، علی قتل ہو گئے کتاب باقی رہ گئی۔ پھر حسن بن علی نے قیام کیا اور جو کچھ ان کے ساتھ ہوا وہ بات بھی آپ تک پہنچی۔ پھر حسین نے قیام کیا، حسین قتل ہو گئے اور کتاب باقی رہ گئی۔ پھر انہی میں سے زید بن علی نے قیام کیا۔ زید قتل ہو گئے اور کتاب باقی رہ گئی۔ پھر انہی میں سے یحییٰ نے قیام کیا۔ یحییٰ قتل ہو گئے اور کتاب باقی رہ گئی۔ پھر انہی میں سے محمد بن عبد اللہ نے قیام کیا۔ محمد قتل ہو گئے اور کتاب باقی رہ گئی۔ پھر انہی میں سے ابراہیم نے قیام کیا۔ ابراہیم قتل ہو گئے اور کتاب باقی رہ گئی۔ ہم کتاب کے ساتھ ہیں، ہم کتاب کے ساتھ ہیں، کتاب ہمارے ساتھ ہے۔ ہم میں جدائی نہ ہو گی یہاں تک کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس پلٹ جائیں۔ اللہ کی طرف سے اس کی مخلوق پر حُجّت ہیں جیسے دیگر انبیاء حُجّت ہیں ان پر جن کی طرف وہ مبعوث ہوئے تھے۔

نماز کا حکم

۳۰ [الطبقات الكبرى] أخبرنا عبد الله بن مسلمة بن قعنب وإسماعيل بن عبد الله بن أبي أويس قالا حدثنا عبد الرحمن بن أبي الموال عن الحسين بن علي قال دخل علينا أبي علي بن الحسين وأنا وجعفر نلعب في حائط فقال أبي لمحمد بن علي كم مر على جعفر فقال سبع سنين قال مروه بالصلاة.[1]

خبر دی ہمیں عبد اللہ بن مسلمہ بن قعنب اور اسماعیل بن عبد اللہ بن ابی اویس نے، ان دونوں نے کہا بیان کیا ہم سے عبد الرحمٰن بن ابی موال نے حسین بن علی سے۔ آپ نے فرمایا: میرے والد علی بن حسین آئے اور میں اور جعفر باغ میں کھیل رہے تھے۔ میرے والد بزرگوار نے محمد بن علی سے پوچھا جعفر کی عمر کتنی ہے؟ انہوں نے کہا سات سال۔ آپ علیہ السّلام نے فرمایا اسے نماز کا حکم دو۔

---

۱ الطبقات الكبرى ـــ ج۵ ـــ ص۲۱۹

اوقاتِ نماز

۳۱ [سنن النسائي] أخبرنا سويد بن نصر قال أنبأنا عبد الله بن المبارك عن حسين بن علي بن حسين قال أخبرني وهب بن كيسان قال حدثنا جابر بن عبد الله قال جاء جبريل عليه السلام إلى النبي صلى الله عليه وسلم حين زالت الشمس فقال قم يا محمد فصل الظهر حين مالت الشمس ثم مكث حتى إذا كان فئ الرجل مثله جاءه للعصر فقال قم يا محمد فصل العصر ثم مكث حتى إذا غابت الشمس جاءه فقال قم فصل المغرب فقام فصلاها حين غابت الشمس سواء ثم مكث حتى إذا ذهب الشفق جاءه فقال قم فصل العشاء فقام فصلاها ثم جاءه حين سطع الفجر في الصبح فقال قم يا محمد فصل فقام فصلى الصبح ثم جاءه من الغد حين كان فئ الرجل مثله فقال قم يا محمد فصل فصلى الظهر ثم جاءه جبريل عليه السلام حين كان فئ الرجل مثليه فقال قم يا محمد فصل فصلى العصر ثم جاءه للمغرب حين غابت الشمس وقتا واحدا لم يزل عنه فقال ثم فصل فصلى المغرب ثم جاءه للعشاء حين ذهب ثلث الليل الأول فقال قم فصل فصلى العشاء ثم جاءه للصبح حين أسفر جدا فقال قم فصل فصلى الصبح فقال ما بين هذين وقت كله.[1]

خبر دی ہمیں سوید بن نصر نے، انہوں نے کہا خبر دی ہمیں عبد اللہ بن مبارک نے حسین بن علی بن حسین سے، انہوں نے کہا خبر دی مجھے وہب بن کیسان نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے جابر بن عبد اللہ نے، آپ نے فرمایا کہ حضرت جبرائیل علیہ السّلام سورج ڈھل جانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس آئے اور کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اٹھیں اور ظہر کی نماز پڑھیں۔ یعنی جب سورج جھک گیا۔ پھر ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہونے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اٹھا کر عصر کی نماز پڑھنے کو کہا۔ پھر

---

۱ سنن النسائی — ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب بن علی بن بحر النسائی — التوفی ۳۰۳ھ — باب ۳۱۶ — حدیث ۵۳۰ — ج ۱ — ص ۲۶۳ — دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع — بیروت، لبنان — ۱۳۴۸ھ — ۱۹۳۰ء
سنن الترمذی وھو الجامع الصحیح — الامام الحافظ ابی عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی — التوفی ۲۷۹ھ — تحقیق و تصحیح: عبدالوہاب عبداللطیف — ابواب الصلاۃ ۱۱۳ — حدیث ۱۵۰ — ص ۱۰۱ — دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع — بیروت، لبنان — ۱۴۰۳ھ — ۱۹۸۳ء

سورج غروب ہونے کے بعد آئے اور مغرب کی نماز پڑھنے کو کہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھے اور سورج پورا غروب ہونے کے بعد مغرب کی نماز پڑھی۔ پھر شفق غائب ہو جانے پر تشریف لائے اور کہا اٹھیں اور عشاء کی نماز پڑھیں، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پڑھی۔ پھر فجر طلوع ہوتے ہی آئے اور کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھیں اور نماز پڑھیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھے اور فجر کی نماز پڑھی۔ پھر دوسرے دن جبرائیل علیہ السّلام آدمی کا سایہ اس کے برابر ہو جانے پر تشریف لائے اور کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھ کر نماز پڑھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظہر کی نماز پڑھی۔ پھر اس وقت آئے جب سایہ دگنا ہو گیا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نماز پڑھنے کے لیے کہا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عصر کی نماز پڑھی۔ پھر مغرب کے لیے اسی وقت آئے جس وقت کل آئے تھے یعنی غروب آفتاب کے بعد اور کہا اٹھیں نماز پڑھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مغرب کی نماز پڑھی۔ پھر تہائی رات گزر جانے پر عشاء کی نماز کے لیے آئے اور کہا اٹھیں نماز پڑھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عشاء کی نماز پڑھی۔ پھر اس وقت تشریف لائے جب خوب روشنی پھیل گئی تھی اور کہا اٹھیں نماز پڑھیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فجر کی نماز پڑھی۔ پھر جبرائیل علیہ السّلام نے فرمایا نمازوں کے اوقات ان دو وقتوں کے درمیان ہیں۔

نمازوں کا جمع کرنا

۳۲ [سنن الدارقطني] حدثنا أحمد بن محمد بن سعيد، ثنا المنذر بن محمد، ثنا أبي، ثنا أبي، ثنا محمد ابن الحسين بن علي بن الحسين، حدثني أبي، عن أبيه، عن جده، عن علي رضي الله عنه قال: "كان النبي صلى الله عليه وسلم إذا ارتحل حين تزول الشمس جمع الظهر والعصر، وإذا مد له السير أخر الظهر وعجل العصر ثم جمع بينهما". [۱]

بیان کیا ہم سے احمد بن محمد بن سعید نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا ہم سے منذر بن محمد نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا ہم سے میرے والد نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا ہم سے میرے والد نے، (انہوں نے کہا)

---

۱ سنن الدارقطنی — الامام الحافظ علی بن عمر الدارقطنی — المتوفی ۳۸۵ھ — تعلیق وتخریج: مجدی بن منصور سیّد الشوریٰ — کتاب الصلاۃ — باب ۲۲ — حدیث ۱۴۴۴ — ج ۱ — ص ۳۷۷ — دار الکتب العلمیۃ — بیروت

بیان کیا ہم سے محمد بن حسین بن علی بن حسین نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا مجھ سے میرے والد نے اپنے والد سے۔ انہوں نے ان کے دادا سے، انہوں نے علی رضی اللہ عنہ سے، آپ نے فرمایا: جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سورج ڈھلنے کے وقت سفر شروع کرتے تو نماز ظہر و عصر کو اکٹھا پڑھتے تھے۔ اور جب سفر میں ہوتے تو ظہر کو مؤخر کرتے اور عصر میں تعجیل کرتے ہوئے ظہر اور عصر کو جمع کرتے تھے۔

نماز میں بسم اللہ کی تلاوت

۳۳ [الإيضاح] عن ابراهيم بن محمد بن [ميمون، عن محمد بن] الحسين بن علي ابن الحسين، عن ابيه، عن جده، عن علي انه كان يجهر بسم الله الرحمن الرحيم في السورتين جميعا.[1]

ابراہیم بن محمد بن [میمون روایت کرتے ہیں محمد بن] حسین بن علی بن حسین سے، وہ اپنے والد سے، وہ ان کے دادا سے، وہ علی علیہ السّلام سے کہ آپ علیہ السّلام دونوں سورتوں میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بلند آواز سے پڑھتے۔

مناسک حج

۳۴ [أمالي أحمد بن عيسى] وبه قال: حدثنا عباد، عن يحيى بن سالم قال: عرضت هذا الكتاب على حسين بن علي بن الحسين، أخي أبي جعفر قال: كان علي بن الحسين ينسك بهذا الكتاب من أوله إلى ها هنا.[2]

بیان کیا ہم سے عباد نے یحیٰ بن سالم سے، وہ کہتے ہیں میں نے یہ کتاب حسین بن علی بن حسین، ابی جعفر کے بھائی، کو پیش کی۔ انہوں نے فرمایا: علی بن حسین نے اعمال حج جیسا کہ اس کتاب میں شروع سے یہاں تک مروی ہیں انجام دیئے۔

---

۱ الايضاح — القاضی ابی حنیفة النعمان بن محمد بن منصور بن احمد بن حیون المغربی التمیمی — المتوفی ۳۶۳ھ — تقدیم: محمد کاظم الرحمتی — ص ۱۵۸ — موسسة الاعلمی للمطبوعات بیروت — لبنان

۲ امالی الامام احمد بن عیسیٰ — احمد بن عیسیٰ — کتاب الحج — باب اخذ الحصی — ص ۲۷۰

تین فرقے

۳۵ [الذرية الطاهرة] حدثني أحمد بن يحيى الصوفي نا إبراهيم بن محمد بن ميمون عن محمد بن حسين بن علي بن حسين عن أبيه عن أبيه عن جده عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال: تكون بعدي ثلاث فرق: مرجئة و حرورية وقدرية فان مرضوا فلا تعودوهم وإن ماتوا فلا تشهدوهم وإن دعوا فلا تجيبوهم. [1]

بیان کیا مجھ سے احمد بن یحییٰ صوفی نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا ہم سے ابراہیم بن محمد بن میمون نے محمد بن حسین بن علی بن حسین سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ان کے دادا سے، انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: میرے بعد تین فرقے ہوں گے: مرجئہ اور حروریہ اور قدریہ۔ اگر یہ مریض ہوں تو ان کی عیادت مت کرنا اور اگر وہ مر جائیں تو ان کے جنازوں میں حاضر مت ہونا اور اگر وہ تمہیں پکاریں تو انہیں جواب مت دینا۔

رزق، محرومیت اور مصیبت

۳۶ [الكافي] عدة من أصحابنا، عن سهل بن زياد، عن أحمد بن محمد بن خالد، عن محمد بن علي، عن عبيد بن يحيى، عن محمد بن الحسين، عن* علي بن الحسين، عن أبيه عن جده قال: قال أمير المؤمنين (عليه السلام) وكل الرزق بالحمق ووكل الحرمان بالعقل ووكل البلاء بالصبر. [2]

---

۱ الذرية الطاهرة — ابی بشر محمد بن احمد بن حماد الانصاری الرازی الدولابی — ۲۲۴ھ-۳۱۰ھ — تحقیق: السیّد محمد جواد الحسینی الجلالی — حدیث ۱۴۸ — ص ۱۲۶-۱۲۷ — موسسة النشر الاسلامی التابعة لجماعة المدرسین — قم المشرفه

★ السیّد الخوئی کے مطابق اس حدیث کے راویوں کے سلسلہ میں محمد بن الحسین عن علی بن الحسین کی جگہ صحیح محمد بن الحسین بن علی بن الحسین ہے۔ معجم رجال الحدیث — ج۱۷ — ص۱۹

۲ الروضة من الکافی — ثقة الاسلام ابی جعفر محمد بن یعقوب بن اسحٰق الکلینی الرازی رحمہ اللہ — المتوفی ۳۲۸ھ / ۳۲۹ھ — تصحیح و تعلیق: علی اکبر الغفاری — حدیث ۲۷۷ — ج۸ — ص۲۲۱ — موسس دار الکتب الاسلامیة — تہران

بہت سے اصحاب نے بیان کیا سہل بن زیاد سے، انہوں نے احمد بن محمد بن خالد سے، انہوں نے محمد بن علی سے، انہوں نے عبید بن یحییٰ سے، انہوں نے محمد بن حسین سے، انہوں نے علی بن حسین سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ان کے دادا سے، انہوں نے کہا کہ امیر المومنین (علیہ السّلام) نے فرمایا: رزق حماقت کے ساتھ بندھا ہے اور محرومیت عقل و خرد کے ساتھ اور مصیبت صبر و بردباری کے ساتھ۔

کفارہ ادا کرنے کی سکت

۳۷ [سنن الدارقطني] حدثنا أحمد بن محمد بن سعيد وعمر بن الحسن بن علي قالا: ثنا المنذر بن محمد ابن المنذر، حدثني أبي، حدثني أبي، حدثني محمد بن الحسن* بن علي بن الحسين، حدثني أبي، عن أبيه، عن جده، عن علي بن أبي طالب رضي الله عنه أن رجلا أتى إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: يا رسول الله هلكت، فقال: "وما أهلكك؟ "قال: أتيت أهلي في رمضان، قال: "هل تجد رقبة؟ "قال: لا، قال: "فصم شهرين متتابعين"، قال: لا أطيق الصيام، قال: فأطعم ستين مسكينا لكل مسكين مدا"، قال: ما أجد، فأمر له رسول الله صلى الله عليه وسلم بخمسة عشر صاعا، قال: " أطعمه ستين مسكينا"، قال: والذي بعثك بالحق ما بالمدينة أهل بيت أحوج منا، قال: "فانطلق فكله أنت وعيالك، فقد كفر الله عنك".[1]

بیان کیا ہم سے احمد بن محمد بن سعید اور عمر بن حسن بن علی نے، ان دونوں نے کہا بیان کیا ہم سے منذر بن محمد بن منذر نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا مجھ سے میرے والد نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا مجھ سے میرے والد نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن [حسین] بن علی بن حسین نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا مجھ سے میرے والد نے اپنے والد سے، انہوں نے ان کے دادا سے، انہوں نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا، اس نے کہا یا رسول اللہ صلی

* اس حدیث کے راویوں کے سلسلہ میں محمد بن حسن بن علی بن حسین کی جگہ صحیح محمد بن حسین بن علی بن حسین ہے جیسا کہ سنن الدار قطنی—کتاب الصلاۃ—باب ۶۲—حدیث ۱۴۴۴—ج ۱—ص ۳۷۷ کے راویوں کے سلسلہ سے ظاہر ہے۔

۱ سنن الدار قطنی—کتاب الصیام—باب ۸—حدیث ۲۳۷۰—ج ۲—ص ۱۸۷

اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہلاک ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہیں کس چیز نے ہلاک کیا؟ اس نے کہا: میں رمضان میں اپنی بیوی کے پاس آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہارے پاس غلام ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دوماہ متواتر روزے رکھو۔ اس نے کہا: مجھ میں روزے رکھنے کی طاقت نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ، ہر مسکین کے لیے ایک مد طعام ہو۔ اس نے کہا: وہ بھی میرے پاس نہیں ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو پندرہ صاع [یعنی ۴۵ کلو گرام] ساٹھ مساکین کو کھلانے کا حکم دیا تو اس نے کہا: جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا مدینہ میں ہم سے زیادہ حاجتمند کوئی گھرانہ نہیں ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم سب جاؤ یعنی تم بھی اور تمہارے عیال بھی اس کھانے پر، اللہ نے تمہارا گناہ معاف کر دیا ہے۔

جذام کے مریض

۳۸ [الذرية الطاهرة] حدثنا أحمد بن يحيى الصوفي حدثنا ضرار بن صرد أبو نعيم نا عبد الله بن المبارك نا الحسين بن علي بن حسين عن عمته فاطمة بنت حسين عن أبيها حسين بن علي: أن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال: لا تديموا النظر إلى المجذومين.[1]

بیان کیا ہم سے احمد بن یحییٰ صوفی نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا ہم سے ضرار بن صرد—ابو نعیم— نے عبد اللہ بن مبارک سے، انہوں نے حسین بن علی بن حسین سے، انہوں نے اپنی پھوپھی فاطمہ بنت حسین سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار حسین بن علی سے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

---

۱ الذرية الطاهرة — حدیث ۱۵۵ — ص ۱۲۹
التاريخ الكبير — الحافظ النقاد شيخ الاسلام جبل الحفظ و امام الدنيا ابى عبدالله محمد بن اسماعيل بن ابراهيم الجعفى البخارى — المتوفى ۲۵۶ھ — ج ۱ — ص ۱۳۸-۱۳۹ — المكتبة الاسلامية — دیار بکر — ترکیا

سے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جذام کے مریضوں کو مسلسل مت دیکھو۔

سمندر کا مردار

۳۹ [سنن الدارقطني] حدثنا أحمد بن محمد بن سعيد، نا أحمد بن الحسين بن عبد الملك، نا معاذ بن موسى، نا محمد بن الحسين، حدثني أبي، عن أبيه، عن جده، عن علي، رضي الله عنه قال: سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن ماء البحر فقال: "هو الطهور ماؤه الحل ميتته". [1]

بیان کیا ہم سے احمد بن محمد بن سعید نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا ہم سے احمد بن حسین بن عبد الملک نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا ہم سے معاذ بن موسیٰ نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا ہم سے محمد بن حسین نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا مجھ سے میرے والد نے اپنے والد سے، انہوں نے ان کے دادا سے، انہوں نے علی رضی اللہ عنہ سے، آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سمندر کے پانی کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس کا پانی پاک ہے اور اس کا مردار حلال ہے۔

جزع یمانی

۴۰ [الكافي] عدة من أصحابنا، عن أحمد بن أبي عبد الله، عن محمد بن علي، عن عبيد بن يحيى عن محمد بن الحسين بن (علي بن) الحسين، عن أبيه، عن جده قال: قال أمير المؤمنين عليه السلام تختموا بالجزع اليماني فإنه يرد كيد مردة الشياطين. [2]

متعدد اصحاب نے روایت کی احمد بن ابی عبد اللہ سے، انہوں نے محمد بن علی سے، انہوں نے عبید بن یحییٰ سے، انہوں نے محمد بن حسین بن (علی بن) حسین سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ان کے دادا سے، انہوں نے کہا کہ امیر المومنین علیہ السّلام نے فرمایا: جزع یمانی کی انگوٹھی پہنو کیونکہ یہ سرکش شیطانوں

---

۱ سنن الدار قطنی — کتاب الطهارة — باب ۵ — حدیث ۷۰ — ج ۱ — ص ۳۰

۲ الفروع من الکافی — الجزع الیمانی والبلور — حدیث ۱ — ج ۶ — ص ۴۷۲

کے مکروفریب کو دفع کرتی ہے۔

سلطنت کی بقاء

۴۱ [التدوين في أخبار قزوين] أنبا علي بن عبيد الله بن بابويه وأبو محمد المظفر بن المطرف، قالا: أنبا عمران بن أحمد بن جعفر الوزان أنبا أبو الفرج محمد بن محمود القزويني، ثم الطبري بالري، سنة ثمان وتسعين وأربعمائة، حدثني شيخي السيد أبو علي عبيد الله بن محمد بن عبيد الله ابن علي بن الحسن بن الحسين بن جعفر بن عبيد الله بن الحسين بن علي ابن الحسين بن علي بن أبي طالب، حدثني والدي محمد، حدثني والدي عبيد الله، حدثني والدي علي، حدثني والدى الحسن، حدثني والدي الحسين، حدثني والدي جعفر، حدثني والدي عبيدا لله، حدثني والدي الحسين، حدثني والدي علي، حدثني والدي الحسين، حدثني والدي علي رضي الله عنه.

قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عفو الملوك أبقى للملك.[1]

خبر دی ہمیں علی بن عبید اللہ بن بابویہ اور ابو محمد مظفر بن مطرف نے، ان دونوں نے کہا خبر دی ہمیں عمران بن احمد بن جعفر وزان نے، (انہوں نے کہا) خبر دی ہمیں ابو فرج محمد بن محمود قزوینی پھر طبری نے رے میں ۴۹۸ھ میں، (انہوں نے کہا) بیان کیا مجھ سے میرے استاد سیّد ابو علی عبید اللہ بن محمد بن عبید اللہ ابن علی بن حسن بن حسین بن جعفر بن عبید اللہ بن حسین بن علی ابن حسین بن علی بن ابی طالب نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا مجھ سے میرے والد محمد نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا مجھ سے میرے والد عبید اللہ نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا مجھ سے میرے والد علی نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا مجھ سے میرے والد حسن نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا مجھ سے میرے والد حسین نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا مجھ سے میرے والد جعفر نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا مجھ سے میرے والد عبید اللہ نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا مجھ سے میرے والد حسین نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا مجھ سے میرے والد علی نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا مجھ سے میرے والد حسین

---

[1] التدوين فى اخبار قزوين — الشيخ الامام العلامة ابى القاسم عبدالكريم بن محمد بن الرافعى القزوينى — المتوفى ۶۲۳ھ — تحقيق: الشيخ عزيز الله العطاردى — ج۱ — ص۱۷۴

نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا مجھ سے میرے والد علی رضی اللہ عنہ نے، وہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بادشاہوں کا عفو (معافی و بخشش) سلطنت کی بقاء کا ضامن ہے۔

کان کا سنا

٤٢ [العجالة في الأحاديث المسلسلة] أخبرنا به العلامة الفقيه المعمر السيد محمد داود بن حسن بن يحيى البحر عن شيخه خاتمة المحققين السيد داود بن عبد الرحمن حجر القديمي عن السيد عبد الهادي بن ثابت النهاري عن المسند الوجيه السيد عبد الرحمن بن سليمان الأهدل عن السيد أبي الفيض محمد مرتضى بن محمد الزبيدي

(ح) وأخبرنا به العلامة السيد عيدروس بن سالم البار المكي عن السيد علوي بن أحمد السقاف نقيب السادة بمكة عن السيد علوي بن صافي الجفري المدني عن السيد منصور بن يوسف البديري المدني عن السيد محمد مرتضى بن محمد الزبيدي

عن الصفي السيد أحمد بن محمد شريف مقبول الأهدل عن السيد الوجيه عبد الرحمن بن أسلم بن العفيف المكي عن المسند الجمال السيد محمد بن أبي بكر الشلي المكي عن أبيه السيد الإمام أبي بكر الشلي عن السيد الفقيه عمر بن عبد الرحيم البصري المكي عن السيد العلامة المسند أحمد بن محمد بن أحمد عنقاء اليماني عن أبيه الإمام العلامة الشريف جمال الدين محمد بن أحمد عنقاء بسماعه من لفظ أبيه السيد شهاب الدين أبي فتحة أحمد بن رميثة بن علي الحسيني المهناوي الموسوي عن أبيه قال أنا والدي السيد نور الدين أبو الحسين علي المرتضى بن عنقاء الموسوي أنا والدي السيد زين الدين أبو مربع محمد بن عنقاء حمزة الموسوي أنا والدي السيد زين الدين أبو قتادة حمزة الطيار بن مطاعن الموسوي أنا والدي السيد المجد أبو عنقاء موسى بن مطاعن ابن عساف الحسيني المهناوي أنا والدي السيد أبو ثقبة عساف فخر الدين بن محمد المهناوي قال أنا والدي السيد أبو هراج بهاء الدين محمد الخالص بن أبي جازان عساف سيف الدين بن مهنا بن داود الحسيني

(ح) ورواه السيد الإمام أبو بكر الشلي أيضاً عن السيدين زين العابدين وعلي ابني محيي الدين عبد القادر بن محمد بن يحيى الطبري عن أبيهما عن جده السيد يحيى بن مكرم بن محب الدين الأخير بن محمد رضي الدين الأخير بن محمد محب الدين الأوسط بن شهاب الدين أحمد بن رضي الدين الكبير عن جده السيد محب الأخير عن عم أبيه السيد أبي اليمن محمد بن أحمد عن أبيه السيد الشهاب أحمد بن إبراهيم عن أبيه الإمام رضي الدين الكبير إبراهيم بن محمد بن إبراهيم بن أبي بكر بن محمد بن إبراهيم بن أبي بكر بن علي بن فارس الحسيني الطبري المكي أنا الثقة الصدوق أبو القاسم عبد الرحمن بن أبي حرمي المكي قال أنا السيد الشريف بقية السادة بحلب فخر الدين أبو جعفر أحمد بن محمد بن جعفر الحسيني أنا السراج محمد بن علي بن ياسر الأنصاري بروايته هو وبهاء الدين محمد الخالص عن السيد الفاضل بقية السادة ببلخ أبي محمد الحسن بن علي بن الحسن بن عبيد الله بن محمد بن عبيد الله بن علي بن الحسن بن الحسين بن جعفر الحجة بن عبيد الله الأعرج ابن الحسين الأصغر ابن علي زين العابدين بن الحسين السبط بن علي كرم الله وجهه قال الأنصاري سماعاً من لفظه قال حدثني والدي أبو الحسن علي بن أبي طالب الحسن قال ثنى والدي أبو طالب الحسن النقيب قال حدثني والدي أبو علي عبيد الله بن محمد ثنى والدي أبو الحسن محمد الزاهد قال حدثني والدي أبو علي عبيد الله بن علي ثنى والدي أبو القاسم علي ثنى والدي أبو محمد الحسن ثنى والدي الحسين وهو أول من دخل بلخ من هذه الطائفة ثنى والدي جعفر الملقب بالحجة ثنى أبي عبيد الله هو الأعرج ثنى أبي الحسين هو الأصغر ثنى أبي زين العابدين علي ثنى أبي الحسين يعني السبط ثنى أبي علي بن أبي طالب قال قال رسول الله صلى الله عليه و سلم ليس الخبر كالمعاينة.

خبر دی ہمیں علّامہ فقیہ معمر سیّد محمد داؤد بن حسن بن یحییٰ البحر نے اپنے استاد خاتمۃ المحققین سیّد داؤد بن عبد الرحمٰن حجر قدیمی سے، انہوں نے سیّد عبد الہادی بن ثابت نہاری سے، انہوں نے مسند وجیہ سیّد عبد الرحمٰن بن سلیمان اَہدل سے، انہوں نے سیّد ابی فیض محمد مرتضیٰ بن محمد زبیدی سے

(ح) اور خبر دی ہمیں علّامہ سیّد عیدروس بن سالم البار المکی نے سیّد علوی بن احمد سقاف سے جو مکّہ میں نقیب السادۃ تھے، انہوں نے سیّد علوی بن صافی جعفری مدنی سے، انہوں نے سیّد منصور بن یوسف بدیری

مدنی سے، انہوں نے سیّد مرتضیٰ بن محمد زبیدی سے،

انہوں نے الصفی سیّد احمد بن محمد شریف مقبول اَھدل سے، انہوں نے سیّد وجیہ عبد الرّحمٰن بن اسلم بن عفیف مکّی سے، انہوں نے مسند جمال سیّد محمد بن ابی بکر شلی مکی سے، انہوں نے اپنے والد سیّد امام ابی بکر شلی سے، انہوں نے سیّد فقیہ عمر بن عبد الرحیم بصری مکّی سے، انہوں نے سیّد علّامہ مسند احمد بن محمد بن احمد عنقاء یمانی سے، انہوں نے اپنے والد امام علّامہ شریف جمال الدین محمد بن احمد سے، انہوں نے سنا اپنے والد سیّد شہاب الدین ابی فتحہ احمد بن رمیثہ بن علی حسینی مہناوی موسوی سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے کہا خبر دی مجھے میرے والد سیّد نُور الدین ابو حسین علی مرتضیٰ بن عنقاء موسوی نے، انہوں نے اپنے والد سیّد زین الدین ابو مربع محمد بن عنقاء حمزہ موسوی سے، انہوں نے اپنے والد سیّد زین الدین ابو قتادہ حمزہ طیار بن مطاعن موسوی سے، انہوں نے اپنے والد سیّد المجد ابو عنقاء موسیٰ بن مطاعن ابن عساف حسینی مہناوی سے، انہوں نے اپنے والد سیّد ابو ثقبہ عساف فخر الدین بن محمد مہناوی سے، انہوں نے اپنے والد سیّد ابو ہراج بہاؤالدین محمد خالص بن ابی جازان عساف سیف الدین بن مہنابن داؤد حسینی سے

(ح) اور یہی روایت کی سیّد امام ابو بکر شلی نے سیّدین زین العابدین اور علی ابنی محیی الدین عبد القادر بن محمد بن یحییٰ طبری سے، ان دونوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ان کے دادا سیّد یحییٰ بن مکرم بن محب الدین الاٰخیر بن محمد رضی الدین الاٰخیر بن محمد محب الدین الاٰوسط بن شہاب الدین احمد بن رضی الدین کبیر سے، انہوں نے ان کے دادا سیّد محب الاٰخیر سے، انہوں نے اپنے والد کے چچا سیّد ابی یمن محمد بن احمد سے، انہوں نے اپنے والد سیّد شہاب احمد بن ابراہیم سے، انہوں نے اپنے والد امام رضی الدین کبیر ابراہیم بن محمد بن ابراہیم بن ابی بکر بن محمد بن ابراہیم بن ابی بکر بن علی بن فارس حسینی طبری مکّی سے، انہوں نے ثقہ صدوق ابو قاسم عبد الرحمٰن بن ابی حرمی مکّی سے، انہوں نے کہا خبر دی ہمیں سیّد شریف بقیۃ السادۃ بحلب فخر الدین ابو جعفر احمد بن محمد بن جعفر حسینی نے سراج محمد بن علی بن یاسر انصاری سے جیسا کہ انہوں نے روایت کی اور بہاؤالدین محمد خالص سے، انہوں نے سیّد فاضل بلخ میں بقیۃ السادات ابی محمد حسن بن علی بن حسن بن عبید اللہ بن محمد بن عبید اللہ بن علی بن حسن بن حسین بن جعفر الحجۃ بن عبید اللہ الاٰعرج ابن حسین اصغر ابن علی زین العابدین بن حسین السبط بن علی کرم اللہ وجہہ سے، انصاری نے کہا میں نے ان کے الفاظ میں سنا کہ انہوں

نے کہا بیان کیا مجھ سے میرے والد ابو حسن علی بن ابی طالب حسن نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے میرے والد ابو طالب حسن نقیب نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے میرے والد ابو علی عبید اللہ بن محمد نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا مجھ سے میرے والد ابو حسن محمد زاہد نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے میرے والد ابو علی عبید اللہ بن علی نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا مجھ سے میرے والد ابو قاسم علی نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا مجھ سے میرے والد ابو محمد حسن نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا مجھ سے میرے والد حسین نے جو اس گروہ میں سب سے پہلے بلخ آئے، (انہوں نے کہا) بیان کیا مجھ سے میرے والد جعفر ملقب الحجۃ نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا مجھ سے میرے والد عبید اللہ نے جو اُعرج ہیں، (انہوں نے کہا) بیان کیا مجھ سے میرے والد حسین نے جو اصغر ہیں، (انہوں نے کہا) بیان کیا مجھ سے میرے والد زین العابدین علی نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا مجھ سے میرے والد حسین یعنی السبط نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا مجھ سے میرے والد علی بن ابی طالب نے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: کان سے سنا آنکھوں سے دیکھنے کی مانند نہیں ہوتا۔

جنگ اور دھوکہ

۴۳ وبهذا الإسناد قال صلى الله عليه و سلم الحرب خدعة.

انہی اسناد سے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جنگ دھوکے اور چالبازی کا نام ہے۔

مسلمان کا کردار

۴۴ وبه قال صلى الله عليه و سلم المسلم مرآة المسلم.

انہی سے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ایک مسلمان اپنے برادر مسلمان کے کردار کا آئینہ ہوتا ہے۔

مشیر امین ہے

۴۵ وبه قال صلى الله عليه و سلم المستشار مؤتمن.

انہی سے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جس سے مشورہ کیا جائے وہ امین ہوتا ہے۔

نیکی کی طرف راہنمائی

۴۶ وبہ قال صلی اللہ علیہ و سلم الدال علی الخیر کفاعلہ.

انہی سے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: نیکی کی طرف راہنمائی کرنے والا بھی ایسا ہی ہے جیسے وہ خود نیک کام کرنے والا ہے۔

حاجت پوشیدہ رکھنا

۴۷ وبہ قال صلی اللہ علیہ و سلم استعینوا علی الحوائج بالکتمان.

انہی سے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: حاجتوں کو چھپا کر ان پر قابو پاؤ۔

جہنّم سے بچو

۴۸ وبہ قال صلی اللہ علیہ و سلم اتقوا النار ولو بشق تمرۃ.

انہی سے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جہنّم سے بچو خواہ کھجور کے ٹکڑے سے ہی کیوں نہ ہو۔

دنیا قید خانہ ہے

۴۹ وبہ قال صلی اللہ علیہ و سلم الدنیا سجن المؤمن وجنۃ الکافر.

انہی سے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: دنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے اور کافر کے لیے جنّت ہے۔

حیاء خوبی ہے

۵۰ وبہ قال صلی اللہ علیہ و سلم الحیاء خیر کلہ.

انہی سے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: حیاء مکمل خیر اور خوبی ہے۔

مومن کی مدد

۵۱ وبہ قال صلی اللہ علیہ و سلم عدۃ المؤمن کأخذ بالکف.

انہی سے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: مومن کو رسد فراہم کرنا اس کی دستگیری ہے۔

تین دن سے زیادہ قطع تعلق

۵۲ وبه قال صلى الله عليه و سلم لا يحل لمؤمن أن يهجر أخاه فوق ثلاثة أيام.

انہی سے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: کسی مومن کے لیے یہ جائز نہیں کہ اپنے برادر مومن کو تین دن سے زیادہ چھوڑے۔

دھوکہ باز

۵۳ وبه قال صلى الله عليه و سلم ليس منا من غشنا.

انہی سے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جس نے دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں۔

تھوڑی چیز زیادہ سے بہتر ہے

۵۴ وبه قال صلى الله عليه و سلم ما قل وكفى خير مما كثر وألهى.

انہی سے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: وہ چیز جو تھوڑی ہو اور کافی ہو اس چیز سے بہتر ہے جو زیادہ ہو اور الجھائے رکھے۔

دی ہوئی چیز کا واپس لینا

۵۵ وبه قال صلى الله عليه و سلم الراجع في هبته كالراجع في قيئه.

انہی سے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: عطا کردہ شے کو واپس لینا ایسا ہی ہے جیسے اپنی قے کو پھر کھائے۔

منہ سے بات نکلنا

۵۶ وبه قال صلى الله عليه و سلم البلاء موكل بالمنطق.

انہی سے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: منہ سے بات نکلی اور بلا مسلط ہوئی۔

انسان کنگھی کی مانند

۵۷ وبه قال صلى الله عليه و سلم الناس كأسنان المشط.

انہی سے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: تمام انسان کنگھی کے دندانوں کی طرح ہیں۔

نفس کا غنی

۵۸ وبه قال صلى الله عليه و سلم الغني غني النفس.

انہی سے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: مالداری نفس کا غنی ہونا ہے۔

نیک بخت

۵۹ وبه قال صلى الله عليه و سلم السعيد من وعظ بغيره.

انہی سے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: نیک بخت وہ ہے جو دوسروں سے نصیحت حاصل کرے۔

شعر و حکمت

۶۰ وبه قال صلى الله عليه و سلم إن من الشعر لحكمة وإن من البيان لسحرا.

انہی سے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: بیشک بعض شعر حکمت سے لبریز ہوتے ہیں اور بلاغت کلام میں دلکشی ہوتی ہے۔

بادشاہوں کا عفو

۶۱ وبه قال صلى الله عليه و سلم عفو الملوك أبقى للملك.

انہی سے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: بادشاہوں کا عفو سے کام لینا ان کی سلطنت کو زیادہ دنوں باقی رکھتا ہے۔

محب کے ساتھ انجام

۶۲ وبه قال صلى الله عليه و سلم المرء مع من أحب.

انہی سے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جو شخص جس سے محبّت کرتا ہے وہ اسی کے ساتھ محشور ہو گا۔

اپنی قدر و منزلت پہچاننا

۶۳ وبه قال صلى الله عليه وسلم ما هلك أمرؤ عرف قدره.

انہی سے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنی قدر و منزلت کو پہچان لیتا ہے وہ ہلاک نہیں ہوتا۔

لڑکا شوہر کا ہے

۶۴ وبه قال صلى الله عليه وسلم الولد للفراش وللعاهر الحجر.

انہی سے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: لڑکا شوہر کا ہے اور زانی کے لیے پتھر ہے۔

عطا کرنے والا ہاتھ بہتر ہے

۶۵ وبه قال صلى الله عليه وسلم اليد العليا خير من اليد السفلى.

انہی سے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: عطا کرنے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے برتر ہوتا ہے۔

بندوں کا شکر ادا کرنا

۶۶ وبه قال صلى الله عليه وسلم لا يشكر الله من لا يشكر الناس.

انہی سے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جو شخص بندوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کرتا۔

محبّت اور اندھاپن

۶۷ وبه قال صلى الله عليه وسلم حبك الشيء يعمي ويصم.

انہی سے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: کسی شے کے حصول کی شدید خواہش دیکھنے اور سننے کی صلاحیت کو سلب کر لیتی ہے۔

محسن سے محبت فطری ہے

۶۸ وبه قال صلى الله عليه وسلم جبلت القلوب على حب من أحسن إليها وبغض

من أساء إليها.

انہی سے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: دِلوں کی فطرت میں یہ ہے کہ جو شخص ان پر احسان کرے اس سے محبت کریں اور جس نے ان سے بدسلوکی کی ہے اس سے نفرت کریں۔

توبہ کرنے والا

۶۹ وبه قال صلى الله عليه و سلم التائب من الذنب كمن لا ذنب له.

انہی سے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: گناہ سے توبہ کرنے والا اس شخص کی مثل ہے جس نے گناہ نہ کیا ہو۔

شاہد کا دیکھنا

۷۰ وبه قال صلى الله عليه و سلم الشاهد يرى ما لا يراه الغائب.

انہی سے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: شاہد جو دیکھتا ہے وہ غائب نہیں دیکھتا۔

مرد کریم کا اکرام کرو

۷۱ وبه قال صلى الله عليه و سلم إذا جاء كم كريم قوم فأكرموه.

انہی سے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جب تمہارے پاس کسی قوم کا مرد کریم آئے تو اس کا اکرام کرو۔

جھوٹی قسم سے تباہی

۷۲ وبه قال صلى الله عليه و سلم اليمين الفاجرة تذر الديار بلاقع.

انہی سے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جھوٹی قسم آبادیوں کو اجاڑ کر چھوڑتی ہے۔

مال کا محافظ شہید ہے

۷۳ وبه قال صلى الله عليه و سلم من قتل دون ماله فهو شهيد.

انہی سے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے مال کی حفاظت میں قتل ہو وہ شہید ہے۔

عمل اور نیت

۷۴ وبه قال صلى الله عليه و سلم الأعمال بالنيات.

انہی سے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

سردار خادم ہوتا ہے

۷۵ وبه قال صلى الله عليه و سلم سيد القوم خادمهم.

انہی سے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قوم کا سردار قوم کا خادم ہوتا ہے۔

میانہ روی

۷۶ وبه قال صلى الله عليه و سلم خير الأمور أوسطها.

انہی سے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بہترین کام میانہ روی ہے۔

سحر خیزی

۷۷ وبه قال صلى الله عليه و سلم اللهم بارك لأمتي في بكورها يوم الخميس.

انہی سے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یا اللہ میری اُمّت کو جمعرات کے دن سحر خیزی میں برکت دے۔

فقر اور کفر

۷۸ وبه قال صلى الله عليه و سلم كاد الفقر أن يكون كفرا.

انہی سے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: فقر کفر کے قریب لے جاتا ہے۔

سفر عذاب ہے

۷۹ وبه قال صلى الله عليه و سلم السفر قطعة من العذاب.

انہی سے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سفر بھی عذاب کا ایک حصّہ ہے۔

مجالس کی امانت

۸۰　وبه قال صلی الله علیه و سلم المجالس بالأمانة.

انہی سے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجالس (میں جو کچھ دیکھا یا سنا جاتا ہے) ایک طور کی امانت ہے۔

تقویٰ اور آخرت

۸۱　وبه قال صلی الله علیه و سلم خیر الزاد التقوی.[۱]

انہی سے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بہترین توشۂ آخرت تقویٰ ہے۔

۱　العجالة فی الاحادیث المسلسلة — ابی الفیض محمد یاسین بن محمد عیسیٰ الفادانی المکی — ص ۷۱-۷۳ — دار البصائر — دمشق

چوتھا باب

حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی نسل سے راویان احادیث

حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی طرح ان کی نسل کے افراد نے بھی کثیر تعداد میں احادیث بیان کیں اور قرآن مجید کے بعد اسلامی شرعی قوانین کے اس دوسرے بڑے مأخذ کو جمع کرنے اور پھیلانے میں اہم کردار ادا کیا۔ دوسری سے چھٹی صدی ہجری تک حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی ۱۱ نسلوں کے راویان احادیث میں کم از کم مندرجہ ذیل ۷۰ نام شامل ہیں:

پہلی نسل کے راوی

۱۔ علی بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ [۱]

۲۔ عبید اللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ [۲]

۳۔ عبد اللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ [۳]

۴۔ محمد بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ [۴]

۵۔ حسن محدث بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ [۵]

۶۔ ابراہیم بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ [۶]

---

۱ التحفة اللطيفة فی تاريخ المدينة الشريفة ـــ ص۱۹۸

۲ تهذيب الكمال ـــ ج۶ ـــ ص۳۹۶

۳ جامع الرواة ـــ ج۱ ـــ ص۴۸۲

۴ تهذيب الكمال ـــ ج۶ ـــ ص۳۹۶

۵ المجدی فی انساب الطالبين ـــ ص۲۰۸

۶ تهذيب الكمال ـــ ج۶ ـــ ص۳۹۶

۷۔ سلیمان بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ [۱]

دوسری نسل کے راوی

۸۔ موسیٰ بن علی بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ [۲]

۹۔ عیسیٰ بن علی بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ [۳]

۱۰۔ علی بن عبید اللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ [۴]

۱۱۔ جعفر الحجۃ بن عبید اللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ [۵]

۱۲۔ جعفر بن عبد اللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ [۶]

۱۳۔ محمد بن حسن بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ [۷]

۱۴۔ عبد اللہ بن ابراہیم بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ [۸]

۱۵۔ یحیٰ بن سلیمان بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ [۹]

تیسری نسل کے راوی

۱۶۔ احمد بن عیسیٰ بن علی بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ [۱۰]

---

۱ مستدرکات عِلم رجال الحدیث ــ ج۴ ــ ص۱۲۶

۲ مستدرکات عِلم رجال الحدیث ــ ج۸ ــ ص۲۳

۳ مستدرکات عِلم رجال الحدیث ــ ج۱ ــ ص۳۹۵

۴ رجال النجاشی ــ ص۲۵۶

۵ الجداول الصغریٰ ــ ص۲۵۳

۶ تسمیة من روی عن الامام زید ــ ص۲۱

۷ المجدی فی انساب الطالبین ــ ص۲۰۹

۸ رجال النجاشی ــ ص۲۲۴

۹ مستدرکات عِلم رجال الحدیث ــ ج۱ ــ ص۱۳۹

۱۰ سر السلسلة العلویة ــ ص۷۴

۱۷۔ عبید اللہ بن علی بن عبید اللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ[۱]

۱۸۔ ابراہیم بن علی بن عبید اللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ[۲]

۱۹۔ حسن بن محمد بن عبید اللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ[۳]

۲۰۔ حسین بن جعفر الحجۃ بن عبید اللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ[۴]

۲۱۔ عبد اللہ بن محمد بن حسن بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ[۵]

۲۲۔ فاطمہ بنت عبد اللہ بن ابراہیم بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ[۶]

چوتھی نسل کے راوی

۲۳۔ حسین بن ابراہیم بن علی بن عبید اللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ[۷]

۲۴۔ محمد محدث بن حسن بن علی بن عبید اللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ (وہ اور ان کے بھائی ابراہیم قتل ہوئے۔)[۸]

۲۵۔ محمد بن حسن بن محمد بن عبید اللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ (وہ فاضل تھے۔ ان کی والدہ کنیز تھیں۔)[۹]

---

۱ رجال النجاشی — ص۲۵۶

۲ مستدرکات عِلم رجال الحدیث — ج۵ — ص۱۸۰۔۱۸۱

۳ المجدی فی انساب الطالبین — ص۱۹۶

۴ المجدی فی انساب الطالبین — ص۲۰۳

۵ شرح احقاق الحق — ص۱۳۲

۶ مستدرک سفینۃ البحار — ج۸ — ص۲۶۴

۷ مستدرکات عِلم رجال الحدیث — ج۵ — ص۱۸۰۔۱۸۱

۸ المجدی فی انساب الطالبین — ص۱۹۷

۹ المجدی فی انساب الطالبین — ص۱۹۶

۲۶۔ حسن بن حسین بن جعفر الحجۃ بن عبید اللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ [۱]

۲۷۔ یحیٰی محدث بن حسن بن جعفر الحجۃ بن عبید اللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ [۲]

۲۸۔ علی بن محمد بن جعفر بن عبد اللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ [۳]

۲۹۔ جعفر بن محمد من ولد علی بن عبد اللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ (ان کی کنیت ابا ہاشم تھی۔ التلعکبری نے ان سے روایت کی اور کہا انہوں نے کم روایات بیان کیں۔) [۴]

۳۰۔ محمد بن عبید اللہ [عبد اللہ] بن محمد بن حسن بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ [۵]

۳۱۔ ابی محمد حسن بن عبد اللہ بن محمد بن حسن بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ [۶]

پانچویں نسل کے راوی

۳۲۔ عبید اللہ بن حسین بن ابراہیم بن علی بن عبید اللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ [۷]

۳۳۔ طاہر بن یحیٰی بن حسن بن جعفر الحجۃ بن عبید اللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ [۸]

۳۴۔ علی بن حسن بن حسین بن جعفر الحجۃ بن عبید اللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ [۹]

۱　فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث — شمس الدین محمد بن عبد الرحمٰن السخاوی — ۸۳۱ھ - ۹۰۲ھ — ج۳ — ص۱۹۲ — دار الکتب العلمیۃ — لبنان

۲　رجال النجاشی — ص۴۴۱۔۴۴۲

۳　تاریخ مدینۃ دمشق — ابی القاسم علی بن الحسن ابن ہبۃ اللہ بن عبد اللہ الشافعی المعروف بابن عساکر — ۴۹۹ھ۔۵۷۱ھ — ج۱۴ — ص۲۹۶ — دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع — بیروت — لبنان

۴　رجال الطوسی — ص۴۱۹

۵　عمدۃ الطالب — ص۲۴۸

۶　شرح احقاق الحق — ص۱۳۲

۷　تاریخ بغداد — ج۱۰ — ص۳۴۶

۸　عمدۃ الطالب — ص۲۶۳

۹　فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث — ص۱۹۲

۳۵۔ احمد بن علی بن محمد بن جعفر بن عبد اللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ [۱]

۳۶۔ حسن بن علی بن عبد اللہ بن محمد بن حسن بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ [۲]

چھٹی نسل کے راوی

۳۷۔ احمد بن محمد بن عیسیٰ بن احمد بن عیسیٰ بن علی بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ [۳]

۳۸۔ علی محدث بن ابراہیم بن محمد بن حسن بن محمد بن عبید اللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ [۴]

۳۹۔ حسن بن محمد بن یحییٰ بن حسن بن جعفر الحجۃ بن عبید اللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ [۵]

۴۰۔ عبید اللہ بن علی بن حسن بن حسین بن جعفر الحجۃ بن عبید اللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ [۶]

۴۱۔ حسین محدث بن علی بن یحییٰ بن حسن بن جعفر الحجۃ بن عبید اللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ [۷]

۴۲۔ علی بن احمد بن علی بن محمد بن جعفر بن عبد اللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ [۸]

۴۳۔ حسن محدث بن حمزہ بن علی بن عبد اللہ بن محمد بن حسن بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ [۹]

۴۴۔ محمد بن احمد بن محمد بن زبارہ بن عبد اللہ بن حسن بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ [۱۰]

---

۱ رجال النجاشی — ص۸۱

۲ اعیان الشیعۃ — ج۲ — ص۱۳۵

۳ مستدرکات علم رجال الحدیث — ج۱ — ص۴۶۴–۴۶۵

۴ المجدی فی انساب الطالبین — ص۱۹۶

۵ رجال النجاشی — ص۶۴

۶ فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث — ص۱۹۲

۷ المجدی فی انساب الطالبین — ص۲۰۴

۸ الفہرست — شیخ الطائفۃ الامام ابی جعفر محمد بن حسن الطوسی — ۳۸۵ھ-۴۶۰ھ — تحقیق: الشیخ جواد القیومی — ص۱۶۲ — موسسۃ نشر الفقاہۃ — ۱۴۱۷ھ

۹ رجال النجاشی — ص۶۴

۱۰ مستدرکات علم رجال الحدیث — ج۶ — ص۴۳۸

ساتویں نسل کے راوی

۴۵۔ یحییٰ بن محمد الفقیہ بن عبد اللہ بن حسن حقینہ بن علی بن احمد بن علی بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ (وہ فاضل تھے۔)[1]

۴۶۔ محمد بن علی بن حسن بن علی بن ابراہیم بن علی بن عبید اللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ [2]

۴۷۔ محمد بن حسین بن عبید اللہ بن حسین بن ابراہیم بن علی بن عبید اللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ [3]

۴۸۔ ابو العباس احمد بن علی بن ابراہیم بن محمد بن حسن بن محمد بن عبید اللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ [4]

۴۹۔ مسلم بن عبید اللہ بن طاہر بن یحییٰ بن حسن بن جعفر الحجۃ بن عبید اللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ [5] (اندلسی کہتے ہیں ان کا نام محمد تھا اور لقب مسلم تھا۔)[6]

۵۰۔ ابو محمد عبد اللہ بن یحییٰ بن طاہر بن یحییٰ بن حسن بن جعفر الحجۃ بن عبید اللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ [7]

۵۱۔ محمد بن عبید اللہ بن علی بن حسن بن حسین بن جعفر الحجۃ بن عبید اللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ [8]

---

۱ المجدی فی انساب الطالبین — ص ۲۱۱

۲ تاریخ الاسلام — ابو عبداللہ محمد بن احمد بن عثمان الذہبی — المتوفی ۷۴۸ھ — ج ۲۹ — ص ۴۴۰۔۴۴۱ — دار الکتب العربی — بیروت — لبنان

۳ تاریخ مدینۃ دمشق — ج ۵ — ص ۱۷

۴ المجدی فی انساب الطالبین — ص ۱۹۷

۵ تاریخ الاسلام — ج ۲۶ — ص ۴۶۶

۶ جمہرۃ انساب العرب — ص ۵۵

۷ امالی ابن بشران — ابو القاسم عبد الملک بن محمد بن عبداللہ بن بشران بن محمد بن بشران بن مہران البغدادی — ۳۳۹ھ۔۴۳۰ھ — تحقیق: عادل بن یوسف العزازی — ج ۲ — ص ۴۸۶ — دار الوطن للنشر بالریاض — ۱۴۱۸ھ

۸ فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث — ص ۱۹۲

۵۲۔ میمون بن حمزہ بن حسین بن محمد بن حسن [حسین] بن حمزہ بن عبید اللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ [۱]

۵۳۔ احمد بن حسین بن احمد بن علی بن محمد بن جعفر بن عبد اللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ (وہ ابو القاسم الحسینی الشریف العقیقی الدمشقی مشہور تھے۔ بعض کہتے ہیں ان کا نام محمد تھا۔ ان کے دادا کے دادا محمد بن جعفر العقیقی مشہور تھے جو مدینہ کے نواحی قصبہ عقیق کی نسبت سے ہے۔ احمد بن حسین دمشق میں اشراف کی پہچان اور بلند مراتب والے تھے۔ ان کی وہاں تعریف کی جاتی تھی۔ وہ حلب میں امیر سیف الدولہ کے پاس آئے اور اس نے ان کی تکریم کی۔ حلب میں انہوں نے ابا عبد اللہ بن خالویہ اللغوی سے سنا، جب کہ ان سے عبد العزیز بن محمد بن عبدویہ الشیرازی نے سنا۔ الواواء الدمشقی اور عبد اللہ بن محمد الخطابی شاعر نے ان کی تعریف کی۔) [۲]

آٹھویں نسل کے راوی

۵۴۔ محمد بن محمد بن علی بن حسن بن علی بن ابراہیم بن علی بن عبید اللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ [۳]

۵۵۔ محمد بن حسن بن عبد اللہ بن حسن بن محمد بن حسن بن محمد بن عبید اللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ [۴]

۵۶۔ عبید اللہ بن محمد بن عبید اللہ بن علی بن حسن بن حسین بن جعفر الحجۃ بن عبید اللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ [۵]

نویں نسل کے راوی

۵۷۔ احمد بن علی بن محمد بن حسین بن عبید اللہ بن حسین بن ابراہیم بن علی بن عبید اللہ بن حسین اصغر

---

۱ جمھرۃ انساب العرب — ص۵۵

۲ بغیۃ الطلب فی تاریخ حلب — ابن العدیم — المتوفی ۶۶۰ھ — ج۱ — ص۱۹۰

۳ المجدی فی انساب الطالبین — ص۱۰

۴ رجال النجاشی — ص۳۹۵

۵ فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث — ص۱۹۲

رضی اللہ عنہ [1]

۵۸۔ احمد بن علی بن معمر بن محمد بن معمر بن احمد بن محمد بن محمد بن عبید اللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ [2]

۵۹۔ علی بن حسین بن احمد بن علی بن ابراہیم بن محمد بن محمد بن حسن بن محمد بن عبید اللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ [3]

۶۰۔ محمد بن عبید اللہ بن محمد بن عبید اللہ بن علی بن حسن بن حسین بن جعفر الحجۃ بن عبید اللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ (محمد بن عبید اللہ علوی حسینی کی کنیت ابو حسن تھی۔ وہ اہل بلخ میں شرف السادۃ مشہور تھے اور صاحب نظم و نثر تھے۔ وہ سلطان الب رسلان کی طرف سے امام القائم امر اللہ کے پاس ۴۵۶ھ میں بغداد آئے۔ انہوں نے فقیہ ابی علی حسن بن احمد زاہد سے احادیث بیان کیں، جب کہ ان سے ابو غالب زہلی اور ابو سعد الزوزنی نے روایت کی۔) [4]

۶۱۔ حسن بن عبید اللہ بن محمد بن عبید اللہ بن علی بن حسن بن حسین بن جعفر الحجۃ بن عبید اللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ [5]

۶۲۔ احمد بن قاسم بن میمون بن حمزہ بن حسین بن محمد بن حسین بن حمزہ بن عبید اللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ [6]

---

۱ تاریخ مدینة دمشق — ج۵ — ص۱۷

۲ الوافی بالوفیات — صلاح الدین خلیل بن ایبک الصفدی — المتوفی ۷۶۴ھ — ج۷ — ص ۱۳۹ — دار الاحیاء التراث — بیروت — ۱۴۲۰ھ — ۲۰۰۰ء

۳ فلاح السائل — السیّد الامام ابو القاسم علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد الطاوس — المتوفی ۶۶۴ھ — ص ۲۴۶

۴ الوافی بالوفیات — ج۱ — ص۴۵۸

۵ فتح المغیث شرح الفیة الحدیث — ص ۱۹۲

۶ مشیخة الشیخ الاجل محمد الرازی ابن الحطاب — احمد بن محمد بن احمد السلفی — ص۲۲۵۔۲۲۷ — دار الهجرة — ریاض

۶۳۔ علی بن مظفر بن حمزہ بن زید بن حمزہ بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن حسن بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ[1]

دسویں نسل کے راوی

۶۴۔ السیّد ابوالحسن علی الخطیب الحاج المحدث ناصر بن حسین بن اسماعیل بن ابی عبداللہ بن محمد القمی بن عیسیٰ الجندی بن محمد المضرۃ بن جعفر بن عیسیٰ عضارہ بن علی بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ (وہ خجند کے نقیب تھے۔)[2]

۶۵۔ علی بن حسن بن عبیداللہ بن محمد بن عبیداللہ بن علی بن حسن بن حسین بن جعفر الحجۃ بن عبیداللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ[3]

۶۶۔ السیّد الامام رضی الدین مانکدیم بن اسماعیل بن عقیل بن عبداللہ بن حسن بن جعفر بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن حسن بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ (وہ فاضل، ثقہ اور فقیہ تھے۔)[4]

گیارہویں نسل کے راوی

۶۷۔ نصر بن مہدی بن نصر بن مہدی بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عیسیٰ بن احمد بن عیسیٰ بن علی بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ[5]

---

۱ ذیل تاریخ بغداد — الامام الحافظ محب الدین ابی عبداللہ محمد بن محمود ابن الحسن بن ھبۃ اللہ بن محاسن المعروف با بن النجار البغدادی — المتوفی ۶۴۳ھ — ج ۴ — ص ۱۱۰ — دار الکتب العلمیۃ — بیروت — لبنان — ۱۴۱۷ھ — ۱۹۹۷ء

۲ لباب الانساب والالقاب والاعقاب — ج ۱ — ص ۸۶

۳ فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث — ص ۱۹۲

۴ الفہرست — شیخ منتجب الدین علی بن بابویہ رازی — المتوفی ۵۸۵ھ — تحقیق: مرحوم دکتر سیّد جلال الدین محدث ارموی — ص ۱۰۲ — کتابخانہ عمومی آیۃ اللہ العظمی مرعشی نجفی — قم

۵ الانساب — امام ابی سعد عبدالکریم بن محمد ابن منصور التمیمی السمانی — المتوفی ۵۶۲ھ — ج ۲ — ص ۴۵۶ — دار الجنان للطباعۃ والنشر والتوزیع — بیروت — لبنان — ۱۴۰۸ھ — ۱۹۸۸ء

۶۸۔ حسن بن علی بن حسن بن عبید اللہ بن محمد بن عبید اللہ بن علی بن حسن بن حسین بن جعفر الحجۃ بن عبید اللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ [1]

۶۹۔ عبد اللہ بن قائد بن عقیل بن حسین بن احمد بن علی بن احمد بن ابراہیم بن محمد بن حمزہ بن عبد اللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ (وہ العلوی السمرقندی الحسینی الاخشیکثی مشہور تھے۔ عمر بن محمد النسفی نے اپنی کتاب القند میں ان کا ذکر کیا۔ وہ اخشیکث میں ۴۶۱ھ میں پیدا ہوئے اور سمرقند میں ۵۱۵ھ کے بعد فوت ہوئے۔ انہوں نے ابی رضا محمد بن علی بن یحییٰ سے احادیث بیان کیں۔) [2]

۷۰۔ محمد محدث بن حسن بن محمد الاکرم بن عبد العزیز بن فضل اللہ بن علی بن احمد بن جعفر بن محمد بن جعفر بن عبد اللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ [3]

مندرجہ بالا راویان احادیث میں سے کچھ کا تذکرہ دوسرے باب میں اولاد حسین اصغر رضی اللہ عنہ کے عنوان کے تحت ہوا۔ کچھ مزید راویوں کے مختصر حالات اور ان کی بیان کردہ احادیث میں سے چند ایک مندرجہ ذیل ہیں:

احمد بن عیسیٰ علوی

احمد بن عیسیٰ بن علی بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ عالم، احادیث کے راوی اور بڑے فقیہ تھے۔ وہ حسن بن زید سے پہلے رے کے امیر تھے [4]۔ طبری لکھتے ہیں کہ ۲۵۰ھ میں عرفہ یعنی ۹ ذی الحجہ کو رے میں احمد بن عیسیٰ بن علی بن حسین صغیر بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم اور ادریس بن موسیٰ بن

---

۱ فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث — ص۱۹۲

۲ توضیح المشتبۃ فی ضبط اسماء الرواۃ وانسابھم والقابھم و کناھم — ابن ناصر الدین شمس الدین محمد بن عبداللہ بن محمد القیسی الدمشقی — تحقیق: محمد نعیم العرقسوسی — ج ۷ — ص۸۱۔۸۲ — موسسۃ الرسالۃ — بیروت — ۱۹۹۳ء

۳ عمدۃ الطالب — ص۲۵۱

۴ سر السلسلۃ العلویۃ — ص۴۷

عبد اللہ بن موسیٰ بن عبد اللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم کا ظہور ہوا۔ احمد بن عیسیٰ نے اہلِ رے کو نماز عید پڑھائی اور آل محمد علیہم السّلام کی دعوت دی۔ محمد بن علی بن طاہر نے جنگ کی تو اسے احمد بن عیسیٰ نے شکست دی۔ پھر وہ قزوین چلے گئے۔[1]

رافعی لکھتے ہیں کہ حسن بن زید سے پہلے احمد بن عیسیٰ قزوین آئے اور وہاں کے والی بن گئے۔[2] طبری نے ۲۵۱ھ میں محمد بن جعفر کی گرفتاری کے بعد احمد بن عیسیٰ اور ادریس بن موسیٰ کے دوبارہ رے آنے کا ذکر بھی کیا ہے۔[3]

تاریخ قم میں ابراہیم بن محمد خزری کی روایت کے مطابق احمد بن عیسیٰ بن علی بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ کا لقب شیخ تھا۔ وہ علویوں کے گروہ کے رئیس تھے اور انہوں نے طویل عمر پائی۔ وہ قزوین سے رے چلے گئے اور وہاں سکونت اختیار کی۔ احمد بن عیسیٰ ۱۲۰ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ رے میں ان کی اولاد خرم آبادی کے بیٹے مشہور ہیں۔[4]

رافعی کہتے ہیں کہ احمد بن عیسیٰ بن علی بن حسین صغیر بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب نے علی بن موسیٰ رضا (علیہما السّلام) سے سنا۔[5] امام رضا علیہ السّلام کے علاوہ انہوں نے عباد بن صہیب[6] وغیرہ سے بھی

---

۱ تاریخ الامم والملوک — الامام ابی جعفر محمد بن جریر الطبری — ج ۷ — ص ۴۳۳ — موسسة الاعلمی للمطبوعات — بیروت — لبنان

۲ التدوین فی اخبار قزوین — ج ۱ — ص ۲۳۷

۳ تاریخ الامم والملوک — ج ۷ — ص ۴۶۰ ۔ ۴۶۱

۴ تاریخ قم — حسن بن محمد قمی — من اعلام القرن الرابع — مترجم: حسن بن علی بن حسن عبدالملک قمی — تحقیق: سیّد جلال الدین تہرانی — ص ۲۳۰ ۔ ۲۳۱ — انتشارات طوس — تہران — رمضان ۱۳۵۳ھ

۵ التدوین فی اخبار قزوین — ج ۱ — ص ۲۳۷

۶ فوائد تمام — ابو القاسم تمام بن محمد بن عبداللہ بن جعفر بن عبداللہ بن الجنید — ۳۳۰ھ ۔ ۴۱۴ھ — مکتبة الرشد و شرکة — الریاض — السعودیہ — ۱۴۱۸ھ — ۱۹۹۷ء

احادیث بیان کیں۔ جب کہ ان سے روایت کرنے والوں میں احمد بن یوسف مؤدب[1] اور ابو عبد اللہ احمد بن محمد طبرستانی[2] وغیرہ شامل ہیں۔

اللہ کا قلعہ

۱/۱ [التدوين في أخبار قزوين] حدث محمد بن علي بن الجارود عن علي بن أحمد البجلي ثنا أحمد بن يوسف المؤدب ثنا أحمد بن عيسى العلوي ثنا علي بن موسى الرضا عن أبيه موسى عن أبيه جعفر عن أبيه، علي بن الحسين عن أبيه الحسين بن علي عن أبيه علي بن أبي طالب قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عن جبرئيل عليه السلام عن الله عز وجل لا إله إلا الله حصني ومن دخل حصني أمن من عذابي.[3]

محمد بن علی بن جارود نے حدیث بیان کی علی بن احمد بجلی سے، (انہوں نے کہا) بیان کیا ہم سے احمد بن یوسف مؤدب نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا ہم سے احمد بن عیسیٰ علوی نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا ہم سے علی بن موسیٰ رضا نے اپنے والد موسیٰ سے، انہوں نے اپنے والد جعفر سے، انہوں نے اپنے والد [محمد سے، انہوں نے اپنے والد] علی بن حسین سے، انہوں نے اپنے والد حسین بن علی سے، انہوں نے اپنے والد علی بن ابی طالب سے، وہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جبرائیل علیہ السّلام سے، انہوں نے اللہ عزوجل سے کہ لا الہ الا اللہ میرا قلعہ ہے اور جو میرے قلعہ میں داخل ہوا میرے عذاب سے بچ گیا۔

ایمان کی تعریف

۱/۲ [فوائد تمام] حدثنا أبو عبد الله أحمد بن محمد الطبرستاني، ثنا أحمد بن عيسى بن علي بن الحسين بن علي بن الحسين بن علي بن أبي طالب، بطبرستان، ثنا عباد بن صهيب، عن جعفر بن محمد، عن أبيه، عن علي بن الحسين، عن أبيه، عن

---

۱ التدوین فی اخبار قزوین ـــ ج۱ ـــ ص۲۳۷

۲ فوائد تمام ـــ ج۲ ـــ ص۱۹۰

۳ التدوین فی اخبار قزوین ـــ ج۱ ـــ ص۲۱۳-۲۱۴

علي رضوان الله عليه. قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الإيمان معرفة بالقلب وإقرار باللسان وعمل بالأركان.[۱]

بیان کیا ہم سے ابو عبد اللہ احمد بن محمد طبرستانی نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا ہم سے احمد بن عیسیٰ بن علی بن حسین بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب نے طبرستان میں، (انہوں نے کہا) بیان کیا ہم سے عباد بن صہیب نے جعفر بن محمد سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار سے، انہوں نے علی بن حسین سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار سے، انہوں نے علی رضوان اللہ علیہم سے، وہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم نے فرمایا: ایمان دِل سے اعتراف، زبان سے اقرار اور اعضاء وجوارح سے عمل کرنا ہے۔

یحییٰ بن حسن محدث نسابہ

یحییٰ بن حسن بن جعفر بن عبید اللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ مشہور نسابہ، مؤرخ اور محدث تھے۔ ان کی کنیت ابو حسین تھی۔ نجاشی کہتے ہیں کہ وہ عالم، فاضل اور صدوق تھے۔[۲] عباس قمی لکھتے ہیں کہ یحییٰ بن حسن عرب کے اصول و فروع کو جانتے تھے اور عربوں کے نسب اور حرمین شریفین کے واقعات اور خبروں کے حافظ تھے۔ وہ عقیق، مدینہ، میں ۲۱۴ھ میں پیدا ہوئے اور مکّہ میں ۲۷۷ھ میں فوت ہوئے۔ انہیں ام المومنین خدیجہ کبریٰ رضی اللہ عنہا کی قبر کے قریب دفن کیا گیا۔ انہوں نے سب سے پہلے اولاد ابو طالب کے نسب پہ کتاب لکھی۔[۳]

نجاشی کے مطابق یحییٰ بن حسن نے امام رضا علیہ السّلام سے روایت کی جب کہ ان سے ان کے پوتے حسن بن محمد بن یحییٰ بن حسن نے روایت کی۔[۴] شیخ طوسی کے مطابق ان سے ابن عقدہ نے بھی روایت کی اور

۱　فوائد تمام — حدیث ۷۳۶ — ج ۱ — ص ۲۹۴

۲　رجال النجاشی — ص ۴۴۱-۴۴۲

۳　احسن المقال ترجمہ منتھی الآمال — ج ۲ — ص ۱۳۴-۱۳۵

۴　رجال النجاشی — ص ۴۴۱-۴۴۲

ابن عقدہ سے احمد بن محمد بن موسیٰ نے روایت کی۔[۱] سیّد خوئی لکھتے ہیں کہ یہ سلسلہ صحیح ہے کیونکہ احمد بن محمد بن موسیٰ ثقہ ہیں جب کہ یحییٰ کے پوتے المعروف ابن اخی طاہر کا سلسلہ ضعیف ہے۔[۲] یحییٰ بن حسن سے ان کے بیٹے طاہر نے بھی احادیث بیان کیں۔[۳]

نجاشی لکھتے ہیں کہ یحییٰ بن حسن نے کتابیں تصنیف کیں جن میں کتاب آل ابی طالب اور کتاب المسجد شامل ہیں۔[۴] شیخ طوسی نے ان کی کتاب المناسک کا بھی ذکر کیا ہے جس میں علی بن حسین علیہما السّلام سے روایات ہیں۔[۵] اخبار الزینبیات بھی ان کی تصنیف ہے۔[۶]

العضائری کا یہ قول بھی یحییٰ بن حسن کی مدح بیان کرتا ہے جب وہ ان کے پوتے حسن بن محمد بن یحییٰ کی بیان کردہ روایات پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ماسوا ان روایات کے جو انہوں نے اپنے دادا سے بیان کیں۔[۷]

یحییٰ بن حسن کی بیان کردہ احادیث و روایات مختلف مکاتب فکر کی کتابوں میں موجود ہیں۔ مثلاً شیخ مفید نے الارشاد، شیخ صدوق نے علل الشرائع، الامالی، الخصال، التوحید اور کمال الدین و تمام النعمۃ، شیخ طوسی نے الامالی، ابن الاثیر نے اسد الغابہ، حاکم نیساپوری نے المستدرک اور معرفۃ علوم الحدیث، بغدادی نے تاریخ بغداد اور ابن عساکر نے تاریخ مدینۃ دمشق میں یحییٰ بن حسن کی بیان کردہ روایات کو شامل کیا۔ ان روایات کو یحییٰ بن

---

۱ الفہرست الطوسی — ص ۲۶۳

۲ معجم رجال الحدیث — ج ۲۱ — ص ۴۵-۴۶

۳ مقاتل الطالبین — ابی الفرج الاصفہانی — ۲۸۴ھ-۳۵۶ھ — ص ۴۵۰ — موسسۃ دار الکتاب للطباعۃ والنشر — قم — ایران — ۱۳۸۵ھ — ۱۹۶۵ء

۴ رجال النجاشی — ص ۴۴۲

۵ الفہرست الطوسی — ص ۲۶۳

۶ قاموس الرجال — الشیخ محمد تقی التستری — ج ۱۱ — ص ۳۸ — موسسۃ النشر الاسلامی التابعۃ لجماعۃ المدرسین — قم المشرفہ

۷ الرجال لابن الغضائری — احمد بن الحسین بن عبیداللہ بن ابراہیم ابی الحسن الواسطی البغدادی — ص ۵۴ — دار الحدیث — قم — ۱۴۲۲ھ

حسن نے مختلف لوگوں سے بیان کیا جن میں عبد اللہ ابن عبید اللہ طلحی، ابراہیم بن علی، حسن بن یحییٰ، احمد بن سلام، احمد بن ابی بکر الزہری ابو مصعب، محمد بن علی، محمد بن یحییٰ، ابو محمد انصاری، سعید بن نوح، محمد بن جعفر، زبیر بن ابی بکر، احمد بن صالح التمیمی، داؤد بن قاسم، محمد بن یزید الادمی، ادریس بن محمد بن یحییٰ بن عبد اللہ بن حسن بن حسن، یعقوب بن یزید، ابو علی حسین بن محمد بن طالب، اسماعیل بن یعقوب، بکر بن عبد الوہاب، ابراہیم بن یحییٰ بن عباد سجزی، ابراہیم بن محمد بن یوسف المقدسی، حسین بن محمد، ہاشمیہ کنیز رقیہ بنت موسیٰ، اسماعیل بن موسیٰ اور ہارون بن موسیٰ وغیرہ شامل ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے علی علیہ السّلام اور عباس رضی اللہ عنہ نے جعفر رضی اللہ عنہ کی کفالت کی

۲/۳ [علل الشرايع] حدثنا أبو محمد الحسن بن محمد بن يحيى بن الحسن بن عبيد الله بن الحسين بن علي بن أبي طالب قال: حدثني جدي يحيى بن الحسن قال حدثني عبد الله ابن عبيد الله الطلحي قال: حدثنا أبي، عن أبي هاني مولى بني مخزوم، عن محمد ابن إسحاق قال: حدثني ابن أبي نجيح، عن مجاهد بن جبر أبي الحجاج قال: كان من نعم الله على علي بن أبي طالب "ع" ما صنع الله له وأراد به من الخير إن قريشا أصابتهم أزمة شديدة وكان أبو طالب في عيال كثير فقال رسول الله صلى الله عليه وآله لعمه العباس وكان من أيسر بني هاشم يا أبا الفضل ان أخاك أبا طالب كثير العيال وقد أصاب الناس ما ترى في هذه الأزمة فانطلق بنا إليه فنخفف عنه عياله آخذ من بنيه رجلا وتأخذ رجلا فنكفلهما عنه. فقال العباس قم، فانطلقا حتى أتيا أبا طالب فقالا: إنا نريد ان نخفف عنك عيالك حتى ينكشف عن الناس ما هم فيه من هذه الأزمة فقال لهما أبو طالب إذا تركتما لي عقيلا فاصنعا ما شئتما فاخذ رسول الله صلى الله عليه وآله عليا واخذ العباس جعفرا فلم يزل علي عليه السلام مع رسول الله صلى الله عليه وآله حتى بعثه الله عز وجل نبيا فآمن به واتبعه وصدقه. ولم يزل جعفر مع العباس، حتى أسلم واستغنى عنه.[1]

---

۱ علل الشرائع — الشيخ الصدوق ابی جعفر محمد بن علی ابن الحسين بن موسیٰ بن بابويه القمی —

بیان کیا ہم سے ابو محمد حسن بن محمد بن یحییٰ بن حسن بن [جعفر بن] عبید اللہ بن حسین بن علی بن [حسین بن علی بن] ابی طالب نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے میرے دادا یحییٰ بن حسن نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے عبد اللہ بن عبید اللہ طلحی نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے میرے والد نے، انہوں نے ابی ہانی غلام بنی مخزوم سے، انہوں نے محمد بن اسحاق سے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے ابن ابی نجیح نے مجاہد بن جبر ابی الحجاج سے، انہوں نے کہا حضرت علی بن ابی طالب علیہ السّلام پر اللہ تعالیٰ کا ایک لطف و کرم یہ بھی تھا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ جو کچھ کیا وہ بھلائی کے ارادہ سے کیا۔ ہوا یہ کہ قریش شدید قحط میں مبتلا تھے اور حضرت ابو طالب کثیر العیال تھے۔ یہ محسوس کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے چچا عباس سے جو بنی ہاشم میں سب سے زیادہ دولت مند تھے کہا: اے ابو الفضل آپ کے بھائی ابو طالب کثیر العیال ہیں اور قحط میں لوگوں کا جو حال ہے وہ آپ دیکھ ہی رہے ہیں۔ آیئے ہم اور آپ دونوں چلیں اور ان پر عیال کے بوجھ سے کچھ کم کریں۔ ان کے لڑکوں میں سے ایک کو میں لے لوں اور ایک کو آپ لے لیں اور دونوں کی کفالت کریں۔ عباس نے کہا: تو پھر اٹھیں اور چلیں۔ یہ دونوں ابو طالب کے پاس گئے اور کہا: ہم لوگ چاہتے ہیں کہ جب تک لوگ قحط سالی کا شکار ہیں آپ پر عیال کا بوجھ بہت زیادہ ہے اسے ہلکا کریں۔ ابو طالب نے کہا: آپ لوگ میرے لیے عقیل کو چھوڑ دیں اور جسے چاہیں لے جائیں۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علی علیہ السّلام کو لے لیا اور عباس نے جعفر کو لے لیا۔ پھر حضرت علی علیہ السّلام مسلسل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیر کفالت رہے یہاں تک کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مبعوث بہ رسالت ہوئے تو ان پر ایمان لائے، ان کی اتباع کی، ان کی رسالت کی تصدیق کی۔ اور جعفر مسلسل عباس کی زیر کفالت رہے، یہاں تک کہ اسلام لائے اور ان کی کفالت سے مستغنی ہو گئے۔

حدیث منزلت

۲/۴ [الأمالي الطوسي] أخبرنا محمد بن محمد، قال: أخبرنا الشريف الفاضل أبو

المتوفی ۳۸۱ھ — باب ۱۳۲ — حدیث ۱ — ج ۱ — ص ۱۶۹ — منشورات المكتبة الحيدرية و مطبعتها — النجف الاشرف

محمد الحسن بن محمد بن يحيى، قال: حدثنا جدي أبو الحسن يحيى بن الحسن، قال: حدثنا أحمد بن أبي بكر الزهري أبو مصعب، قال: حدثنا يوسف بن الماجشون، عن محمد بن المنكدر، قال: سمعت سعيد بن المسيب يقول: سالت سعد بن أبي وقاص، أسمعت من رسول الله (صلى الله عليه وآله) يقول لعلي: أنت مني بمنزلة هارون من موسى إلا أنه ليس معي نبي؟ قال: نعم . فقلت: أنت سمعته؟ قال: فأدخل إصبعيه في أذنيه وقال: نعم، والا فاستكتا.[1]

خبر دی ہمیں محمد بن محمد نے، انہوں نے کہا خبر دی ہمیں شریف فاضل ابو محمد حسن بن محمد بن یحییٰ نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے میرے دادا ابو حسن یحییٰ بن حسن نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے احمد بن ابی بکر زہری ابو مصعب نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے یوسف بن ماجشون نے، انہوں نے محمد بن منکدر سے، انہوں نے کہا میں نے سنا سعید بن مسیب سے، وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے سعد بن ابی وقاص سے سوال کیا: کیا تُو نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) سے سنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے علی علیہ السّلام کے لیے فرمایا کہ تمہاری میرے ساتھ وہی منزلت ہے جو ہارون علیہ السّلام کی موسیٰ علیہ السّلام سے تھی مگر یہ کہ میرے بعد کوئی اور نبی نہیں ہو سکتا۔ سعد نے کہا ہاں، پھر میں نے کہا کیا تم نے سنا ہے؟ سعد نے اپنی دونوں انگلیاں اپنے کانوں میں رکھیں اور کہا: ہاں! لیکن پھر وہ دونوں خاموش ہو گئے۔

علی علیہ السّلام کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے دس منفرد نسبتیں

۲/۵ [الأمالي الصدوق] حدثنا الحسن بن محمد بن يحيى بن الحسن بن جعفر بن عبيد الله ابن الحسين بن علي بن الحسين بن علي بن أبي طالب (عليهم السلام)، قال: حدثني جدي يحيى بن الحسن بن جعفر بن عبيد الله، قال: حدثني إبراهيم بن علي والحسن بن يحيى، قالا: حدثنا نصر بن مزاحم، عن أبي خالد، عن زيد بن علي، عن آبائه، عن علي (عليهم السلام)، قال: كان لي عشر من رسول الله (صلى الله عليه

---

۱ الامالی الطوسی — المجلس ۸ — حدیث ۴۹/ ۳۹۹ — ص ۲۲۷

وآله) لم يعطهن أحد قبلي ولا يعطاهن أحد بعدي، قال لي: يا علي، أنت أخي في الدنيا وفي الآخرة، وأنت أقرب الناس مني موقفا يوم القيامة، ومنزلي ومنزلك في الجنة متواجهان كمنزل الأخوين، وأنت الوصي، وأنت الولي، وأنت الوزير، عدوك عدوي وعدوي عدو الله، ووليك وليي ووليي ولي الله عز وجل.[1]

بیان کیا ہم سے حسن بن محمد بن یحییٰ بن حسن بن جعفر بن عبید اللہ ابن حسین بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السّلام نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے میرے دادا یحییٰ بن حسن بن جعفر بن عبید اللہ نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے ابراہیم بن علی وحسن بن یحییٰ نے، ان دونوں نے کہا بیان کیا ہم سے نصر بن مزاحم نے، انہوں نے ابی خالد سے، انہوں نے زید بن علی سے، انہوں نے اپنے آباء سے، انہوں نے علی (علیہم السّلام) سے، آپ علیہ السّلام نے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ ایسی دس نسبتیں حاصل ہیں کہ جو میرے سے پہلے اور میرے بعد کسی کو بھی حاصل نہیں ہوں گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے علی تُو دنیا اور آخرت میں میرا بھائی ہے، تو قیامت کے دن تمام لوگوں سے زیادہ میرے قریب ہو گا، جنّت میں تیری منزل میرے برابر ہو گی جیسے دو بھائیوں کی منزلیں ہوں، تو میرا وصی ہے، تو میرا وزیر ہے، اور تُو میرا ولی ہے، تیرا دشمن میرا دشمن ہے، اور میرا دشمن اللہ کا دشمن ہے، اور تیرا دوست میرا دوست ہے، اور میرا دوست اللہ عزوجل کا دوست ہے۔

علی علیہ السّلام کے لیے جائز، باقی اُمّت کے لیے حرام

۲/۶ [معرفة علوم الحديث] أخبرنا أبو محمد الحسين بن محمد بن يحيى بن الحسن العلوي قال ثنا جدي يحيى بن الحسن قال حدثنا أحمد بن سلام قال حدثني جعفر بن هذيل قال ثنا محمد بن الصلت الأسدي قال ثنا ربيع بن منذر الثوري عن أبيه أظنه عن بن الحنفية قال وقع بين طلحة وبين علي رضي الله عنهما كلام قال فقال لعلي إنك تسمي باسمه وتكني بكنيته وقد نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن ذلك أن يجمعا لاحد من أمته فقال علي إن الجرئ من اجترى على الله وعلى رسوله

---

۱ الامالی الصدوق ــ المجلس ۱۸ ــ حدیث ۸ / ۱۳۵ ــ ص ۱۳۶ ـ ۱۳۷

يا فلان ادع لي فلانا وفلانا فجاء نفر من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم من قريش فشهدوا أن رسول الله صلى الله عليه وسلم رخص لعلي أن يجمعهما وحرمهما على أمته من بعده.[1]

خبر دی ہمیں ابو محمد حسن بن محمد بن یحییٰ بن حسن علوی نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے میرے دادا یحییٰ بن حسن نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے احمد بن سلام نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے جعفر بن ہذیل نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے محمد بن صلت اسدی نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے ربیع بن منذر ثوری نے اپنے والد سے، انہوں نے میرے گمان کے مطابق ابن حنفیہ سے، انہوں نے کہا کہ طلحہ اور علی رضی اللہ عنہما کے درمیان جھگڑا ہوا تو طلحہ نے علی[علیہ السّلام] سے کہا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ان کے نام اور کنیت دونوں سے پکارتے ہو حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی اُمّت کو ان دونوں کو جمع کرنے سے روکا ہے، اور کسی کو بھی اس کی اجازت نہیں دی، تو علی[علیہ السّلام] نے فرمایا کہ جرأت تو وہ ہے جو شخص اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خلاف کرتا ہے۔ اے فلاں میرے پاس فلاں اور فلاں کو بلاؤ تو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں سے چند لوگ آئے جو قریشی تھے۔ ان سب نے گواہی دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے علی[علیہ السّلام] کو اس بات کی رخصت دے رکھی ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اسم اور کنیت کو جمع کریں اور باقی اُمّت پر اس کو حرام قرار دیا ہے۔

حضرت علی علیہ السّلام، جبرائیل علیہ السّلام اور جنگ احد

۲/۷ [أسد الغابة] أنبأنا أبو أحمد عبد الوهاب بن علي الأمين أنبأنا أبو الفتح محمد بن عبد الباقي بن أحمد بن سليمان أنبأنا أبو الفضل أحمد بن الحسن بن صرون وأبو طاهر أحمد بن الحسن بن أحمد الباقلاني كلاهما اجازة قالا أنبأنا أبو الحسن بن أحمد بن شاذان قال قرئ على أبي محمد الحسن بن محمد بن يحيى بن الحسن ابن جعفر بن عبيد الله بن الحسين بن علي بن الحسين بن علي بن أبي طالب قال جدي أبو الحسين يحيى بن الحسن بن جعفر قال كتب إلي محمد بن علي

---

۱ معرفة علوم الحديث ـــ ص۱۹۰

ومحمد بن يحيى يخبراني عن محمد بن الجيد حدثنا حصين بن جنادة عن يحيى بن سعيد عن سعيد ابن المسيب قال لقد أصابت عليا يوم أحد ست عشرة ضربة كل ضربة تلزمه الأرض فما كان يرفعه الا جبريل عليه السلام.[۱]

خبر دی ہمیں ابو احمد عبد الوہاب بن علی الامین نے، (انہوں نے کہا) خبر دی ہمیں ابو الفتح محمد بن عبد الباقی بن احمد بن سلیمان نے، (انہوں نے کہا) خبر دی ہمیں ابو الفضل احمد بن حسن بن حسن بن صرون اور ابو طاہر احمد بن حسن بن احمد باقلانی نے، ان دونوں نے کہا خبر دی ہمیں ابو حسن بن احمد بن شاذان نے، انہوں نے کہا کہ اس حدیث کو ابی محمد حسن بن محمد بن یحییٰ بن حسن بن جعفر بن عبید اللہ بن حسین بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کے سامنے پڑھا گیا، انہوں نے کہا کہ میرے دادا ابو حسین یحییٰ بن حسن بن جعفر نے کہا کہ مجھے محمد بن علی اور محمد بن یحییٰ نے محمد بن جید سے خبر دی، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے حصین بن جنادہ نے یحییٰ بن سعید سے، انہوں نے سعید ابن مسیب سے، انہوں نے کہا جنگ احد کے دن علی [علیہ السّلام] کو سولہ ضربیں ایسی لگیں کہ جن میں سے ہر ضرب انہیں زمین پر گرا دیتی لیکن جبرائیل علیہ السّلام کے علاوہ ہر بار انہیں کوئی نہیں اٹھاتا تھا۔

حضرت علی علیہ السّلام کا طرز زندگی

۲/۸ [الإرشاد] أخبرني أبو محمد الحسن بن محمد بن يحيى قال: حدثني جدي قال: حدثني أبو محمد الأنصاري قال: حدثني محمد بن ميمون البزاز قال: حدثنا الحسين بن علوان، عن أبي علي زياد بن رستم، عن سعيد ابن كلثوم قال: كنت عند الصادق جعفر بن محمد عليهما السلام فذكر أمير المؤمنين علي بن أبي طالب عليه السلام فأطراه ومدحه بما هو أهله. ثم قال: "والله ما أكل علي بن أبي طالب عليه السلام من الدنيا حراما قط حتى مضى لسبيله، وما عرض له أمران قط هما لله رضى إلا

---

۱ اسد الغابة فی معرفة الصحابة — الشیخ العلامة عزالدین ابی الحسن علی بن ابی الکرم محمد بن محمد بن عبدالکریم بن عبدالواحد الشیبانی المعروف بابن الاثیر — المتوفی ۶۳۰ھ — ج ۴ — ص ۲۰ — انتشارات اسماعیلیان — تہران

أخذ بأشدهما عليه في دينه، وما نزلت برسول الله صلى الله عليه وآله نازلة إلا دعاه فقدمه ثقة به، وما أطاق عمل رسول الله من هذه الأمة غيره، وإن كان ليعمل عمل رجل كأن وجهه بين الجنة والنار، يرجو ثواب هذه ويخاف عقاب هذه، ولقد أعتق من ماله ألف مملوك في طلب وجه الله والنجاة من النار مما كد بيديه ورشح منه جبينه، وإن كان ليقوت أهله بالزيت والخل والعجوة، وما كان لباسه إلا الكرابيس، إذا فضل شئ عن يده من كمه دعا بالجلم فقصه، وما أشبهه من ولده ولا أهل بيته أحد أقرب شبها به في لباسه وفقهه من علي بن الحسين عليهما السلام. ولقد دخل أبو جعفر ابنه عليهما السلام عليه فإذا هو قد بلغ من العبادة ما لم يبلغه أحد، فرآه قد اصفر لونه من السهر، ورمصت عيناه من البكاء، ودبرت جبهته وانخرم أنفه من السجود، وورمت ساقاه وقدماه من القيام في الصلاة، فقال أبو جعفر عليه السلام: "فلم أملك حين رأيته بتلك الحال البكاء، فبكيت رحمة له، وإذا هو يفكر، فالتفت إلي بعد هنيهة من دخولي فقال: يا بني، أعطني بعض تلك الصحف التي فيها عبادة علي بن أبي طالب عليه السلام، فأعطيته، فقرأ فيها شيئا يسيرا ثم تركها من يده تضجرا وقال: من يقوى على عبادة علي عليه السلام؟!". [1]

خبر دی مجھے ابو محمد حسن بن محمد بن یحییٰ نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے میرے دادا نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے ابو محمد انصاری نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے محمد بن میمون بزاز نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے حسین بن علوان نے، انہوں نے ابی علی زیاد بن رستم سے، انہوں نے سعید ابنِ کلثوم سے، انہوں نے کہا: میں صادق جعفر بن محمد علیہما السّلام کے پاس موجود تھا۔ آپ علیہ السّلام نے امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السّلام کا ذکر کر کے ان کی بہترین تعریف و مدح کی جس کے وہ اہل تھے۔ پھر آپ علیہ السّلام نے فرمایا کہ علی بن ابی طالب علیہ السّلام نے کبھی دنیا کے حرام میں سے کچھ نہیں کھایا یہاں تک کہ اس دنیا سے چل بسے اور آپ علیہ السّلام کے سامنے دو چیزیں پیش نہیں ہوئیں کہ جن دونوں میں اللہ کی رضا تھی مگر آپ علیہ السّلام نے ان دو میں سے اسے اختیار و منتخب کیا جسے اپنے دین کے لحاظ سے سخت و دشوار پایا اور (ایسے ہی) رسول

---

۱ الارشاد ـــ ج ۲ ـــ ص ۱۴۱ ـ ۱۴۲

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر جب کوئی مصیبت نازل ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ علیہ السّلام کو بلاتے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو آپ علیہ السّلام پر وثوق واطمینان تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جیسا عمل کرنے کی طاقت بھی آپ علیہ السّلام کے علاوہ کسی میں نہیں تھی۔ آپ علیہ السّلام کی نصیحت تھی کہ انسان کو ایسے شخص جیسا عمل کرنا چاہیے جو اپنے آپ کو جنّت و جہنّم کے درمیان یُوں پاتا ہو کہ امید ثواب کے ساتھ ساتھ خوف عقاب بھی رکھتا ہو۔ آپ علیہ السّلام نے اپنے ذاتی مال سے جس میں آپ علیہ السّلام کے دونوں ہاتھوں کی محنت اور پیشانی کا پسینہ شامل تھا ایک ہزار غلام رضا الٰہی کے لیے اور آتش جہنّم سے نجات کی خاطر آزاد کیے۔ آپ علیہ السّلام اپنے گھر والوں کو زیتون و سرکہ اور عجوہ (عمدہ کھجوریں) کھلاتے تھے۔ آپ علیہ السّلام کا اپنا لباس کھدر کا ہوتا۔ اگر آپ علیہ السّلام کی آستین لمبی ہوتی تو قینچی منگوا کر کاٹ دیتے۔ آپ علیہ السّلام کی اولاد و اہلبیت میں لباس اور دین شناسی و دین فہمی میں علی بن حسین (علیہما السّلام) سے زیادہ قریب ترین مشابہ اور کوئی نہ تھا۔ ایک دفعہ آپ علیہ السّلام کے صاحب زادے ابو جعفر علیہ السّلام آپ علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ علیہ السّلام اس منزل پر پہنچے ہوئے تھے جہاں کوئی نہیں پہنچا۔ پس آپ علیہ السّلام نے دیکھا کہ بیدار رہنے کی وجہ سے آپ علیہ السّلام کا رنگ زرد ہو چکا ہے اور رو رو کر آنکھیں علیل ہو چکی ہیں، پیشانی زخمی اور آپ علیہ السّلام کی ناک سجدہ کرنے سے چھد چکی ہے۔ اور پنڈلیوں اور قدموں پر نماز میں قیام کر کے ورم آ گیا ہے تو جناب ابو جعفر علیہ السّلام فرماتے ہیں آپ علیہ السّلام کی یہ حالت دیکھی تو میں اپنے گریہ کو ضبط نہ کر سکا اور آپ علیہ السّلام پر رحم کھاتے ہوئے رو پڑا۔ یک لخت آپ علیہ السّلام کسی سوچ میں پڑ گئے، پھر آپ علیہ السّلام کی بارگاہ میں میرے داخلے کے کچھ دیر بعد میری طرف ملتفت ہوئے اور کہا بیٹا ذرا مجھے ان صحائف و کتب میں سے وہ دینا جس میں حضرت علی بن ابی طالب علیہ السّلام کی عبادت کا تذکرہ ہے۔ میں نے آپ علیہ السّلام کو دیا تو آپ علیہ السّلام نے اس میں سے تھوڑا سا پڑھا۔ پھر اس کو بیقراری سے رکھ دیا اور فرمایا: کس میں قوّت وطاقت ہے کہ وہ علی علیہ السّلام جیسی عبادت کرے۔

شہادت سے پہلے حضرت علی علیہ السّلام کا کھانا کم کر دینا

۲/۹ [أسد الغابة] أنبأنا أبو أحمد عبد الوهاب بن علي الأمين وغير واحد اجازة قالوا أنبأنا أبو الفتح محمد بن عبد الباقي بن أحمد بن سليمان أنبأنا أبو الفضل بن

خيرون وأبو طاهر أحمد بن الحسن الباقلاني كلاهما اجازة قالا أنبأنا أبو علي بن شاذان قال قرئ على أبي محمد الحسن بن محمد بن يحيى بن الحسن بن جعفر بن عبيد الله ابن الحسن بن علي بن الحسين بن علي بن أبي طالب قال حدثنا جدي أبو الحسين يحيى ابن الحسن حدثنا سعيد بن نوح حدثنا أبو نعيم الفضل بن دكين حدثنا عبد الجبار ابن العباس عن عثمان بن المغيرة قال لما دخل شهر رمضان جعل علي يتعشى ليلة عند الحسن وليلة عند الحسين وليلة عند عبد الله بن جعفر لا يزيد على ثلاث لقم ويقول يأتي أمر الله وأنا خميص وانما هي ليلة أو ليلتان.[1]

خبر دی ہمیں ابو احمد عبد الوہاب بن علی الامین نے جن کے پاس حدیث بیان کرنے کے ایک سے زیادہ اجازے تھے، انہوں نے کہا خبر دی ہمیں ابو فتح محمد بن عبد الباقی بن احمد بن سلیمان نے، (انہوں نے کہا) خبر دی ہمیں ابو الفضل بن خیرون اور ابو طاہر احمد بن حسن باقلانی نے، ان دونوں نے کہا خبر دی ہمیں ابو علی بن شاذان نے، انہوں نے کہا اس حدیث کو ابی محمد حسن بن محمد بن یحییٰ بن حسن بن جعفر بن عبید اللہ بن حسن [حسین] بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کے سامنے پڑھا گیا، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے میرے دادا ابو الحسین یحییٰ بن حسن نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا ہم سے سعید بن نوح نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا ہم سے ابو نعیم فضل بن دکین نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا ہم سے عبد الجبار بن عباس نے، انہوں نے عثمان بن مغیرہ سے، انہوں نے کہا: جب ماہ رمضان آیا تو علی (علیہ السّلام) ایک رات کا کھانا حسن (علیہ السّلام) کے ہاں، ایک رات حسین (علیہ السّلام) کے ہاں اور ایک رات عبد اللہ بن جعفر (رضی اللہ عنہ) کے ہاں کھاتے تھے۔ آپ تین لقموں سے زیادہ نہ کھاتے اور کہتے (میں چاہتا ہوں کہ) جب امر خدا میرے پاس آئے تو میرا پیٹ خالی ہو اور اس کے بعد ایک یا دو راتیں ہی گزریں (کہ آپ علیہ السّلام کو رات کے آخری حصّہ میں ضرب لگی)۔

علی علیہ السّلام اور ان کے بھائیوں کی عمر میں یکساں فرق

۲/۱۰ [فضائل أمير المؤمنين] ابن عقدة، حدثنا يحيى بن الحسن بن جعفر بن عبيد الله بن الحسين بن علي بن الحسين بن علي بن أبي طالب، قال: حدثنا الحسن

---

۱ اسد الغابة — ج۴ — ص۳۵-۳٦

بن محمد، قال: حدثنا ابن أبي السري، عن هشام بن محمد الكلبي، عن أبيه، عن أبي صالح عن ابن عباس، قال: كان جعفر بن أبي طالب الثالث من ولد أبيه، وكان طالب أكبرهم سناً، ويليه عقيل، ويلي عقيلا جعفر، ويلي جعفرا علي. وكل واحد منهم أكبر من صاحبه بعشر سنين، وعلي أصغرهم سناً.[1]

ابن عقدہ لکھتے ہیں کہ بیان کیا ہم سے یحیٰ بن حسن بن جعفر بن عبید اللہ بن حسین بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے حسن بن محمد نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے ابن ابی السری نے ہشام بن محمد کلبی سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ابی صالح سے، انہوں نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں جعفر بن ابی طالب اپنے والد کے بیٹوں میں تیسرے تھے۔ طالب ان میں بڑے تھے، ان کے بعد عقیل اور عقیل کے بعد جعفر اور جعفر کے بعد علی تھے۔ ان میں ہر ایک اپنے بعد والے سے دس سال بڑا تھا اور علی [علیہ السّلام] ان میں سب سے چھوٹے تھے۔

متقی سردار ہیں

۲/۱۱　[الأمالي الطوسي] أخبرنا محمد بن محمد، قال: حدثنا الشريف أبو عبد الله محمد بن محمد بن طاهر الموسوي (رحمه الله)، قال: أخبرني أبو العباس أحمد بن محمد بن سعيد الهمداني، قال: حدثنا أبو الحسن يحيى بن الحسن بن جعفر بن عبيد الله بن الحسين ابن علي بن الحسين بن علي بن أبي طالب (عليه السلام)، قال: حدثني إسحاق بن موسى، عن أبيه، عن جده، عن محمد بن علي، عن علي بن الحسين، عن الحسين بن علي، عن أمير المؤمنين (عليهم السلام)، قال: قال رسول الله (صلى الله عليه وآله): المتقون سادة، والفقهاء قادة، والجلوس إليهم عبادة.[2]

خبر دی ہمیں محمد بن محمد نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے شریف ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن طاہر

۱　فضائل امیر المومنین (علیہ السّلام) — ابو العباس احمد بن محمد بن سعید الکوفی المعروف بابن عقدۃ الکوفی — ۲۴۹ھ = ۳۳۲ھ — الفصل اوّل — ص ۱۱ — الدلیل — قم المقدسہ — ۱۴۲۱ھ

۲　الامالی الطوسی — المجلس ۸ — حدیث ۴۲/ ۳۹۲ — ص ۲۲۵

موسوی (رحمہ اللہ) نے، انہوں نے کہا خبر دی مجھے ابو عباس احمد بن محمد بن سعید ہمدانی نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے ابو حسن یحییٰ بن حسن بن جعفر بن عبید اللہ بن حسین بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب (علیہم السّلام) نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے اسحاق بن موسیٰ نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ان کے دادا سے، انہوں نے محمد بن علی سے، انہوں نے علی بن حسین سے، انہوں نے حسین بن علی سے، انہوں نے امیر المومنین (علیہم السّلام) سے، آپ علیہ السّلام نے فرمایا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے ارشاد فرمایا: متقی لوگ سردار ہیں اور فقہاء قائدین ہیں اور ان کے پاس بیٹھنا عبادت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی امام حسن علیہ السّلام اور امام حسین علیہ السّلام کے لیے میراث

۲/۱۲　[الخصال] حدثنا الحسن بن محمد بن يحيى العلوي رضي الله عنه قال: حدثني جدي قال: حدثنا الزبير بن أبي بكر قال: حدثني إبراهيم بن حمزة الزبيري، عن إبراهيم ابن علي الرافعي، عن أبيه، عن جدته بنت أبي رافع قالت: أتت فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وآله بابنيها الحسن والحسين عليهما السلام إلى رسول الله صلى الله عليه وآله في شكواه الذي توفي فيه، فقالت: يا رسول الله هذان ابناك فورثهما شيئا قال: أما الحسن فان له هيبتي وسؤددي وأما الحسين فان له جرأتي وجودي.[1]

بیان کیا ہم سے حسن بن محمد بن یحییٰ علوی رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے میرے دادا نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے زبیر بن ابی بکر نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے ابراہیم بن حمزہ زبیری نے، انہوں نے ابراہیم ابن علی رافعی سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے اپنی دادی بنت ابی رافع سے، انہوں نے کہا: فاطمہ علیہا السّلام دختر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے بیٹوں حسن اور حسین علیہما السّلام کو

۱　الخصال ـــ الشيخ الجليل الاقدم الصدوق ابی جعفر محمد بن علی بن الحسين بن بابويه القمی ـــ المتوفی ۳۸۱ھ ـــ باب الاثنين معرفة التوحيد بخصلتين ـــ حديث ۱۲۲ ـــ ص ۷۷ ـــ جماعة المدرسين فی الحوزة العلمية ـــ قم المقدسہ

لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس تشریف لائیں، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مرض الموت میں مبتلا تھے۔ انہوں (حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا) نے کہا: یارسول اللہ[صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم] یہ دونوں آپ کے فرزند ہیں، ان کو کوئی چیز میراث میں عطا فرمایئے۔ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے) فرمایا: میں نے اپنی ہیبت اور سیادت حسن[علیہ السّلام] کو عطا کی ہے اور اپنی جرأت اور سخاوت حسین [علیہ السّلام] کو عطا کی ہے۔

امام حسن علیہ السّلام اور امام حسین علیہ السّلام کے نام

۲/۱۳ [علل الشرايع] حدثنا الحسن بن محمد بن يحيى العلوي رحمه الله قال: حدثني جدي قال حدثنا داود بن القاسم قال أخبرنا عيسى قال: أخبرنا يوسف بن يعقوب قال حدثنا ابن عيينة عن عمرو بن دينار عن عكرمة قال: لما ولدت فاطمة عليهما السلام الحسن جاءت به إلى النبي فسماه حسنا فلما ولدت الحسين جاءت به إليه فقالت يا رسول الله هذا أحسن من هذا فسماه حسينا. [1]

بیان کیا ہم سے حسن بن محمد بن یحییٰ علوی رحمہ اللہ نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے میرے دادا نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے داؤد بن قاسم نے، انہوں نے کہا خبر دی ہمیں عیسیٰ نے، انہوں نے کہا خبر دی ہمیں یوسف بن یعقوب نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے ابن عیینہ نے، انہوں نے عمرو بن دینار سے، انہوں نے عکرمہ سے، انہوں نے کہا کہ جب حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے ہاں حسن علیہ السّلام پیدا ہوئے تو انہیں نبی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کا نام حسن رکھا۔ پھر جب حسین علیہ السّلام پیدا ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے فرمایا: حسن سے بھی زیادہ حسین ہیں اور ان کا نام حسین رکھا۔

اللہ کی طرف سے امام حسین علیہ السّلام کے قتل کا بدلہ

۲/۱۴ [المستدرك] (حدثنا) أبو بكر محمد بن عبد الله الشافعي من أصل كتابه ثنا

---

۱ علل الشرائع۔۔باب ۱۱۶۔۔حدیث ۱۰۔۔ج ۱۔۔ص ۱۳۹

محمد بن شداد المسمعي ثنا أبو نعيم (وحدثني) أبو محمد الحسن بن محمد السبيعي الحافظ ثنا عبد الله بن محمد بن ناجية ثنا حميد بن الربيع ثنا أبو نعيم (وأخبرنا) أبو محمد الحسن ابن محمد بن يحيى ابن أخي طاهر العقيقي العلوي في كتاب النسب ثنا جدي ثنا محمد بن يزيد الآدمي ثنا أبو نعيم (وأخبرني) أبو سعيد أحمد بن محمد بن عمرو الأخمسي من كتاب التاريخ ثنا الحسين بن حميد بن الربيع ثنا الحسين ابن عمرو العنقزي والقاسم بن دينار (قالا) ثنا أبو نعيم (وأخبرنا) أحمد بن كامل القاضي حدثني يوسف بن سهل التمار ثنا القاسم بن إسماعيل العزرمي ثنا أبو نعيم (وأخبرنا) أحمد بن كامل القاضي ثنا عبد الله بن إبراهيم البزار ثنا كثير بن محمد أبو انس الكوفي ثنا أبو نعيم ثنا عبد الله بن حبيب بن أبي ثابت عن أبيه عن سعيد بن جبير عن ابن عباس رضي الله عنهما قال أوحى الله تعالى إلى محمد صلى الله عليه وآله اني قتلت بيحيى بن زكريا سبعين ألفا واني قاتل بابن ابنتك سبعين ألفا وسبعين ألفا.[1]

(بیان کیا ہم سے) ابو بکر محمد بن عبد اللہ شافعی نے اپنی اصل کتاب سے، (انہوں نے کہا) بیان کیا ہم سے محمد بن شداد مسمعی نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا ہم سے ابو نعیم نے

(اور بیان کیا مجھ سے) ابو محمد حسن بن محمد سبیعی حافظ نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا ہم سے عبد اللہ بن محمد بن ناجیہ نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا ہم سے حمید بن ربیع نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا ہم سے ابو نعیم نے

(اور خبر دی ہمیں) ابو محمد حسن ابن محمد بن یحیٰ ابن اخی طاہر عقیقی علوی نے کتاب نسب میں سے، (انہوں نے کہا) بیان کیا ہم سے میرے دادا نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا ہم سے محمد بن یزید ادمی نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا ہم سے ابو نعیم نے

(اور خبر دی مجھے) ابو سعید احمد بن محمد بن عمرو احمسی نے کتاب تاریخ میں سے، (انہوں نے کہا) بیان کیا ہم سے حسین بن حمید بن ربیع نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا ہم سے حسین ابن عمرو عنقزی اور قاسم بن دینار نے، (ان دونوں نے کہا) بیان کیا ہم سے ابو نعیم نے

---

۱ المستدرک علی الصحیحین ــ ج۳ ــ ص۱۷۸

(اور خبر دی ہمیں) احمد بن کامل قاضی نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا مجھ سے یوسف بن سہل تمار نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا ہم سے قاسم بن اسماعیل عزرمی نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا ہم سے ابو نعیم نے

(اور خبر دی ہمیں) احمد بن کامل قاضی نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا ہم سے عبد اللہ بن ابراہیم بزار نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا ہم سے کثیر بن محمد ابو انس کوفی نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا ہم سے ابو نعیم نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا ہم سے عبد اللہ بن حبیب بن ابی ثابت نے اپنے والد سے، انہوں نے سعید بن جبیر سے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف وحی کی کہ میں نے یحییٰ بن زکریا کے بدلے ستر ہزار کو قتل کیا اور میں تمہاری بیٹی کے بیٹے کے بدلے ستر ہزار اور ستر ہزار کو قتل کروں گا۔

علی بن حسین علیہما السّلام کے ساتھ بیٹھنے کا فائدہ

۲/۱۵ [الإرشاد] أخبرني أبو محمد الحسن بن محمد بن يحيى قال: حدثنا جدي قال: حدثني إدريس بن محمد بن يحيى بن عبد الله بن حسن بن حسن بن حسن، وأحمد بن عبد الله بن موسى، وإسماعيل بن يعقوب جميعا قالوا: حدثنا عبد الله بن موسى، عن أبيه، عن جده قال: كانت أمي فاطمة بنت الحسين عليه السلام تأمرني أن أجلس إلى خالي علي بن الحسين عليهما السلام، فما جلست إليه قط إلا قمت بخير قد أفدته: إما خشية لله تحدث في قلبي لما أرى من خشيته لله تعالى، أو علم، قد استفدته منه.[1]

خبر دی مجھے ابو محمد حسن بن محمد بن یحییٰ نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے میرے دادا نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے ادریس بن محمد بن یحییٰ بن عبد اللہ بن حسن بن حسن بن حسن اور احمد بن عبد اللہ بن موسیٰ اور اسماعیل بن یعقوب نے، ان سب نے کہا بیان کیا ہم سے عبد اللہ بن موسیٰ نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ان کے دادا سے، انہوں نے فرمایا: میری والدہ فاطمہ بنت حسین علیہ السّلام مجھے حکم دیتی تھیں کہ میں اپنے ماموں علی بن حسین علیہما السّلام کے پاس جا کر بیٹھا کروں۔ پس جب بھی میں ان کے پاس گیا ایسی

---

۱ الارشاد ــــ ج۲ ــــ ص۱۴۰

بھلائی لے کر اٹھا جس نے مجھے فائدہ ہی دیا۔ آپ علیہ السّلام کا خوفِ خدا میرے دِل پر بھی اثر انداز ہوا۔ میں نے جب بھی آپ علیہ السّلام کا خوفِ خدا یا عِلم دیکھا اس سے میں نے فائدہ حاصل کیا۔

علی بن حسین علیہما السّلام کو تسلی

۲/۱۶ [التوحيد] حدثنا أبو محمد الحسن بن محمد بن يحيى بن الحسن بن جعفر بن عبيد الله ابن الحسين بن علي بن الحسين بن علي بن أبي طالب عليهم السلام، قال: حدثني جدي يحيى بن الحسن، قال: حدثنا يعقوب بن يزيد، قال: حدثني ابن أبي عمير و عبد الله بن المغيرة، عن أبي حفص الأعشى، عن أبي حمزة، عن علي بن الحسين عليهما السلام، قال: خرجت حتى انتهيت إلى هذا الحائط فاتكيت عليه، فإذا رجل عليه ثوبان أبيضان ينظر في وجهي، ثم قال لي: يا علي بن الحسين ما لي أراك كئيبا حزينا، أعلى الدنيا حزنك؟ فرزق الله حاضر للبر والفاجر، فقلت: ما على هذا أحزن وإنه لكما تقول، قال: أفعلى الآخرة حزنك؟ فهو وعد صادق يحكم فيه ملك قاهر، قلت: ما على هذا أحزن وإنه لكما تقول: قال: فعلى ما حزنك؟ فقلت: أنا أتخوف من فتنة ابن الزبير فضحك، ثم قال: يا علي بن الحسين هل رأيت أحدا خاف الله تعالى فلم ينجه. قلت: لا، قال: يا علي بن الحسين هل رأيت أحدا سأل الله عز وجل فلم يعطه؟ قلت: لا، قال عليه السلام: ثم نظرت فإذا ليس قدامي أحد.[1]

بیان کیا ہم سے ابو محمد حسن بن محمد بن یحییٰ بن حسن بن جعفر بن عبید اللہ ابن حسین بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السّلام نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے میرے دادا یحییٰ بن حسن نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے یعقوب بن یزید نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے ابن ابی عمیر و عبد اللہ بن مغیرہ نے ابی حفص اعشیٰ سے، انہوں نے ابی حمزہ سے، انہوں نے علی بن حسین علیہما السّلام سے، آپ علیہ السّلام نے فرمایا کہ میں چل کر اس دیوار کی حد اختتام تک پہنچا اور اس کا سہارا لیا تو ناگاہ ایک آدمی کو دیکھا جو دو سفید کپڑوں میں

---

۱ التوحید — الشيخ الجليل الاقدم الصدوق ابی جعفر محمد بن علی بن الحسين بن بابويه القمی — المتوفی ۳۸۱ھ — باب ۶۰ — حدیث ۱۷ — ص ۳۷۳۔ ۳۷۴ — منشورات جماعة المدرسين فی الحوزة العلمية — قم المقدسہ

ملبوس میرے چہرے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ وہ مجھ سے کہنے لگا کہ اے علی بن حسین میں آپ کو شکستہ دِل وغمزدہ دیکھ رہا ہوں۔ کیا آپ کا یہ حزن وغم دنیا میں ہے؟ تو اللہ کا رزق ہر نیک وبدکار کے لیے موجود ہے۔ تو میں نے کہا کہ میں اس پر غمزدہ نہیں ہوں مگر یہ غم تمہارے کہنے کے لیے ہے۔ وہ شخص کہنے لگا کیا یہ غم آخرت پر ہے؟ تو وہ سچّا وعدہ ہے جس میں ملک قاہر (اللہ تعالیٰ) حکم جاری فرمائے گا۔ میں نے کہا مجھے اس پر بھی حزن وملال نہیں ہے یہ تو تمہارے قول کے مطابق ہے۔ وہ شخص کہنے لگا پھر آپ کا یہ رنج کس چیز پر ہے؟ تو میں نے کہا کہ میں ابن زبیر کے فتنہ سے ڈر رہا ہوں۔ تو وہ ہنسنے لگا پھر کہنے لگا کہ اے علی بن حسین کیا آپ نے کسی شخص کو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوا پایا ہو اور اس نے اس کو نجات نہ دی ہو؟ میں نے کہا نہیں۔ وہ کہنے لگا کہ اے علی بن حسین کیا آپ نے کسی کو اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہوئے دیکھا ہو اور اس نے اس کو عطا نہ کیا ہو؟ میں نے کہا نہیں۔ آپ علیہ السّلام نے فرمایا جب میں نے دوبارہ دیکھا تو میرے سامنے کوئی بھی موجود نہیں تھا۔

علی بن حسین علیہما السّلام کی شان میں فرزدق کے چند اشعار

۲/۱۷　[تاريخ مدينة دمشق] أخبرنا أبو القاسم علي بن إبراهيم أنا أبو بكر أحمد بن علي بن ثابت أنا الحسن بن أبي بكر بن شاذان أنا الحسن بن محمد بن يحيى العلوي حدثني جدي وهو يحيى بن الحسن الحسني حدثني أبو علي حسين بن محمد بن طالب حدثني غير واحد من أهل الأدب أن علي بن الحسين حج فاستجهز الناس جماله وتشوفوا له وجعلوا يقولون من هذا من هذا فأنشأ الفرزدق يقول

هذا ابن خير عباد الله كلهم　*　هذا التقي النقي الطاهر العلم
هذا الذي تعرف البطحاء وطأته　*　والبيت يعرفه والحل والحرم
يكاد يمسكه عرفان راحته　*　ركن الحطيم إذا ما جاء يستلم
يغضي حياء ويغضى من مهابته　*　فما يكلم إلا حين يبتسم
أبي الفضائل ليست في رقابهم　*　لأولية هذا أوله نعم
من يشكر الله يشكر أولية ذا　*　فالدين من بيت هذا ناله الأمم

إذا رأته قريش قال قائلها * إلى مكارم هذا ينتهي الكرم[1]

خبر دی ہمیں ابو قاسم علی بن ابراہیم نے، (انہوں نے کہا) خبر دی ہمیں ابو بکر احمد بن علی بن ثابت نے، (انہوں نے کہا) خبر دی ہمیں حسن بن ابی بکر بن شاذان نے، (انہوں نے کہا) خبر دی ہمیں حسن بن محمد بن یحییٰ علوی نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا مجھ سے میرے دادا نے اور وہ یحییٰ بن حسن حسنی ہیں، (انہوں نے کہا) بیان کیا مجھ سے ابو علی حسین بن محمد بن طالب نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا مجھ سے کئی ادیبوں نے کہ علی بن حسین (علیہما السّلام) نے حج کیا تو سب ان کی طرف دیکھنے لگے۔ لوگوں نے ان کی سواری کو راستہ دیا اور وہ کہتے تھے کہ یہ شخص کون ہے، اور کس کا فرزند ہے، تو اسی اثنا میں فرزدق نے یہ قصیدہ کہا:

یہ تمام خلقت میں سے افضل البشر کا فرزند ہے

یہ علمی پاکیزگی، تقویٰ وطہارت ہے

یہ وہ ہے جس کے قدموں کی سرزمین کی بطحاء، بیت الحرام اور حل و حرم معرفت رکھتے ہیں

جس وقت وہ استلام کے لیے آئے تو رکن حطیم ان کی ہتھیلی کو پہچان کر پکڑنے ہی والا تھا

انہوں نے حیاء سے نگاہیں پست کی ہوئی تھیں اور وہ ان کی ہیبت سے جھکا جا رہا تھا

پس یہ جب بھی گفتگو کرتے ہیں تو تبسم کے ساتھ کرتے ہیں، یہ فضائل کے باپ ہیں اور ان کی گردن پر کسی کا کوئی احسان نہیں

اور یہی اولین نعمت ہیں، پس جو اللہ کا شکر کرتا ہے، وہ ان کی اوّلیت کا شکر کرتا ہے

پس دین ان کے گھر سے امتوں تک پہنچا ہے، جب قریش انہیں دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں

---

۱ تاریخ مدینة دمشق ــــ ج ۴۱ ــــ ص ۳۹۹۔ ۴۰۰

ان کے مکارم پر کرم کی انتہا ہے۔

علی بن حسین علیہما السّلام کا غصہ پر ضبط، در گزر اور احسان

۲/۱۸ [الأمالي الصدوق] حدثنا الحسن بن محمد بن يحيى بن الحسن بن جعفر بن عبيد الله ابن الحسين بن علي بن الحسين بن علي بن أبي طالب، قال: حدثني يحيى بن الحسين بن جعفر، قال: حدثني شيخ من أهل اليمن يقال له عبد الله بن محمد، قال: سمعت عبد الرزاق يقول: جعلت جارية لعلي بن الحسين (عليهما السلام) تسكب الماء عليه وهو يتوضأ للصلاة، فسقط الإبريق من يد الجارية على وجهه فشجه، فرفع علي ابن الحسين (عليهما السلام) رأسه إليها، فقالت الجارية: إن الله عز وجل يقول: (والكاظمين الغيظ). فقال لها: قد كظمت غيظي، قالت: (والعافين عن الناس). قال: قد عفا الله عنك. قالت: (والله يحب المحسنين). قال: اذهبي فأنت حرة.[1]

بیان کیا ہم سے حسن بن محمد بن یحییٰ بن حسن بن جعفر بن عبید اللہ ابن حسین بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے یحییٰ بن حسین [حسن] بن جعفر نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے اہل یمن میں سے ایک شیخ نے جنہیں عبد اللہ بن محمد کہا جاتا ہے، انہوں نے کہا کہ میں نے عبد الرزاق کو کہتے ہوئے سنا کہ ایک کنیز علی بن حسین (علیہما السّلام) کے ہاتھوں پر پانی ڈال رہی تھی تا کہ آپ وضو کریں۔ اس کنیز کے ہاتھوں سے وہ پانی والا برتن گر گیا اور آپ علیہ السّلام اس کی وجہ سے زخمی ہو گئے۔ علی بن حسین (علیہما السّلام) نے اس کی طرف دیکھا تو وہ کنیز بولی بیشک اللہ عزوجل نے فرمایا: (وہ لوگ جو اپنے غصہ کو ضبط کر لیتے ہیں)، آپ علیہ السّلام نے فرمایا میں نے اپنا غصہ ضبط کر لیا، پھر وہ کنیز بولی (وہ لوگ جو لوگوں سے در گزر فرماتے ہیں)، آپ علیہ السّلام نے فرمایا: میں نے خدا کے لیے تجھے معاف کر دیا، پھر وہ کنیز بولی (خدا احسان کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے)، آپ علیہ السّلام نے فرمایا جاؤ تم آزاد ہو۔

---

۱ الامالی الصدوق — المجلس ۳۶ — حدیث ۱۵ / ۲۹۶ — ص ۲۶۸-۲۶۹

لوگ تین مواقع پر ذلیل ہوئے

۲/۱۹ [الخصال] حدثنا الحسن بن محمد بن يحيى العلوي رضي الله عنه قال: حدثني جدي قال: حدثنا داود قال: حدثنا عيسى بن عبد الرحمن بن صالح قال: حدثنا أبو مالك الجنبي عن عمر بن بشر الهمداني قال: قلت لأبي إسحاق: متى ذل الناس قال: حين قتل الحسين بن علي عليهما السلام، وادعي زياد، وقتل حجر بن عدي.[1]

بیان کیا ہم سے حسن بن محمد بن یحیٰی علوی رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے میرے دادا نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے داؤد نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے عیسیٰ بن عبد الرحمٰن بن صالح نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے ابومالک جنبی نے عمر بن بشر ہمدانی سے، انہوں نے کہا میں نے ابو اسحاق سے پوچھا کہ لوگ کب ذلیل ہوئے؟ انہوں نے کہا جب حسین بن علی علیہما السّلام کو قتل کیا گیا، اور زیاد کو غیر باپ سے منسوب کیا گیا، اور حجر بن عدی کو قتل کیا گیا۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام کی سخاوت

۲/۲۰ [الإرشاد] أخبرني الشريف أبو محمد الحسن بن محمد بن يحيى، قال: حدثنا جدي يحيى بن الحسن بن جعفر، قال: حدثنا إسماعيل بن يعقوب، قال: حدثنا محمد بن عبد الله البكري، قال: قدمت المدينة أطلب بها دينا فأعياني، فقلت: لو ذهبت إلى أبي الحسن موسى عليه السلام فشكوت إليه، فأتيته بنقمي في ضيعته، فخرج إلي ومعه غلام معه منشف فيه قديد مجزع، ليس معه غيره، فأكل وأكلت معه، ثم سألني عن حاجتي، فذكرت له قصتي، فدخل ولم يقم إلا يسيرا حتى خرج إلي، فقال لغلامه: "اذهب" ثم مد يده إلي فدفع إلي صرة فيها ثلاثمائة دينار، ثم قام فولى، فقمت وركبت دابتي وانصرفت.[2]

خبر دی مجھے شریف ابو محمد حسن بن محمد بن یحیٰی نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے میرے دادا یحیٰی

---

۱ الخصال — باب ۳ — حدیث ۲۴۸ — ص ۱۸۱

۲ الارشاد — ج ۲ — ص ۲۳۲

بن حسن بن جعفر نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے اسماعیل بن یعقوب نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے محمد بن عبد اللہ البکری نے، انہوں نے کہا میں مدینہ میں قرض لینے کی تلاش میں آیا تو اس نے مجھے عاجز کر دیا (یعنی قرض کہیں سے نہ ملا)۔ پس میں نے دِل میں کہا اگر ابو الحسن موسیٰ علیہ السّلام کے پاس جاؤں (تو بہتر ہے) تاکہ ان سے شکایت کروں۔ پس میں ان کے پاس ان کی زیر کاشت زمین والی جگہ پر گیا۔ پس آپ علیہ السّلام میری طرف تشریف لائے اور آپ علیہ السّلام کے ساتھ ایک غلام تھا اور اس کے پاس ایک رومال میں خشک گوشت کے ٹکڑے تھے اور آپ علیہ السّلام کے ساتھ اور کوئی نہ تھا۔ پس آپ علیہ السّلام اور میں نے مل کر وہ گوشت کھایا۔ پھر آپ علیہ السّلام نے مجھ سے میری حاجت کے متعلق سوال کیا تو میں نے آپ علیہ السّلام سے اپنا واقعہ بیان کیا۔ پس آپ علیہ السّلام اندر چلے گئے اور تھوڑی دیر بعد باہر آئے اور اپنے غلام سے کہا تم چلے جاؤ۔ پھر آپ علیہ السّلام نے میری طرف ہاتھ بڑھایا اور مجھے ایک تھیلی دی جس میں تین سو دینار تھے۔ اس کے بعد آپ علیہ السّلام اٹھ کھڑے ہوئے اور واپس چلے گئے اور میں بھی وہاں سے اٹھا اور اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر واپس آ گیا۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام کی عبادت

۲/۲۱　[تاريخ بغداد] أخبرنا الحسن بن أبي بكر، أخبرنا الحسن بن محمد بن يحيى العلوي، حدثني جدي قال: كان موسى بن جعفر يدعى العبد الصالح من عبادته واجتهاده. روى أصحابنا أنه دخل مسجد رسول الله صلى الله عليه وسلم فسجد سجدة في أول الليل، وسمع وهو يقول في سجوده: عظيم الذنب عندي فليحسن العفو عندك. يا أهل التقوى ويا أهل المغفرة. فجعل يرددها حتى أصبح، وكان سخيا كريما، وكان يبلغه عن الرجل أنه يؤذيه فيبعث إليه بصرة فيها ألف دينار، وكان يصر الصرر ثلاثمائة دينار، وأربعمائة دينار، ومائتي دينار، ثم يقسمها بالمدينة. وكان مثل صرر موسى بن جعفر إذا جاءت الإنسان الصرة فقد استغنى.[1]

خبر دی ہمیں حسن بن ابی بکر نے، (انہوں نے کہا) خبر دی ہمیں حسن بن محمد بن یحییٰ علوی نے، (انہوں نے کہا)

۱　تاريخ بغداد ـــ ج ۱۳ ـــ ص ۲۹

بیان کیا مجھ سے میرے دادا نے، وہ کہتے ہیں کہ موسیٰ بن جعفر کو ان کی عبادت اور اجتہاد کی وجہ سے عبد صالح کہتے تھے۔ ہمارے اصحاب نے بیان کیا کہ وہ مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں داخل ہوئے۔ رات کے شروع میں سجدہ میں گئے، اور سنا تو وہ سجدہ میں کہہ رہے تھے: میرا گناہ بہت بڑا ہے تو تیرا عفو بھی بڑا ہونا چاہیے۔ اے ڈرنے کے لائق اور اے بخشش کے مالک۔ اسے بار بار دہرایا یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ وہ سخی اور کریم تھے۔ اور خبر ملی ہے ایک شخص سے کہ وہ ان کو ایذاء پہنچاتا تھا، وہ اس کی طرف ایک تھیلی بھیجا کرتے جس میں ہزار دینار ہوتے۔ اور وہ تھیلیاں بندھواتے جن میں تین سو دینار، اور چار سو دینار، اور دو سو دینار ہوتے پھر انہیں مدینہ میں تقسیم کر دیتے۔ موسیٰ بن جعفر کی تھیلیوں کی مثل تھی کہ جب ایک انسان کے پاس تھیلی پہنچتی تو وہ مستغنی ہو جاتا۔

عبیداللہ بن حسین علوی نصیبی

عبیداللہ بن حسین بن ابراہیم بن علی بن عبیداللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ نے بغداد میں احادیث بیان کیں۔ وہ ابواحمد علوی نصیبی کے نام سے مشہور تھے۔ انہوں نے اپنے دادا ابراہیم بن علی، محمد بن علی بن حمزہ علوی عباسی اور محمد بن احمد بن عیسیٰ بن زید سے احادیث بیان کیں۔ ان سے ابومفضل شیبانی نے روایت کی اور انہیں شریف اور صالح قرار دیا۔ ابومفضل نے ذکر کیا ہے کہ اس نے ان سے بغداد میں سنا۔[1]

شیخ طوسی نے اپنی امالی میں عبیداللہ بن حسین بن ابراہیم کی بیان کردہ احادیث شامل کیں۔ ان احادیث کو انہوں نے اپنے والد، دادا اور دوسرے لوگوں سے بیان کیا۔ ان سے ان احادیث کو ابومفضل نے روایت کیا۔[2]

۱ تاریخ بغداد ــــ ج ۱۰ ــــ ص ۳۴۶

۲ مستدرکات علم رجال الحدیث ــــ ج ۵ ــــ ص ۱۸۰۔۱۸۱

مــرض گناہوں کو مٹاتا ہے

۳/۲۲　[الأمالي الطوسي] وعنه (الشيخ أبو جعفر محمد بن الحسن بن علي الطوسي قدس الله روحه)، قال: أخبرنا جماعة، عن أبي المفضل، قال: حدثنا أبو أحمد عبيد الله بن الحسين بن إبراهيم العلوي النصيبي، قال: حدثنا أبي، قال: حدثنا عبد العظيم بن عبد الله الحسني بالري، قال: حدثنا أبو جعفر محمد بن علي بن موسى الرضا، عن أبيه، عن آبائه، عن علي بن الحسين، عن الحسين بن علي، عن أمير المؤمنين (عليهم السلام)، أنه قال: المرض لا أجر فيه، ولكنه لا يدع على العبد ذنباً إلا حطه، وإنما الاجر في القول باللسان والعمل بالجوارح، وإن الله بكرمه وفضله يدخل العبد بصدق النية والسريرة الصالحة الجنة.[1]

شیخ طوسی کہتے ہیں خبر دی ہمیں ایک جماعت نے ابی مفضل سے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے ابو احمد عبید اللہ بن حسین بن ابراہیم علوی نصیبی نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے میرے والد نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے عبد العظیم بن عبد اللہ حسنی نے رے میں، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے ابو جعفر محمد بن علی بن موسیٰ رضا نے اپنے والد سے، انہوں نے اپنے آباء سے، انہوں نے علی بن حسین سے، انہوں نے حسین بن علی سے، انہوں نے امیر المومنین (علیہم السّلام) سے، آپ علیہ السّلام نے فرمایا: اگر چہ مرض میں بالذات کوئی فائدہ نہیں لیکن مرض بندے کے تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ اور اجر زبان سے بولنے اور ہاتھ پاؤں سے عمل کرنے پر موقوف ہے۔ اور اللہ اپنے فضل اور کرم سے بندے کو محض اس کی نیت کی صداقت اور اس کی باطنی پاکیزگی کی وجہ سے جنّت میں داخل کر دیتا ہے۔

مومن کا گناہ کرنا

۳/۲۳　[الأمالي الطوسي] وعنه (الشيخ أبو جعفر محمد بن الحسن بن علي الطوسي قدس الله روحه)، قال: أخبرنا جماعة، عن أبي المفضل، قال. حدثنا أبو أحمد عبيد الله بن الحسين بن إبراهيم، عن علي بن عبد الله بن الحسين بن علي بن الحسين

۱　الامالی الطوسی ـــ المجلس ۲۷ ـــ حدیث ۲ / ۱۲۴۵ ـــ ص ۶۰۲

بن أمير المؤمنين علي بن أبي طالب (عليهم السلام)، قال: حدثنا علي بن القاسم بن الحسين بن زيد بن علي، عن أبيه القاسم بن الحسين، عن أبيه الحسين بن زيد، عن أبي عبد الله جعفر بن محمد، عن آبائه، عن علي (عليهم السلام)، قال: قال رسول الله (صلى الله عليه وآله): لولا أن الذنب خير للمؤمن من العجب ما خلى الله (عز وجل) بين عبده المؤمن وبين ذنب أبدا.[۱]

شیخ طوسی کہتے ہیں خبر دی ہمیں ایک جماعت نے ابی مفضل سے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے ابو احمد عبید اللہ بن حسین بن ابراہیم نے علی بن عبد اللہ بن حسین بن علی بن حسین بن علی بن امیر المومنین علی بن ابی طالب (علیہم السّلام) سے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے علی بن قاسم بن حسین بن زید بن علی نے اپنے والد قاسم بن حسین سے، انہوں نے اپنے والد حسین بن زید سے، انہوں نے ابی عبد اللہ جعفر بن محمد سے، انہوں نے اپنے آباء سے، انہوں نے علی (علیہم السّلام) سے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: اللہ (عزوجل) جانتا ہے کہ ایک بندہ مومن کے لیے گناہ کرنا (نیکی پر) اترانے سے بہتر ہے۔ (اس لیے وہ کبھی کبھار کوئی گناہ کر لیتا ہے) ورنہ کبھی کوئی مومن کسی گناہ میں مبتلا نہ ہوتا۔

بہتان سے بچنا

۳/۲۴ [تاريخ بغداد] أخبرنا الحسن بن أبي طالب، حدثنا محمد بن عبد الله بن همام أبو المفضل الكوفي حدثنا عبيد الله بن الحسين بن إبراهيم العلوي النصيبي ببغداد حدثني محمد بن أحمد بن عيسى بن زيد بن علي العلوي، حدثني أبي أحمد بن عيسى قال: سمعت عمي الحسين بن زيد يقول: سب رجل عبد الله بن حسن بن حسن فأعرض عنه عبيد الله. فقيل له: لم لا تجيبه؟ قال: لم أعرف مساويه، وكرهت بهته بما ليس فيه.[۲]

خبر دی ہمیں حسن بن ابی طالب نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا ہم سے محمد بن عبد اللہ بن ہمام ابو

---

۱ الامالی الطوسی ـــ المجلس ۲۲ ـــ حدیث ۱۰/ ۱۱۸۴ ـــ ص ۵۷۱-۵۷۲

۲ تاریخ بغداد ـــ ج ۱۰ ـــ ص ۳۴۶

المفضل کوفی نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا ہم سے عبید اللہ بن حسین بن ابراہیم علوی نصیبی نے بغداد میں (انہوں نے کہا) بیان کیا مجھ سے محمد بن احمد بن عیسیٰ بن زید بن علی علوی نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا مجھ سے احمد بن عیسیٰ نے، انہوں نے کہا میں نے اپنے چچا حسین بن زید کو کہتے ہوئے سنا کہ ایک آدمی نے عبد اللہ بن حسن بن حسن کو برا بھلا کہا۔ عبید اللہ نے اس سے منہ پھیر لیا، تو انہیں کہا گیا کہ اسے جواب کیوں نہیں دیا؟ تو فرمایا میں اس کے عیب نہیں جانتا اور میں ناگوار سمجھتا ہوں کہ اسے ایسا بہتان لگاؤں جو اس میں نہ ہو۔

طاہر بن یحییٰ

طاہر بن یحییٰ بن حسن بن جعفر بن عبید اللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو القاسم تھی۔ وہ بڑی شان اور عزّت والے تھے۔ یہاں تک کہ ان کے بھائیوں کے بیٹے طاہر کے بھائیوں کے بیٹے کے طور پر متعارف تھے۔ طاہر بن یحییٰ کی اولاد میں مدینہ کی امارت رہی۔ ان کی نسل بھی کثیر ہے۔[1]

شیخ عباس قمی منتہی الآمال میں سیّد ضامن بن شدقم کے حوالہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ سیّد ابو الحسن طاہر اور خراسان کے ایک شخص کے درمیان محبّت و مودت تھی۔ وہ خراسانی ہر سال حج ادا کرتا۔ جب مدینہ میں حاضر ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ہدیٰ علیہم السّلام کی زیارت کے بعد اس سیّد کی زیارت سے مشرف ہوتا اور دو سو دینار ان کی خدمت میں پیش کرتا۔ اور سیّد معظم کے لیے یہ وظیفہ مقرر ہو چکا تھا۔ یہاں تک کہ بعض معاندین نے اس خراسانی سے کہا تُو اپنے مال کو ضائع اور غیر محل میں صَرف کرتا ہے۔ کیونکہ یہ سیّد غیر اطاعت خدا و رسول میں اسے خرچ کرتا ہے۔ اس خراسانی نے تین سال مسلسل اس وظیفہ کو منقطع کر دیا۔ سیّد بزرگوار اس سے دِل شکستہ ہوا تو اپنے جد بزرگوار کو خواب میں دیکھا کہ اسے فرمارہے ہیں غمگین نہ ہو۔ میں نے اس مرد خراسانی کو حکم دیا ہے کہ وہ ہر سال تجھے وہ وجہ ورقم دے اور جتنے سال کا وظیفہ فوت ہوا ہے وہ بھی دے۔ اور اس خراسانی نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالمِ خواب میں دیکھا

۱　عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب — ص ۳۳۴

کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا: اے شخص تُو نے دشمنوں کی بات میرے بیٹے طاہر کے حق میں قبول کرلی ہے۔ اس کے صلہ کو قطع نہ کر اور اس کا عوض بھی اسے دے جو گزشتہ سالوں میں فوت ہوا ہے۔ وہ شخص بیدار ہوا اور بڑی خوشی و مسرت میں مکّہ مشرف ہوا اور مدینہ میں سیّد کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کے ہاتھ پاؤں کے بوسے لیے اور چھ ہزار دینار اور کچھ تحائف اس سیّد کی خدمت میں پیش کیے۔ سیّد نے فرمایا کہ تُو نے میرے جد امجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تجھے اس کا حکم دیا ہے۔ اس نے کہا جی ہاں۔ پھر سیّد نے اپنا خواب نقل کیا تو اس خراسانی نے دوبارہ ان کے ہاتھ پاؤں کے بوسے لیے اور ان سے معذرت چاہی۔ اور وہ سیّد فرزند ہیں عالم، فاضل، عارف، متقی، زاہد ابو الحسن یحییٰ نسابہ کے کہ جنہوں نے سب سے پہلے نسب آل ابوطالب پر کتاب تالیف کی۔[۱]

طاہر بن یحییٰ نے اپنے والد اور دوسرے لوگوں سے احادیث بیان کیں اور بہت سے لوگوں نے ان سے روایت کی۔[۲] طاہر کے پوتے مسلم بن عبید اللہ بن طاہر بن یحییٰ بن حسن، ابو جعفر علوی حسنی مدنی، نے اپنے دادا طاہر بن یحییٰ، محمد بن ابراہیم الدیلی، ابی بشر الدولابی اور خضر بن داؤد سے سنا۔ زبیر سے انہوں نے کتاب نسب سنی۔ ان سے الدار قطنی نے روایت کی۔ وہ حافظ نبیل تھے۔[۳]

سب سے بڑھ کر تنگدل

۴/۲۵ [معجم ابن المقرئ] حدثنا أبو القاسم طاهر بن يحيى بن الحسين بن جعفر بن عبيد الله بن الحسين بن علي بن الحسين بن علي بن أبي طالب عليهم السلام بمدينة الرسول صلى الله عليه وسلم، ثنا أبي، ثنا هارون الفروي حدثني إسحاق بن محمد الفروي عن إسماعيل بن جعفر بن أبي كثير عن عمارة بن غزية قال: سمعت عبد الله بن علي بن الحسين يحدث عن أبيه عن جده أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: «إن البخيل كل البخل، لمن ذكرت عنده، فلم يصل علي» صلى الله عليه

---

۱ احسن المقال ترجمہ منتهى الآمال — ص ۱۳۴

۲ مستدرکات اعیان الشیعة — حسن الامین — ج ۱ — ص ۶۱ — دار التعارف للمطبوعات — بیروت

۳ تاریخ الاسلام — ج ۲۶ — ص ۴۶۶

وسلم.[1]

بیان کیا ہم سے ابو القاسم طاہر بن یحییٰ بن حسین [حسن] بن جعفر بن عبید اللہ بن حسین بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السّلام نے مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں، (انہوں نے کہا) بیان کیا ہم سے میرے والد نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا ہم سے ہارون فروی نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا مجھ سے اسحاق بن محمد فروی نے اسماعیل بن جعفر بن ابی کثیر سے، انہوں نے عمارہ بن غزیہ سے، وہ کہتے ہیں میں نے عبد اللہ بن علی بن حسین کو سنا کہ انہوں نے حدیث بیان کی اپنے والد بزرگوار سے، وہ روایت کرتے ہیں ان کے دادا سے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سب سے بڑھ کر تنگدل وہ ہے کہ جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے تو وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

حضرت زینب علیہا السّلام کی اولاد

۴/۲۶ [الذرية الطاهرة] وأخبرني أبو موسى عن يحيى بن الحسن، ح، وأخبرني طاهر بن يحيى بن الحسن عن أبيه قال: زينب الكبرى بنت علي بن أبي طالب أمها فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لها: علي وجعفر وعون وعباس وأم كلثوم بنو عبد الله بن جعفر. وقد روت زينب عن أمها فاطمة بنت رسول الله (ص) غير شئ.[2]

اور خبر دی مجھے ابو موسیٰ نے یحییٰ بن حسن سے، اور خبر دی مجھے طاہر بن یحییٰ بن حسن نے اپنے والد سے، انہوں نے کہا کہ زینب کبری بنت علی بن ابی طالب جن کی والدہ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھیں، ان سے علی، جعفر، عون، عباس اور ام کلثوم بنی عبد اللہ بن جعفر پیدا ہوئے۔ اور زینب نے اپنی ماں فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کئی روایات نقل کی ہیں۔

---

۱ معجم ابن المقری — ابو بکر محمد بن ابراہیم بن علی بن عاصم بن زاذان الاصبہانی ابن المقری — المتوفی ۳۸۱ھ — ج ۲ — ص ۴۵۹ — مکتبة الرشد — الریاض — المملکة العربیة السعودیہ

۲ الذریة الطاہرة — حدیث ۲۲۴ — ص ۱۶۶

احمد بن علی علوی عقیقی

احمد بن علی بن محمد بن جعفر بن عبد اللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ عالم اور فاضل تھے۔ نجاشی کہتے ہیں وہ مکّہ میں مقیم تھے۔ انہوں نے اصحاب کوفین سے بہت سی روایتیں سنیں۔ انہوں نے کئی کتابیں تحریر کیں جن میں کتاب المعرفۃ، کتاب فضل المومن، کتاب تاریخ رجال اور کتاب مثالب الرجلین والمرأتین شامل ہیں۔[۱]

شیخ طوسی نے ان کتابوں کے علاوہ ان کی کتاب الوصایا کا بھی ذکر کیا ہے۔ احمد بن علی سے ان کے بیٹے علی بن احمد عقیقی نے احادیث بیان کیں۔[۲] احمد بن علی ۲۸۰ھ میں فوت ہوئے۔[۳]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شفاعت کا حق

۵/۲۷ [تاريخ مدينة دمشق] أخبرنا أبو الفتح نصر الله بن محمد الفقيه نا نصر بن إبراهيم إملاء أنا أبو عبد الله الحسين بن محمد بن أحمد الحلبي بدمشق نا أبو عبد الله أحمد بن عطاء الروذباري الصوفي نا محمد بن الحسين القنطري نا علي بن أحمد بن علي بن محمد بن جعفر بن عبد الله بن الحسين بن علي بن أبي طالب حدثني أبي عن أبيه عن جعفر بن محمد بن علي بن الحسين عن أبيه عن جده عن أبيه علي بن أبي طالب قال قال رسول الله (صلى الله عليه وسلم) إن الله تعالى بعثني إلى كل أحمر وأسود ونصرت بالرعب وأحل لي المغنم وجعلت لي الأرض مسجدا وطهورا وأعطيت الشفاعة للمذنبين من أمتي يوم القيامة.[۴]

خبر دی ہمیں ابو فتح نصر اللہ بن محمد فقیہ نے، (انہوں نے کہا) خبر دی ہمیں نصر بن ابراہیم إملاء نے، (انہوں نے کہا) خبر دی ہمیں ابو عبد اللہ حسین بن محمد بن احمد حلبی نے دمشق میں، (انہوں نے کہا) خبر دی

---

۱ رجال النجاشی — ص ۸۱

۲ الفہرست الطوسی — ص ۶۸

۳ الذریعة — العلامہ الشیخ آقا بزرگ الطہرانی — ج ۳ — ص ۲۵۳ — دار الأضواء — بیروت — لبنان

۴ تاریخ مدینة دمشق — ج ۱۴ — ص ۲۹۶

ہمیں ابو عبد اللہ احمد بن عطاء روذباری صوفی نے، (انہوں نے کہا) خبر دی ہمیں محمد بن حسین قنطری نے، (انہوں نے کہا) خبر دی ہمیں علی بن احمد بن علی بن محمد بن جعفر بن عبد اللہ بن حسین بن علی[بن حسین بن علی]بن ابی طالب نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا مجھ سے میرے والد نے اپنے والد سے، انہوں نے جعفر بن محمد بن علی بن حسین سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے اپنے دادا سے، انہوں نے اپنے والد علی بن ابی طالب سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے ہر سرخ و سیاہ کی طرف مبعوث کیا ہے۔ اور رعب اور دبدبہ سے میری مدد کی ہے، اور غنیمت کو میرے لیے حلال قرار دیا ہے، اور زمین کو میرے لیے مقام سجدہ اور طہور قرار دیا ہے، اور قیامت کے دن مجھے اپنی اُمّت کے گناہ گاروں کی شفاعت کا حق عطا کیا ہے۔

دیلم کے لوگ

۵/۲۸ [دلائل الإمامة] وحدثني أبو الحسن محمد بن أحمد بن علي بن خيران الأنباري، قال: حدثنا أبو الحسن علي بن أحمد العقيقي، عن أبيه، عن أبي هاشم داود بن الجعفري، قال: حدثني معتب مولى جعفر بن محمد، قال: سمعت مولاي (عليه السلام) يقول: قال رسول الله (صلى الله عليه وآله): إن نبيا من أنبياء الله (عز وجل) طرده قومه، فأوى إلى الديلم، فآووه ونصروه، وسألوه أن يدعو الله لهم، فدعا لهم أن يكثر الله عددهم، ويعلي أيديهم على عدوهم، ويمنع أرضهم وبلدهم، ويجعل فيهم ومنهم أنصارا للقائم المهدي من آل محمد (صلى الله عليه وآله).[1]

اور بیان کیا مجھ سے ابو حسن محمد بن احمد بن علی بن خیزان انباری نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے ابو حسن علی بن احمد عقیقی نے اپنے والد سے، انہوں نے ابی ہاشم داؤد بن جعفری سے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے معتب غلام جعفر بن محمد نے، انہوں نے کہا کہ میں نے خود اپنے مولا (علیہ السّلام) سے سنا ہے کہ آپ علیہ

---

۱ دلائل الامامة — المحدث الشيخ ابی جعفر محمد بن جرير بن رستم الطبری الصغير — من اعلام القرن الخامس الهجری — حدیث ۴۲۵/۲۹ — ص ۴۵۰ — مركز الطباعة والنشر فی موسسة البعثة — قم

السّلام نے کہا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے فرمایا کہ انبیاء الٰہی میں سے ایک نبی کو ان کی قوم نے نکال دیا۔ تو انہوں نے ویلم میں پناہ لی۔ ویلم کے لوگوں نے انہیں پناہ دی اور ان کی مدد کی اور ان سے اپنے لیے دُعا کا تقاضا کیا۔ اس نبی نے ان کے لیے دُعا کی تو ان کی تعداد میں اضافہ ہو گیا، اور وہ دشمنوں پر مسلط ہو گئے، اور اپنی زمین اور شہر کو محفوظ کر لیا۔ اور ان میں اور ان سے قائم آلِ محمد علیہ السّلام کے انصار ہوں گے۔

احمد بن محمد علوی حسینی

احمد بن محمد بن عیسیٰ بن احمد بن عیسی بن علی بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو الحسن تھی۔ وہ شیخ صدوق کے مشائخ میں سے تھے۔ شیخ صدوق نے اپنی کتابوں العلل اور المعانی میں ان سے احادیث بیان کیں اور ان کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ اور رحمۃ اللہ علیہ لکھا۔ احمد بن محمد بن عیسیٰ نے جن سے روایت کی ان میں محمد بن ابراہیم بن اسباط اور احمد بن محمد بن زیاد القطان شامل ہیں۔ شیخ صدوق نے العلل میں ان کا نسب مختصر کر کے احمد بن محمد بن عیسیٰ بن علی بن حسین بن امام سجاد علیہ السّلام اور احمد بن محمد بن عیسیٰ علوی حسینی اور احمد بن محمد بن عیسیٰ بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب (علیہم السّلام) بھی لکھا ہے۔[1]

سیّد خوئی لکھتے ہیں کہ شیخ صدوق نے معانی الاخبار کے باب ۲۷ معانی اسماء محمد و علی و فاطمہ والحسن والحسین والائمۃ علیہم السّلام کی حدیث ۱۷ میں احمد بن محمد بن یحییٰ بن احمد لکھا ہے جب کہ یہ صحیح نام احمد بن محمد ابن عیسیٰ بن احمد ہے۔[2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا توحید کے بارے میں بیان

۶/۲۹ [معاني الأخبار] حدثنا أبو الحسن أحمد بن محمد بن عيسى بن أحمد بن [علي بن الحسين بن] علي بن الحسين بن علي بن أبي طالب عليهم السلام، قال:

---

۱ مستدرکات عِلم رجال الحدیث ـــ ج ۱ ـــ ص ۴۶۴ ـ ۴۶۵

۲ معجم رجال الحدیث ـــ ج ۳ ـــ ص ۱۱۹

حدثنا أبو عبد الله محمد بن إبراهيم بن أسباط، قال: حدثنا أحمد بن محمد بن زياد القطان، قال: حدثنا أبو الطيب أحمد بن محمد بن عبد الله قال: حدثني عيسى بن جعفر بن محمد بن عبد الله بن محمد بن عمر بن علي بن أبي طالب عليهم السلام عن آبائه، عن عمر بن علي، عن أبيه علي بن أبي طالب عليه السلام، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله: التوحيد ظاهره في باطنه وباطنه في ظاهره، ظاهره موصوف لا يرى، وباطنه موجود لا يخفى، يطلب بكل مكان، ولم يخل منه مكان طرفة عين، حاضر غير محدود، وغائب غير مفقود.[1]

بیان کیا ہم سے ابو حسن احمد بن محمد بن عیسیٰ بن احمد بن [علی بن حسین بن] علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السّلام نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے ابو عبد اللہ محمد بن ابراہیم بن اسباط نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے احمد بن محمد بن زیاد بن قطان نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے ابو طیب احمد بن محمد بن عبد اللہ نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے عیسیٰ بن جعفر بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب علیہم السّلام نے اپنے آباء سے، انہوں نے عمر بن علی سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار علی بن ابی طالب علیہ السّلام سے، آپ علیہ السّلام کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: توحید کا ظاہر اس کے باطن میں ہے اور اس کا باطن اس کے ظاہر میں ہے۔ اس کا ظاہر ایسا موصوف ہے کہ جس کو دیکھا نہیں جا سکتا اور اس کا باطن ایسا موجود ہے کہ جو پوشیدہ نہیں ہے، ہر جگہ اسے طلب کیا جا سکتا ہے اور آنکھ کے گوشے کی مانند جگہ بھی اس سے خالی نہیں ہے، وہ ایسا حاضر ہے کہ (کسی جگہ) محدود نہیں ہے، اور ایسا غائب ہے کہ (کوئی جگہ اس سے) مفقود نہیں ہے۔

صابر کی تین نشانیاں

۶/۳۰ [علل الشرايع] حدثنا أحمد بن محمد بن عيسى العلوي الحسيني رضي الله

---

۱ معانی الاخبار — الشیخ الجلیل الاقدم الصدوق ابی جعفر محمد بن علی بن الحسین بن بابویہ القمی — المتوفی ۳۸۱ھ — باب معنی التوحید والعدل — حدیث ۱ — ص ۱۰ — انتشارات اسلامی وابستہ بجامعۃ مدرسین حوزۂ علمیہ — قم

عنه قال: حدثنا محمد بن إبراهيم بن أسباط قال: حدثنا أحمد بن محمد بن زياد القطان قال: حدثنا أبو الطيب أحمد بن محمد بن عبد الله قال حدثني عيسى بن جعفر العلوي العمري عن آبائه عن عمر بن علي بن أبي طالب عليه السلام ان النبي صلى الله عليه وآله قال: علامة الصابر في ثلاث، أولها أن لا يكسل، والثانية أن لا يضجر، والثالثة أن لا يشكو من ربه تعالى، لأنه إذا كسل فقد ضيع الحق وإذا ضجر لم يؤد الشكر وإذا شكى من ربه عز وجل فقد عصاه.[1]

بیان کیا ہم سے احمد بن محمد بن عیسیٰ علوی حسینی رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے محمد بن ابراہیم بن اسباط نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے احمد بن محمد بن زیاد قطان نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے ابوطیب احمد بن محمد بن عبداللہ نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے عیسیٰ بن جعفر علوی عمری نے اپنے آباء سے، انہوں نے عمر بن علی بن ابی طالب علیہم السّلام سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: صابر کی تین نشانیاں ہیں۔ پہلی نشانی یہ ہے کہ وہ کسل و سستی نہ کرتا ہو، دوسری یہ کہ وہ اکتاتا اور دِل تنگ نہ ہوتا ہو، تیسری یہ کہ اپنے پروردگار سے شکایت نہ کرتا ہو۔ اس لیے کہ اگر اس نے کسل و سستی کی تو اس نے اللہ کی دی ہوئی قوّت کا حق ادا نہ کیا، اور اگر وہ اکتایا تو شکر ادا نہ کرے گا، اور اگر اس نے شکایت کی تو اپنے رَب کی نافرمانی کرے گا۔

بتول کا مطلب

۶/۳۱ [علل الشرايع] حدثنا أحمد بن محمد بن عيسى بن علي بن الحسين بن علي بن الحسين بن علي بن أبي طالب قال: حدثنا أبو عبد الله محمد بن إبراهيم بن أسباط قال: حدثنا أحمد بن محمد بن زياد القطان قال: حدثني أبو الطيب أحمد بن محمد بن عبد الله قال: حدثني عيسى بن جعفر بن محمد بن عبد الله بن محمد بن عمر بن علي بن أبي طالب "ع" عن آبائه عن عمر بن علي بن أبيه علي بن أبي طالب "ع" ان النبي صلى الله عليه وآله سئل ما البتول فانا سمعناك يا رسول الله تقول ان مريم بتول وفاطمة بتول؟ فقال صلى الله عليه وآله: البتول التي لم تر حمرة قط أي لم تحض

[1] علل الشرائع ــ باب ۲۵۳ ــ حدیث ۱ ــ ج ۲ ــ ص ۴۹۸

فان الحيض مكروه في بنات الأنبياء.[1]

بیان کیا ہم سے احمد بن محمد بن عیسیٰ بن علی بن حسین بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب (علیہم السّلام) نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے ابو عبد اللہ محمد بن ابراہیم بن اسباط نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے احمد بن محمد بن زیاد قطان نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے ابو طیب احمد بن محمد بن عبد اللہ نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے عیسیٰ بن جعفر بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب علیہم السّلام نے اپنے آباء سے، انہوں نے عمر بن علی سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار علی بن ابی طالب علیہ السّلام سے، آپ علیہ السّلام نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک مرتبہ پوچھا گیا کہ بتول کا کیا مطلب ہے اس لیے کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ مریم بتول اور فاطمہ بتول؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بتول وہ عورت ہوتی ہے جو (خون و حیض کی) سرخی کبھی نہیں دیکھتی یعنی اسے حیض کبھی نہیں آتا۔ اس لیے کہ حیض دختران انبیاء کے لیے مکروہ ہے۔

عقل کی پیدائش

۶/۳۲ [علل الشرايع] حدثنا أحمد بن محمد بن عيسى بن علي بن الحسين بن علي بن الحسين بن علي بن أبي طالب قال حدثنا أبو عبد الله محمد بن إبراهيم بن أسباط قال حدثنا أحمد بن محمد بن زياد القطان قال حدثنا أبو الطيب أحمد بن محمد بن عبد الله قال حدثنا عيسى بن جعفر بن محمد بن عبد الله بن محمد بن عمر بن علي بن أبي طالب، عن آبائه، عن عمر بن علي، عن أبيه علي بن أبي طالب عليه السلام ان النبي صلى الله عليه وآله سأل مما خلق الله جل جلاله العقل قال: خلقه ملك له رؤس بعدد الخلائق من خلق ومن يخلق إلى يوم القيامة ولكل رأس وجه ولكل آدمي رأس من رؤس العقل واسم ذلك الانسان على وجه ذلك الرأس مكتوب وعلى كل وجه ستر ملقى لا يكشف ذلك الستر من ذلك الوجه حتى يولد هذا المولود ويبلغ حد الرجال أو حد النساء فإذا بلغ كشف ذلك الستر فيقع في قلب هذا

۱ علل الشرائع ـــ باب ۱۴۴ ـــ حدیث ۱ ـــ ج ۱ ـــ ص ۱۸۱

الانسان نور فيفهم الفريضة والسنة والجيد والردي ألا ومثل العقل في القلب كمثل السراج في وسط البيت.[1]

بیان کیا ہم سے احمد بن محمد بن عیسی بن علی بن حسین بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے ابو عبد اللہ محمد بن ابراہیم بن اسباط نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے احمد بن محمد بن زیاد قطان نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے ابو طیب احمد بن محمد بن عبد اللہ نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے عیسیٰ بن جعفر بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب نے اپنے آباء سے، انہوں نے عمر بن علی سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار علی بن ابی طالب علیہ السّلام سے۔ آپ علیہ السّلام نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے عقل کو کس چیز سے پیدا کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس کو ایک ملک کی شکل میں پیدا کیا جس کے اتنی تعداد میں سر ہیں جتنی تعداد تمام خلائق کی ہے، خواہ اب تک پیدا ہو چکے ہوں یا آئندہ تا قیامت پیدا ہوں گے اور اس کے ہر سر میں ایک چہرہ ہے اور ہر آدمی کے لیے اسی عقل کے سروں میں سے ایک سر ہے، اور اس انسان کا نام اسی سر کے چہرے پر لکھا ہوا ہے۔ اور ہر چہرے پر ایک پردہ لٹکا ہوا ہے، وہ پردہ اس چہرے سے اس وقت تک نہیں ہٹایا جاسکتا جب تک وہ پیدا ہو کر حد بلوغت کو نہ پہنچ جائے، مرد ہو یا عورت، اور جب وہ پردہ ہٹایا جاتا ہے تو اس انسان کے قلب میں وہ نُور آجاتا ہے جس سے وہ اپنے واجبات، مستحبات، نیک وبد کو سمجھ لیتا ہے۔ آگاہ رہو کہ قلب کے اندر عقل ایسی ہے جیسے کسی گھر کے درمیان کوئی چراغ روشن ہو۔

ذرات جو گھروں کے روشن دانوں سے اندر آتے ہیں

۶/۳۳ [علل الشرايع] حدثنا أحمد بن محمد بن عيسى العلوي الحسيني رحمه الله قال: حدثنا محمد بن إبراهيم بن أسباط قال حدثنا أحمد بن محمد بن زياد القطان قال: حدثني أبو الطيب أحمد بن محمد بن عبد الله قال حدثني عيسى بن جعفر العلوي العمري عن آبائه عن عمر بن علي عن أبيه علي بن أبي طالب عليه السلام انه

---

۱ علل الشرائع ــ باب ۸۶ ــ حدیث ۱ ــ ج ۱ ــ ص ۹۸

سئل مما خلق الله الذر الذي يدخل في كوة البيت؟ فقال: ان موسى عليه السلام: لما قال ربي أرني انظر إليك، قال الله تعالى: ان استقر الجبل لنوري فإنك ستقوى على أن تنظر إلي وان لم يستقر فلا تطيق أبصاري لضعفك، فلما تجلى الله تبارك وتعالى للجبل تقطع ثلاث قطع، فقطعة ارتفعت في السماء، وقطعة غاصت تحت الأرض، وقطعة تفتت فهذا الذر من ذلك الغبار، غبار الجبل.[1]

بیان کیا ہم سے احمد بن محمد بن عیسی علوی حسینی رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے محمد بن ابراہیم بن اسباط نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے احمد بن محمد بن زیاد قطان نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے ابو طیب احمد بن محمد بن عبد اللہ نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے عیسیٰ بن جعفر علوی عمری نے اپنے آباء سے، انہوں نے عمر بن علی سے، انہوں نے اپنے والد علی بن ابی طالب علیہ السّلام سے کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان ذرات کے بارے میں سوال کیا گیا جو گھروں کے روشن دانوں میں سے اندر داخل ہوتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے کہا کہ اے پروردگار مجھے خود کو دکھادے، میں تجھے دیکھنا چاہتا ہوں، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگر میرے نُور کی تاب لا کر پہاڑ اپنی جگہ پر قائم رہے تو شاید مجھ کو دیکھ سکو اور اگر اپنی جگہ پر قائم نہ رہ سکے تو تمہاری آنکھوں میں اتنی طاقت کہاں کہ تم مجھے دیکھ سکو۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے پہاڑ پر اپنے نُور کی تجلی کی تو پہاڑ تین ٹکڑے ہو گیا۔ ایک ٹکڑا بلند ہو کر آسمان پر چلا گیا، دوسرا ٹکڑا زمین میں دھنس گیا، تیسرا ٹکڑا پاش پاش ہو کر فضا میں بکھر گیا اور غبار بن گیا۔ اور یہ ذرات پہاڑ کے بکھرے ہوئے ذرات ہیں۔

بغیر بڑھاپے کے بڑھاپا کیوں آتا ہے

۶/۳۴ [علل الشرايع] حدثنا أحمد بن محمد بن عيسى العلوي الحسيني رضي الله عنه قال حدثنا محمد بن إبراهيم بن أسباط قال: حدثنا أحمد بن محمد بن زياد القطان قال: حدثني أبو الطيب أحمد بن محمد بن عبد الله قال: حدثني عيسى بن جعفر العلوي العمري عن آبائه عن عمر بن علي عن أبيه علي بن أبي طالب عليه

[1] علل الشرائع ـــ باب ۲۵۱ ـــ حدیث ۱ ـــ ج ۲ ـــ ص ۴۹۷

السلام ان النبي صلى الله عليه وآله قال مر أخي عيسى عليه السلام بمدينة وفيها رجل وامرأة يتصايحان، فقال: ما شأنكما؟ قال: يا نبي الله هذه امرأتي وليس بها بأس صالحة ولكني أحب فراقها. قال: فأخبرني على كل حال ما شأنها؟ قال: هي خلقة الوجه من غير بكر، قال يا امرأة أتحبين أن يعود ماء وجهك طريا. قالت: نعم، قال لها: إذا أكلت فإياك ان تشبعين لان الطعام إذا تكاثر على الصدر فزاد في القدر ذهب ماء الوجه. ففعلت ذلك فعاد وجهها طريا.[1]

بیان کیا ہم سے احمد بن محمد بن عیسیٰ علوی حسینی رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے محمد بن ابراہیم بن اسباط نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے احمد بن محمد بن زیاد قطان نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے ابوطیب احمد بن محمد بن عبداللہ نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے عیسیٰ بن جعفر علوی عمری نے اپنے آباء سے، انہوں نے عمر بن علی سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار علی بن ابی طالب علیہ السّلام سے، آپ علیہ السّلام کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بھائی حضرت عیسیٰ علیہ السّلام ایک شہر سے گزرے تو دیکھا کہ ایک مرد اور ایک عورت ان کو پکار رہے ہیں۔ انہوں نے پوچھا تم دونوں کا کیا معاملہ ہے؟ مرد نے کہا یا نبی اللہ یہ میری زوجہ ہے، اس میں کوئی خرابی نہیں، صالحہ ہے، مگر میں اس کو چھوڑنا چاہتا ہوں۔ آپ علیہ السّلام نے فرمایا: اپنا پورا حال تو بتاؤ معاملہ کیا ہے؟ مرد نے کہا بغیر بڑھاپے کے اس پر بڑھاپا طاری ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نے فرمایا: اے عورت کیا تو چاہتی ہے کہ تیرے چہرے کی رونق اور آب و تاب پھر سے پلٹ آئے؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ علیہ السّلام نے فرمایا: اچھا اب جب تم کھانا کھایا کرو تو خوب پیٹ بھر کر نہ کھایا کرو۔ اس لیے کہ جب کھانا بہت زیادہ ہو جاتا ہے تو سینے پر دباؤ پڑتا ہے۔ جس کی مقدار زیادہ ہوتی ہے تو چہرے کی آب جاتی رہتی ہے۔ اس عورت نے ایسا ہی کیا اور اس کا چہرہ تر و تازہ اور بارونق ہو گیا۔

پھلدار اور بغیر پھل کے درخت

۶/۳۵ [علل الشرایع] حدثنا أبو الحسن أحمد بن محمد بن عيسى بن علي بن الحسين بن علي بن أبي طالب عليهم السلام قال: حدثنا أبو عبد الله محمد بن

۱ علل الشرائع ـ باب ۲۵۲ ـ حدیث ۱ ـ ج ۲ ـ ص ۴۹۷

إبراهيم بن أسباط قال: حدثنا أحمد بن محمد بن زياد القطان قال حدثنا أبو الطيب أحمد بن محمد بن عبد الله قال: حدثني عيسى بن جعفر بن محمد بن عبد الله بن محمد بن علي بن أبي طالب عن آبائه عن عمر بن علي عن أبيه علي بن أبي طالب عليه السلام ان النبي صلى الله عليه وآله سئل كيف صارت الأشجار بعضها مع احمال وبعضها بغير احمال؟ فقال: كلما سبح آدم تسبيحة صارت له في الدنيا شجرة مع حمل، وكلما سبحت حواء تسبيحة صارت في الدنيا شجرة بغير حمل.[1]

بیان کیا ہم سے ابو الحسن احمد بن محمد بن عیسیٰ بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہ السّلام نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے ابو عبد اللہ محمد بن ابراہیم بن اسباط نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے احمد بن محمد بن زیاد قطان نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے ابو طیب احمد بن محمد بن عبد اللہ نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے عیسیٰ بن جعفر بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن علی بن ابی طالب نے اپنے آباء سے، انہوں نے عمر بن علی سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار علی بن ابی طالب علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ یہ اشجار بعض پھلدار اور بعض غیر پھل کے کیسے ہو گئے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت آدم (علیہ السّلام) جب تسبیح پڑھتے تھے تو دنیا میں ان کے لیے ایک پھلدار درخت پیدا ہو جاتا اور جب حوّا (سلام اللہ علیہا) کوئی تسبیح پڑھتیں تو دنیا میں بغیر پھل کا ایک درخت اگ جاتا۔

خوبانی

٦/٣٦ [علل الشرايع] حدثنا أحمد بن محمد بن عيسى العلوي الحسيني قال: حدثنا محمد بن أسباط قال: حدثنا أحمد بن محمد بن زياد القطان قال: حدثني أبو الطيب أحمد بن محمد بن عبد الله قال: حدثني عيسى بن جعفر العلوي العمري عن آبائه عن عمر بن علي عن أبيه علي بن أبي طالب عليه السلام قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله: ان نبيا من أنبياء الله بعثه الله تعالى إلى قومه فبقي فيهم أربعين سنة فلم يؤمنوا به فكان لهم عيد في كنيسة فاتبعهم ذلك النبي، فقال لهم: آمنوا بالله قالوا له ان كنت نبيا فادع لنا الله أن يجيئنا بطعام على لون ثيابنا وكانت ثيابهم

---

[1] علل الشرائع ـــ باب ۳۷۴ ـــ حدیث ۲ ـــ ج ۲ ـــ ص ۵۷۳

صفراء فجاء بخشبة يابسة فدعا الله تعالى عليها فاخضرت وأينعت وجاء بالمشمش حملا فأكلوا فكل من اكل ونوى أن يسلم على د ذلك النبي خرج ما في جوف النوى من فيه حلوا ومن نوى انه لا يسلم خرج ما في جوف النوى من فيه مرا .[1]

بیان کیا ہم سے احمد بن محمد بن عیسیٰ علوی حسینی نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے محمد بن اسباط نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے احمد بن محمد بن زیاد قطان نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے ابو طیب احمد بن محمد بن عبد اللہ نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے عیسیٰ بن جعفر علوی عمری نے اپنے آباء سے، انہوں نے عمر بن علی سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار علی بن ابی طالب علیہ السّلام سے، آپ علیہ السّلام کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ انبیاء میں سے ایک نبی کو اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کی طرف مبعوث کیا۔ وہ ان میں چالیس سال رہے۔ مگر ان میں سے کوئی ایمان نہ لایا۔ چنانچہ ایک کنیسہ میں عید کے موقع پر سب جمع ہوئے تو یہ نبی بھی وہاں پہنچے اور ان سے کہا اللہ پر ایمان لاؤ۔ ان لوگوں نے کہا: اگر تم واقعی نبی ہو تو اللہ تعالیٰ سے دُعا کرو کہ وہ ہم لوگوں کو ہمارے لباس کے رنگ کی کوئی کھانے کی چیز بھیجے اور اس وقت وہ لوگ زرد لباس پہنے ہوئے تھے۔ یہ سن کر وہ نبی ایک خشک لکڑی اٹھالائے اور اللہ تعالیٰ سے دُعا کی تو وہ لکڑی ہری ہوگئی۔ اس میں پھول پتے پیدا ہوئے اور اس میں خوبانی کے پھل لگ گئے۔ ان لوگوں نے وہ پھل کھائے۔ مگر ان میں سے جن لوگوں نے وہ پھل کھائے اور نیت کی کہ ہم اس نبی پر ایمان لائیں گے ان کے منہ کی خوبانی کی گٹھلی کا مغز شیریں تھا اور جنہوں نے یہ نیت کی کہ ہم اس نبی پر ایمان نہ لائیں گے ان کے منہ سے خوبانی کی گٹھلی نکلی تو اس کے اندر کا مغز تلخ ہو گیا۔

پھلوں میں کیڑے لگنے کی وجہ

۶/۳۷ [علل الشرايع] حدثنا أحمد بن محمد بن عيسى العلوي الحسيني قال: حدثنا محمد بن أسباط قال: حدثنا أحمد بن محمد بن زياد قال: حدثني أبو الطيب

---

۱ علل الشرائع ــ باب ۳۷۵ ــ حدیث ۱ ــ ج ۲ ــ ص ۵۷۳-۵۷۴

أحمد بن محمد ابن عبد الله قال: حدثنا عيسى بن جعفر العلوي العمري عن آبائه عن عمر بن علي عن أبيه علي بن أبي طالب عليه السلام ان النبي صلى الله عليه وآله قال: مر أخي عيسى عليه السلام بمدينة وإذا في ثمارها الدود فشكوا إليه ما بهم، فقال: دواء هذا معكم وليس تعلمون، أنتم قوم إذا غرستم الأشجار صببتم التراب ثم صببتم الماء وليس هكذا يجب، بل ينبغي أن تصبوا الماء في أصول الشجر، ثم تصبوا التراب لكي لا يقع فيه الدود فاستأنفوا كما وصف فذهب ذلك عنهم.[1]

بیان کیا ہم سے احمد بن محمد بن عیسیٰ علوی حسینی نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے محمد بن اسباط نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے احمد بن محمد بن زیاد نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے ابو طیب احمد بن محمد بن عبد اللہ نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے عیسیٰ بن جعفر علوی عمری نے اپنے آباء سے، انہوں نے عمر بن علی سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار علی بن ابی طالب علیہ السّلام سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایک مرتبہ میرے بھائی عیسیٰ علیہ السّلام ایک ایسے شہر سے گزرے جہاں کے درختوں کے پھلوں میں کیڑے پڑ جاتے تھے۔ وہاں کے لوگوں نے ان سے شکایت کی۔ آپ علیہ السّلام نے فرمایا: اس کی دوا تو تم لوگوں کے پاس ہی ہے مگر تم لوگ نہیں جانتے۔ تم لوگ جب کوئی درخت نصب کرتے ہو تو پہلے اس میں مٹی ڈالتے ہو پھر پانی ڈالتے ہو لیکن یہ مناسب نہیں بلکہ بہتر ہے کہ اس درخت کی جڑ میں پہلے پانی ڈالو اور پھر مٹی ڈالو تاکہ اس کے پھلوں میں کیڑے نہ لگیں۔ چنانچہ ان لوگوں نے از سر نو درخت لگائے جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نے فرمایا تھا تو وہ روگ ان سے دُور ہو گیا۔

گیہوں اور جَو

۶/۳۸ [علل الشرايع] وبهذا الاسناد ان علي بن أبي طالب (ع) سئل مما خلق الله الشعير؟ فقال: ان الله تبارك وتعالى أمر آدم عليه السلام ان ازرع مما اخترت لنفسك، وجاءه جبرئيل بقبضه من الحنطة، فقبض آدم على قبضه وقبضت حواء على أخرى فقال: آدم لحواء لا تزرعي أنت فلم تقبل أمر آدم، فكلما زرع آدم جاء حنطة،

---

۱ علل الشرائع۔۔۔باب ۳۷۶۔۔۔حدیث ۱۔۔۔ج ۲۔۔۔ص ۵۷۴

وكلما زرعت حواء جاء شعيرا.[۱]

اور انہی اسناد کے ساتھ روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السّلام سے ایک مرتبہ دریافت کیا گیا کہ جَو کِس چیز سے پیدا کیا گیا؟ تو آپ علیہ السّلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السّلام سے کہا کہ اپنے لیے جو چاہو کاشت کرو اور حضرت جبرائیل علیہ السّلام ان کے لیے ایک مٹھی گیہوں لائے تو اس میں سے ایک مٹھی حضرت آدم علیہ السّلام نے اٹھالی اور ایک مٹھی حضرت حوّا سلام اللہ علیہا نے اٹھالی۔ حضرت آدم علیہ السّلام نے حضرت حوّا سلام اللہ علیہا کو منع کیا کہ تم اس کی تخم ریزی نہ کرو، مگر وہ نہ مانیں۔ حضرت آدم علیہ السّلام نے جو بویا اس سے گیہوں پیدا ہوا اور حضرت حوّا سلام اللہ علیہا نے جو بویا اس سے جَو پیدا ہوا۔

مکئی کے دانے، گاجر اور شلجم

۶/۳۹ [علل الشرايع] وبهذا الاسناد عن علي بن أبي طالب عليه السلام ان النبي صلى الله عليه وآله سئل: مم خلق الله تعالى الجزر؟ فقال: ان إبراهيم (ع) كان له يوماً ضيف ولم يكن عنده ما يمون ضيفه. فقال في نفسه أقوم إلى سقفي فاستخرج من جذوعه فأبيعه من النجار فيعمل صنما. فلم يفعل، وخرج ومعه ازار إلى موضع وصلى ركعتين فجاء ملك وأخذ من ذلك الرمل والحجارة فقبضه في ازار إبراهيم (ع) وحمله إلى بيته كهيئة رجل. فقال لأهل إبراهيم: هذا ازار إبراهيم فخذيه. ففتحوا الإزار فإذا الرمل قد صار ذرة، وإذا الحجارة الطوال قد صارت جزرا، وإذا الحجارة المدورة قد صارت لفتا.[۲]

اور ان ہی اسناد کے ساتھ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السّلام سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے گاجر کو کس چیز سے پیدا کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے پاس ایک دن ایک مہمان آیا اور آپ علیہ السّلام کے پاس اس دن کچھ نہ تھا جس سے مہمان کی تواضع کریں تو دِل میں سوچا کہ اپنی چھت کی ایک کڑی نکال کر کسی بڑھئی یا نجار کو

۱ علل الشرائع۔باب ۳۷۶۔حدیث ۲۔ج ۲۔ص ۵۷۴

۲ علل الشرائع۔باب ۳۷۶۔حدیث ۳۔ج ۲۔ص ۵۷۴۔۵۷۵

فروخت کر دوں مگر یہ سوچ کر انہوں نے ایسا نہیں کیا کہ اس کو تراش کر تو وہ بت بنائے گا۔ اب وہ گھر سے نکلے اور ایک موضع کی طرف چلے۔ آپ علیہ السّلام کے پاس ایک چادر تھی۔ آپ علیہ السّلام اس کو رکھ کر دو رکعت نماز پڑھنے لگے۔ اتنے میں ایک فرشتہ آیا اور اس نے وہاں سے کچھ ریت اور پتھر ان کی چادر میں رکھے اور ایک عام آدمی کی شکل میں لے کر ان کے گھر پہنچا اور ان کی زوجہ سے کہا لیجیے یہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی چادر ہے۔ انہوں نے اسے لے جا کر کھولا تو جتنی ریت تھی وہ مکئی کے دانے بن گئی تھی اور جتنے لانبے پتھر تھے وہ گاجر اور جو گول پتھر تھے وہ شلجم بن گئے تھے۔

زرد چہروں، نیلگوں آنکھوں اور بکھرے دانتوں کی دوا

۶/۴۰ [علل الشرايع] حدثنا أحمد بن محمد بن عيسى العلوي الحسيني رضي الله عنه قال حدثنا محمد بن أسباط قال: حدثنا أحمد بن محمد بن زياد القطان قال: حدثنا أبو الطيب أحمد بن محمد بن عبد الله قال: حدثني عيسى بن جعفر العلوي العمري رضي الله عنه عن آبائه عن عمر بن علي عن أبيه علي بن أبي طالب عليه السلام بمدينة النبي صلى الله عليه وآله قال: مر أخي عيسى (ع) بمدينة وإذا وجوههم صفر وعيونهم زرق فصاحوا إليه وشكوا ما بهم من العلل فقال: دوائه معكم أنتم إذا أكلتم اللحم طبختموه غير مغسول وليس شئ يخرج من الدنيا إلا بجنابة فغسلوا بعد ذلك لحومهم فذهبت أمراضهم. وقال: مر أخي بمدينة وإذا أهلها أسنانهم منتثرة ووجوههم منتفخة فشكوا إليه. فقال: أنت إذا نمتم تطبقون أفواهكم فتغلي الريح في الصدور تبلغ إلى الفم فلا يكون لها مخرج فترد إلى أصول الأسنان فيفسد الوجه فإذا نمتم فافتحوا شفاهكم وصيروه لكم خلقا. ففعلوا فذهب ذلك عنهم.[1]

بیان کیا ہم سے احمد بن محمد بن عیسیٰ علوی حسینی رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے محمد بن اسباط نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے احمد بن محمد بن زیاد قطان نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے ابوطیب احمد بن محمد بن عبد اللہ نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے عیسیٰ بن جعفر علوی عمری نے، انہوں نے اپنے آباء

---

۱ علل الشرائع ـــ باب ۳۷۷ ـــ حدیث ۱ ـــ ج ۲ ـــ ص ۵۷۵

سے، انہوں نے عمر بن علی سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السّلام سے مدینہ میں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ میرے بھائی عیسیٰ علیہ السّلام ایک شہر سے گزرے تو دیکھا کہ وہاں کے لوگوں کے چہرے زرد اور آنکھیں نیلگوں ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کو دیکھ کر ان لوگوں نے فریاد کی اور جو مرض لاحق تھا انہیں بتایا، تو آپ علیہ السّلام نے فرمایا: اس کی دوا تو خود تم لوگوں کے پاس ہے۔ تم لوگ جب گوشت کھاتے ہو تو اس کو بغیر دھوئے ہوئے پکاتے ہو اور دنیا سے جب کوئی شے گزرتی ہے تو حالتِ جنابت میں ہوتی ہے۔ چنانچہ اس کے بعد ان لوگوں نے گوشت کو دھو کر پکانا شروع کیا تو ان کے تمام امراض دُور ہو گئے۔ پھر فرمایا کہ میرے بھائی عیسیٰ علیہ السّلام ایک شہر سے گزرے تو دیکھا کہ ان لوگوں کے دانت بکھرے ہوئے ہیں اور ان کے منہ پھولے ہوئے ہیں۔ ان لوگوں نے آپ علیہ السّلام سے اس کی شکایت کی تو آپ علیہ السّلام نے فرمایا: جب تم لوگ سوتے ہو تو اپنا منہ بند کر کے سوتے ہو اور بخارات تمہارے سینے سے ابھر کر تمہارے منہ تک آتے ہیں اور چونکہ منہ بند ہوتا ہے تو نکلنے کا راستہ نہیں پاتے اور دانتوں کی جڑوں کی طرف واپس جاتے ہیں اور منہ میں فساد پیدا کرتے ہیں۔ پس تم لوگ لب کھول کر سویا کرو اور اس کی عادت ڈال لو تو ان لوگوں نے ایسا ہی کیا تو ان سے یہ سب تکلیفیں دُور ہو گئیں۔

علی بن ابراہیم

علی بن ابراہیم بن محمد بن حسن بن محمد بن عبید اللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ جلیل محدث اور نسابہ تھے۔ وہ مدینہ میں پیدا ہوئے، کوفہ میں پرورش پائی اور کوفہ میں ہی فوت ہوئے۔ ان کی اور ان کے بھائی حسین کی والدہ تیمیہ تھیں۔[1]

اردبیلی لکھتے ہیں کہ علی بن ابراہیم ابوالحسن الجوانی امام رضا علیہ السّلام کے ساتھ خراسان گئے[2]۔ لیکن

---

۱ المجدی فی انساب الطالبین — ص ۱۹۶-۱۹۷

۲ جامع الرواۃ — ج ۱ — ص ۵۴۵

شیخ عباس قمی کہتے ہیں کہ ان کا امام رضا علیہ السّلام کے ساتھ خراسان جانا مشکوک ہے کیونکہ وہ امام [علیہ السّلام] کی وفات کے ۱۰۰ سال سے زیادہ عرصہ بعد تک زندہ رہے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ ان کے دادا کے دادا محمد الجوانی بن عبید اللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ امام علیہ السّلام کے ساتھ خراسان گئے ہوں۔ کیونکہ روایت میں الجوانی کے خراسان جانے کا ذکر ہے۔[1]

علی بن ابراہیم مشہور محدث کلینی کے مشائخ میں سے تھے۔ کلینی نے علی بن ابراہیم الہاشمی کے نام سے ان کی بیان کردہ احادیث اپنی کتاب الکافی میں شامل کیں۔[2] کلینی نے ان سے چار احادیث بلاواسطہ بیان کیں اور محمد بن یحییٰ کے واسطہ سے بھی ان سے احادیث بیان کیں۔[3]

علی بن ابراہیم ابو الحسن الجوانی کے تذکرہ میں نجاشی لکھتے ہیں کہ وہ ثقہ اور صحیح الحدیث تھے۔ انہوں نے احادیث بیان کیں اور کتابیں تحریر کیں۔ اخبار صاحب فخ اور اخبار یحییٰ بن عبد اللہ بن حسن ان کی کتابیں ہیں۔ ابو الفرج علی بن حسین اصبہانی نے ان سے سنا اور ان کی کتابوں سے روایت کی۔[4]

علی بن ابراہیم کے فرزند ابو عباس احمد بن علی بن ابراہیم نے بھی احادیث بیان کیں۔ وہ واسط میں قاضی تھے۔ العمری نے ان کے نام کے ساتھ الشریف الجلیل لکھ کر ان کی توصیف کی۔ العمری لکھتے ہیں کہ وہ ہمارے استاد شیخ الشرف کے نانا تھے۔ شیخ الشرف نے ان سے روایت کی جب کہ شیخ الشرف سے ابو قاسم ابن خداع نسابہ رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی۔ احمد بن علی بن ابراہیم ثقہ تھے اور جلالت والے تھے۔ ان کی اولاد کثیر ہے اور ان میں جلالت ہے۔[5] احمد بن علی بن ابراہیم کی کنیت ابا العباس تھی۔ ان سے التلعکبری نے احادیث

---

۱ احسن المقال ترجمہ منتھی الآمال۔۔ج ۲۔۔ص ۱۳۷

۲ مستدرکات علم رجال الحدیث۔۔ج ۵۔۔ص ۲۷۶

۳ الکلینی والکافی ـــ الدکتور الشیخ عبدالله الرسول عبدالحسین الغفار ۔۔ص ۱۷۷۔۔موسسة النشر الاسلامی التابعة لجماعة المدرسین ـــ قم المشرفہ ۔۔۱۴۱۶ھ

۴ رجال النجاشی۔۔ص ۲۶۳

۵ المجدی فی انساب الطالبین۔۔ص ۱۹۷

یسیرہ بیان کیں اور دُعا الحریق سنی۔ ان کے پاس احادیث بیان کرنے کا اجازہ تھا۔[1]

کتاب فلاح السائل میں احمد بن علی بن ابراہیم کے پوتے ابو حسن علی بن حسین بن احمد بن علی بن ابراہیم کی بیان کردہ حدیث شامل ہے جسے انہوں نے اپنے والد سے، اور انہوں نے اپنے جد علی بن ابراہیم الجوانی سے بیان کیا۔[2]

اللہ کی رضا اور ناراضگی

٧/٤١ [الكافي] علي بن إبراهيم الهاشمي، عن جده محمد بن الحسن بن محمد بن عبيد الله عن سليمان الجعفري، عن الرضا (عليه السلام) قال: أوحى الله عز وجل إلى نبي من الأنبياء: إذا أطعت رضيت وإذا رضيت باركت وليس لبركتي نهاية وإذا عصيت غضبت وإذا غضبت لعنت ولعنتي تبلغ السابع من الورى.[3]

علی بن ابراہیم ہاشمی نے روایت کی اپنے دادا محمد بن حسن بن محمد بن عبید اللہ سے، انہوں نے سلیمان جعفری سے، انہوں نے رضا (علیہ السّلام) سے، آپ علیہ السّلام نے فرمایا کہ اللہ نے اپنے نبیوں میں سے ایک نبی پر وحی کی کہ جب میری اطاعت کی جاتی ہے تو میں راضی ہوتا ہوں اور جب میں راضی ہوتا ہوں تو برکت نازل کرتا ہوں اور میری برکت نازل کرنے کی کوئی انتہا نہیں اور جب میری نافرمانی کی جاتی ہے تو میں غصّے ہوتا ہوں اور جب مجھے غصہ آتا ہے تو میں اپنے بندہ پر لعنت کرتا ہوں اور میرا لعن کرنا اس کو جہنّم کے ساتویں طبقہ میں پہنچاتا ہے۔

حضرت علی علیہ السّلام سب آسمانی کتابوں کے عالم

٧/٤٢ [عمدة عيون] وبه عن الشعبي، قال: أخبرنا علي بن إبراهيم بن محمد العلوي عن الحسين بن الحكم، حدثنا إسماعيل بن صبيح، حدثنا أبو الجارود: حبيب بن يسار، عن زاذان، قال: سمعت علياً عليه السلام يقول: والذي فلق الحبة وبرأ النسمة، لو كسرت لي الوسادة، يقول: لو ثنيت لي وسادة، فأجلست عليها، لحكمت

---

١ رجال الطوسی ـــ ص٤٠٩

٢ فلاح السائل ـــ ص٢٤٦

٣ الاصول من الکافی ـــ باب الذنوب ـــ حدیث٢٦ ـــ ج٢ ـــ ص٢٧٥

بين أهل التوراة بتوراتهم، وبين أهل الإنجيل بإنجيلهم، وبين أهل الزبور بزبورهم، وبين أهل الفرقان بفرقانهم، فوالذي فلق الحبة، وبرأ النسمة، ما من رجل من قريش، الا وقد نزلت فيه الآية والآيتان. فقال له رجل: فأنت أيش، نزل فيك؟ فقال علي (ع): اما تقرأ الآية التي في "هود"؟ "ويتلوه شاهد منه".[1]

الشعبی روایت کرتے ہیں کہ خبر دی ہمیں علی بن ابراہیم بن محمد علوی نے حسین بن حکم سے، (انہوں نے کہا) بیان کیا ہم سے اسماعیل بن صبیح نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا ہم سے ابو جارود حبیب بن یسار نے زاذان سے، انہوں نے کہا میں نے علی علیہ السّلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے دانے کو شگافتہ کیا، آدمی کو بغیر سابقہ مثال کے خلق کیا، اگر میرے لیے تکیہ گاہ لگا دی جائے اور میں اس پر بیٹھ جاؤں تو میں اہلِ تورات کے درمیان ان کی تورات اور اہلِ انجیل کے درمیان ان کی انجیل اور اہلِ زبور کے درمیان ان کی زبور اور اہلِ قرآن کے درمیان ان کے قرآن سے حکم کروں گا۔ پس اس خدا کی قسم جس نے دانے کو شگافتہ کیا، اور زندگی کو ایجاد کیا قریش کا ایسا کوئی شخص نہیں جس کے بارے میں ایک یا دو آیات نازل نہ ہوئی ہوں۔ ایک شخص نے آپ کی خدمت میں عرض کیا تو کیا آپ کے بارے میں بھی کوئی آیت آئی ہے تو آپ علیہ السّلام نے فرمایا: کیا تو یہ آیت جو سورۃ مبارکہ 'ہود' میں ہے نہیں پڑھتا؟ "وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ" (اور اس کے پیچھے ہی پیچھے ان ہی کا ایک گواہ ہو)۔

گھر کے گوشہ میں نماز باجماعت

۷/۴۳ [الكافي] محمد بن يحيى، عن علي بن إبراهيم الهاشمي رفعه قال: رأيت أبا عبد الله (عليه السلام) يصلي بقوم وهو إلى زاوية في بيته يقرب الحائط وكلهم عن يمينه وليس على يساره أحد.[2]

---

۱ عمدۃ عیون صحاح الاخبار فی مناقب امام الابرار — الحافظ یحییٰ بن الحسن الاسدی الحلی المعروف بابن البطریق —۵۳۳ھ - ۶۰۰ھ — الفصل ۲۴ — حدیث ۳۲۱ — ص ۲۰۸-۲۰۹ — موسسۃ النشر الاسلامی التابعۃ لجماعۃ المدرسین — قم المشرفہ

۲ الفروع من الکافی — باب الرجل یخطو الی الصف او یقوم خلف الصف وحدہ او یکون — حدیث ۸ —

شیخ کلینی نے روایت کی محمد بن یحییٰ سے، انہوں نے علی بن ابراہیم ہاشمی سے، انہوں نے کہا میں نے ابا عبداللہ علیہ السّلام کو دیکھا کہ اپنے گھر کے ایک گوشہ میں دیوار کے قریب لوگوں کے ساتھ نماز پڑھ رہے ہیں اور سب آپ علیہ السّلام کے داہنی طرف ہیں، بائیں طرف کوئی نہیں۔

ایک منفرد دعا

۷/۴۴ [مقاتل الطالبيين] حدثني علي بن إبراهيم بن محمد بن الحسن بن محمد بن عبد الله بن الحسين بن علي بن الحسين بن علي بن أبي طالب قال: حدثني سليمان بن العطوس قال حدثنا محمد بن عمران بن أبي ليلى قال: حدثنا عبد ربه يعني ابن علقمة عن يحيى بن عبد الله عن الذي أفلت من الثمانية قال: لما أدخلنا الحبس قال علي بن الحسن: اللهم إن كان هذا من سخط منك علينا فاشدد حتى ترضى. فقال عبد الله بن الحسن ما هذا يرحمك الله؟[1]

بیان کیا مجھ سے علی بن ابراہیم بن محمد بن حسن بن محمد بن عبداللہ [عبید اللہ] بن حسین بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے سلیمان بن عطوس نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے محمد بن عمران بن ابی لیلی نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے عبد ربہ —یعنی ابن علقمہ— نے یحییٰ بن عبداللہ سے، انہوں نے اس شخص سے جو آٹھ میں سے باقی رہ گیا تھا، وہ کہتا ہے کہ جب ہم قید میں داخل ہوئے تو علی بن حسن نے فرمایا: اے اللہ یہ مصیبت اگر ہم پر تیری ناراضگی کی وجہ سے ہے تو اتنی سختی کر کہ تو راضی ہو جائے۔ تو عبداللہ بن حسن نے عرض کی اللہ تم پر رحمت نازل کرے، یہ کون سی دُعا ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شہداء فخ کی فضیلت بیان کی

۷/۴۵ [مقاتل الطالبيين] حدثني علي بن إبراهيم بن محمد بن الحسن بن عبيد الله بن الحسن بن علي بن الحسين بن علي بن أبي طالب، وأحمد بن محمد بن سعيد، قالا: حدثنا الحسين بن الحكم، وقال: حدثنا الحسن بن الحسن، قال: حدثنا

ج۳—ص۳۸۶

۱ مقاتل الطالبین —ص۱۳۱

الحكم بن جامع الثمالي، عن الحسين بن زيد، قال: حدثتني أمي ريطة بنت عبد الله بن محمد بن الحنفية عن زيد، قال: وكان الحسين بن زيد يسميها أمي ولم تكن أمه، إنما كانت أم أخيه يحيى بن زيد، عن زيد بن علي، قال: انتهى رسول الله صلى الله عليه وآله إلى موضع فخ فصلى بأصحابه صلاة الجنازة ثم قال: يقتل هاهنا رجل من أهل بيتي في عصابة من المؤمنين، ينزل لهم بأكفان وحنوط من الجنة، تسبق أرواحهم أجسادهم إلى الجنة. وذكر من فضلهم أشياء لم تحفظها ريطة.[1]

بیان کیا مجھ سے علی بن ابراہیم بن محمد بن حسن بن عبید اللہ بن حسن [حسین] بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب اور احمد بن محمد بن سعید نے، ان دونوں نے کہا بیان کیا ہم سے حسین بن حکم نے، اور انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے حسن بن حسن نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے حکم بن جامع ثمالی نے حسین بن زید سے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے میری والدہ ریطہ بنت عبد اللہ بن محمد بن حنفیہ نے زید سے، اور کہا کہ حسین بن زید انہیں اپنی ماں کہتے تھے۔ کیونکہ ان کی ماں زندہ نہیں تھیں، اور وہ ان کے بھائی یحییٰ بن زید کی ماں تھیں۔ وہ زید بن علی سے روایت کرتی ہیں کہ انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام فخ پر پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب کے ساتھ نماز پڑھی اور پھر فرمایا: یہاں میرے اہلبیت میں سے ایک مرد اپنے صحابہ کے گروہ کے ہمراہ قتل کیا جائے گا۔ جن کے لیے جنّت سے حنوط اور کفن آئیں گے، اور ان کی ارواح ان کے اجسام سے پہلے جنّت میں چلی جائیں گی۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان شہداء کے فضائل اور بھی بیان کیے، جو ریطہ کو یاد نہ رہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو رکعت کی وصیت

۷/۴۶ [فلاح السائل] أبو الحسن علي بن الحسين بن أحمد بن علي بن إبراهيم بن محمد العلوي الجواني قال حدثني أبي عن جده علي بن إبراهيم الجواني قال حدثنا سلمة بن سليمان السراوي قال حدثنا عتيق بن أحمد بن رياح قال حدثنا عمر بن سعد الجرجاني قال حدثنا عثمان بن محمد بن الصباح قال حدثنا داود بن سليمان

---

۱ مقاتل الطالبين — ص۲۸۹

الجرجاني قال حدثنا عمر بن سعيد الزهري عن الصادق عن أبيه عن جده عن أبيه عن أمير المؤمنين عليهم السلام قال قلنا لرسول الله صلى الله عليه وآله عند وفاته يا رسول الله أوصنا فقال أوصيكم بركعتين بين المغرب والعشاء الآخرة تقرء في الأولى الحمد وإذا زلزلت الأرض زلزالها ثلث عشرة مرة وفى الثانية الحمد وقل هو الله أحد خمس عشرة مرة فإنه من فعل ذلك في كل شهر كان من المتقين فان فعل ذلك في كل سنة كتب من المحسنين فان فعل في كل جمعة مرة كتب من المصلين فان فعل ذلك في كل ليلة زاحمني في الجنة ولم يحص ثوابه إلا الله رب العالمين جل وتعالى۔[1]

ابو حسن علی بن حسین بن احمد بن علی بن ابراہیم بن محمد علوی الجوانی نے کہا بیان کیا مجھ سے میرے والد نے، انہوں نے اپنے جد علی بن ابراہیم الجوانی سے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے سلمہ بن سلیمان سراوی نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے عتیق بن احمد بن ریاح نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے عمر بن سعد جرجانی نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے عثمان بن محمد بن صباح نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے داؤد بن سلیمان جرجانی نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے عمر بن سعید زہری نے صادق علیہ السّلام سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ان کے دادا سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے امیر المومنین علیہم السّلام سے، انہوں نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ان کی وفات کے وقت کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمیں وصیت کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: میں تمہیں مغرب اور عشاء کے درمیان دو رکعت کی وصیت کرتا ہوں۔ پہلی میں الحمد اور تیرہ مرتبہ اذا زلزلت الارض زلزالھا پڑھیں اور دوسری میں الحمد اور پندرہ مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھیں۔ جو اسے ہر مہینہ ادا کرے وہ متقین میں سے ہے، جو اسے ہر سال ادا کرے وہ محسنین میں لکھا جائے گا، جو اسے ہر جمعہ کو ادا کرے، وہ نمازیوں میں لکھا جائے گا، جو اسے ہر رات ادا کرے وہ جنّت میں میرے قریب ہو گا۔ اور اللہ رَبّ العالمین جل وتعالیٰ کے علاوہ کوئی اس کے ثواب کا شمار نہیں کر سکتا۔

---

۱ فلاح السائل ــ ص۲۴۶

حسن بن محمد المعروف ابن اخی طاہر

حسن بن محمد بن یحییٰ بن حسن بن جعفر بن عبید اللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ شیخ صدوق کے مشائخ میں سے تھے۔ شیخ صدوق نے ان کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ اور رحمۃ اللہ علیہ لکھا۔ شیخ مفید نے بھی الارشاد میں ان سے کثرت کے ساتھ روایت کی۔ الخطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام اور امام حسن علیہ السّلام کی اولاد کے واقعات کے بارے میں ان کی بیان کردہ بہت سی روایات نقل کیں۔ حاکم نے مستدرک میں اور بہت سے دوسرے معروف محدثین نے ان کی روایت کردہ احادیث کو اپنی کتابوں میں شامل کیا۔

حسن بن محمد بن یحییٰ حسینی ۲۶۰ھ میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے بغداد میں اپنے دادا کی کتاب الانساب سے عام لوگوں میں بیان کیا۔[1] انہوں نے کتاب المثالب، کتاب الغیبۃ و ذکر القائم علیہ السّلام لکھیں۔ ان سے بہت سے اصحاب نے روایت کی۔ وہ ربیع الاول ۳۵۸ھ میں فوت ہوئے اور سوق العطش میں دفن ہوئے۔[2] ابو علی بن شاذان نے بیان کیا کہ ابو محمد حسن بن محمد بن یحییٰ علوی ۳۵۸ھ میں جب کہ ماہ ربیع الاول کے ۱۲ دن اور راتیں باقی تھیں فوت ہوئے۔[3]

التلعکبری نے حسن بن محمد بن یحییٰ سے روایت کی اور ان سے ۳۲۷ھ سے ۳۵۵ھ تک سنا۔ ان کے پاس احادیث بیان کرنے کی اجازت تھی۔ ان سے ابو حسین بن ابی جعفر نسابہ اور ابو علی بن شاذان جو عامہ سے ہیں نے خبر دی۔[4]

حسن بن محمد بن یحییٰ اصل میں مدنی تھے۔ وہ بغداد کے مربعۃ الخرسی میں رہتے تھے اور وہیں انہوں نے احادیث بیان کیں۔ انہوں نے اپنے دادا یحییٰ بن حسن اور ابراہیم دبیری وغیرہ جو اہلِ یمن میں سے ہیں سے

---

۱ تاریخ الاسلام — ج ۲۶ — ص ۵۲۔ ۵۳، ۱۷۷

۲ رجال النجاشی — ص ۶۴

۳ تاریخ بغداد — ج ۷ — ص ۴۳۳

۴ رجال الطوسی — ص ۴۲۲

احادیث بیان کیں جب کہ ان سے ابن رزقیہ، ابن فضل قطان، ابو الفرج احمد بن محمد بن عمر بن مسلمہ، محمد بن ابی الفوارس اور ابو علی بن شاذان نے روایت کی۔[1]

حسن بن محمد بن یحییٰ پر جہاں شیخ صدوق اور شیخ مفید جیسے معروف علمائے احادیث نے اعتماد کیا اور ان کی تعریف کی وہاں مشہور علمائے رجال نے ان پر کڑی تنقید بھی کی اور موضوع احادیث بیان کرنے کا الزام بھی ان پر لگا۔ نجاشی کہتے ہیں کہ انہوں نے مجہول راویوں سے منکرہ احادیث بیان کیں۔[2] العضائری کے مطابق وہ جھوٹے تھے، انہوں نے مجاہرہ احادیث وضع کیں اور مجہول راویوں جن کا کہیں ذکر نہیں پر اعتماد کیا ماسوا ان روایتوں کے جو انہوں نے اپنے دادا کی کتابوں سے بیان کیں اور ان سے غیروں نے بیان کیں اور وہ روایتیں جو انہوں نے علی بن احمد بن علی عقیقی، جن کی تصنیفات مشہور ہیں، سے بیان کیں۔[3]

حسن بن محمد بن یحییٰ نے بہت سی روایات اپنے دادا کی کتب سے بیان کیں جنہیں العضائری نے بھی صحیح قرار دیا اور علی بن احمد عقیقی سے بیان کردہ روایات کو بھی ٹھیک تسلیم کیا۔ حاکم نے مستدرک میں اس حدیث کو بھی شامل کیا جسے حسن بن محمد بن یحییٰ نے اسماعیل بن محمد بن اسحاق بن جعفر ابن محمد بن علی بن حسین سے بیان کیا۔ یہ حدیث امام حسن علیہ السّلام کے خطبہ کے بارے میں ہے۔

امام حسن علیہ السّلام کا خطبہ

۸/۴۷ [المستدرك] (حدثنا) أبو محمد الحسن بن محمد بن يحيى ابن أخي طاهر العقيقي الحسني ثنا إسماعيل بن محمد بن إسحاق بن جعفر ابن محمد بن علي بن الحسين حدثني عمي علي بن جعفر بن محمد حدثني الحسين بن زيد عن عمر بن علي عن أبيه علي بن الحسين قال خطب الحسن بن علي الناس حين قتل علي فحمد الله وأثنى عليه ثم قال لقد قبض في هذه الليلة رجل لا يسبقه الأولون بعمل ولا يدركه الآخرون وقد كان رسول الله صلى الله عليه وآله يعطيه رايته فيقاتل وجبريل

۱ تاريخ بغداد ـــ ج۷ ـــ ص۴۳۳
۲ رجال النجاشي ـــ ص۶۴
۳ الرجال لابن الغضائري ـــ ص۵۴

عن يمينه وميكائيل عن يساره فما يرجع حتى يفتح الله عليه وما ترك على أهل الأرض صفراء ولا بيضاء الا سبع مائة درهم فضلت من عطاياه أراد أن يبتاع بها خادما لأهله ثم قال أيها الناس من عرفني فقد عرفني ومن لم يعرفني فانا الحسن بن علي وانا ابن النبي وانا ابن الوصي وانا ابن البشير وانا ابن النذير وانا ابن الداعي إلى الله باذنه وانا ابن السراج المنير وانا من أهل البيت الذي كان جبريل ينزل الينا ويصعد من عندنا وانا من أهل البيت الذي اذهب الله عنهم الرجس وطهرهم تطهيرا وانا من أهل البيت الذي افترض الله مودتهم على كل مسلم فقال تبارك وتعالى لنبيه صلى الله عليه وآله قل لا أسئلكم عليه اجرا الا المودة في القربى ومن يقترف حسنة نزد له فيها حسنا فاقتراف الحسنة مودتنا أهل البيت.[1]

[بیان کیا ہم سے] ابو محمد حسن بن محمد بن یحییٰ ابن اخی طاہر عقیقی حسنی نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا ہم سے اسماعیل بن محمد بن اسحاق بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا مجھ سے میرے چچا علی بن جعفر بن محمد نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا مجھ سے حسین بن زید نے عمر بن علی سے، انہوں نے اپنے والد علی بن حسین سے، انہوں نے فرمایا: علی قتل ہوئے تو حسن بن علی نے لوگوں کو خطبہ دیا۔ اللہ کی حمد و ثنا کی، پھر فرمایا بے شک آج کی رات اس مرد کی وفات ہوئی کہ عمل میں نہ گذشتہ ان سے سبقت لے سکے اور نہ آنے والے ان تک پہنچ سکیں گے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں اپنا عَلَم عطا فرماتے، پھر وہ مقاتلہ کرتے۔ اور جبرائیل ان کے دائیں طرف اور میکائیل بائیں طرف ہوتے۔ وہ اس وقت تک واپس نہ آتے جب تک اللہ انہیں فتح نہ دیتا تھا۔ اور اہلِ ارض کے لیے آپ نے سونا چھوڑا نہ چاندی ماسِوا سات سو درہم کے جو آپ کے حصّہ سے بچ گئے تھے۔ آپ چاہتے تھے کہ اپنے اس حصّہ سے اپنے گھر والوں کے لیے کوئی خدمت گار خریدیں۔ پھر فرمایا اے لوگو جو مجھے پہچانتا ہے وہ پہچانتا ہے اور جو مجھے نہیں پہچانتا تو میں علی کا بیٹا حسن ہوں اور میں نبی کا بیٹا ہوں اور میں وصی کا بیٹا ہوں اور میں بشارت دینے والے کا بیٹا ہوں اور میں ڈرانے والے کا بیٹا ہوں اور میں اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والے کا بیٹا ہوں اور میں سراج منیر کا بیٹا ہوں اور

---

۱ المستدرک علی الصحیحین — ج ۳ — ص ۱۷۲

میں اہلبیت میں سے ہوں جن پر جبرائیل نازل ہوتے تھے اور ہمارے ہاں سے جانب آسمان صعود فرماتے تھے۔ اور میں اہلبیت میں سے ہوں کہ جن سے اللہ نے پلیدگی کو دُور رکھا اور جنہیں پاک رکھا جیسے پاک رکھنے کا حق ہے۔ اور میں اہلبیت میں سے ہوں جن کی مؤدت اللہ نے ہر مسلمان پر فرض کی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ کہہ دو میں اس پر کوئی اجر نہیں مانگتا سوائے قربیٰ کی مؤدت کے اور جو نیکی کسب کرے تو ہم اس نیکی میں مزید حُسن بھر دیں گے۔ نیکی کسب کرنے سے مراد ہم اہلبیت کی مؤدت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فاطمہ بنت اسد کو خود دفن کیا

۸/۴۸ [علل الشرايع] حدثنا الحسن بن محمد بن يحيى العلوي رحمه الله قال حدثني جدي قال حدثني بكر بن عبد الوهاب قال حدثني عيسى بن عبد الله عن أبيه عن جده ان رسول الله صلى الله عليه وآله دفن فاطمة بنت أسد بن هاشم وكانت مهاجرة مبايعة بالروحاء مقابل حمام أبي قطيعة قال وكفنها رسول الله صلى الله عليه وآله في قميصه ونزل في قبرها وتمرغ في لحدها فقيل له في ذلك فقال: اني أبي هلك وانا صغير فأخذتني هي وزوجها فكانا يوسعان على ويؤثراني على أولادهما فأحببت ان يوسع الله عليها قبرها.[1]

بیان کیا ہم سے حسن بن محمد بن یحییٰ علوی رحمہ اللہ نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے میرے دادا نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے بکر بن عبد الوہاب نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے عیسیٰ بن عبد اللہ نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ان کے دادا سے کہ حضرت فاطمہ بنت اسد بن ہاشم مہاجرہ تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روحاء مقابل حمام ابی قطیعہ میں ان کو خود دفن کیا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو اپنی قمیض کا کفن دیا، ان کی قبر میں اترے اور ان کی لحد میں لیٹے۔ لوگوں نے اس کے متعلق دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے والد بزرگوار میری صغیر سنی میں ہی فوت ہو گئے تھے تو انہوں نے اور ان کے شوہر نے مجھے اپنی پرورش میں لے لیا۔ یہ دونوں ہر طرح مجھے وسعت و کشادگی

---

۱ علل الشرائع ــ باب ۲۲۲ ــ حدیث ۳۱ ــ ج ۲ ــ ص ۴۶۹

دیتے اور ہر معاملہ میں مجھے اپنی اولاد پر ترجیح دیتے تھے۔ اس لیے میں نے چاہا کہ اللہ ان کی قبر میں وسعت اور کشادگی عطا فرمائے۔

فتح خیبر اور جعفر رضی اللہ عنہ کی آمد

٨/٤٩ [الخصال] حدثنا الحسن بن محمد بن يحيى العلوي رضي الله عنه قال: حدثني جدي قال: حدثنا داود بن القاسم قال: حدثنا الحسن بن زيد قال: سمعت جماعة من أهل بيتي يقولون: إن جعفر بن أبي طالب رضي الله عنه لما قدم من أرض الحبشة وكان بها مهاجرا وذلك يوم فتح خيبر، قام إليه النبي صلى الله عليه وآله فقبل بين عينيه ثم قال: ما أدري بأيهما أنا أسر: بقدوم جعفر، أو بفتح خيبر.[1]

بیان کیا ہم سے حسن بن محمد بن یحییٰ رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے میرے دادا نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے داؤد بن قاسم نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے حسن بن زید نے، انہوں نے کہا میں نے اپنے خاندان کی ایک جماعت کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جعفر بن ابو طالب رضی اللہ عنہ حبشہ کی ہجرت سے جب واپس آئے تو اسی روز خیبر فتح ہوا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ لیا اور فرمایا کہ مجھے علم نہیں کہ میں کس بات سے زیادہ خوش ہوں، جعفر کی آمد سے یا خیبر کی فتح سے۔

جعفر رضی اللہ عنہ کی موت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مغموم

٨/٥٠ [المستدرك] (أخبرنا) أبو محمد الحسن بن محمد بن يحيى العلوي ابن أخي طاهر ثنا جدي ثنا إبراهيم بن يحيى بن عباد السجزي عن أبيه عن محمد بن إسحاق قال حدثني القاسم عن أبيه عن عائشة زوج النبي صلى الله عليه وآله وسلم قالت لما أتى نعي جعفر عرفنا في وجه رسول الله صلى الله عليه وآله الحزن.[2]

(خبر دی ہمیں) ابو محمد حسن بن محمد بن یحییٰ علوی ابن اخی طاہر نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا ہم سے

---

١ الخصال — باب الاثنين معرفة التوحيد بخصلتين — حديث ١٢١ — ص٧٦-٧٧

٢ المستدرک علی الصحیحین — ج٣ — ص٢٠٩

میرے دادا نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا ہم سے ابراہیم بن یحییٰ بن عباد سجزی نے، انہوں نے محمد بن اسحاق سے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے قاسم نے اپنے والد سے، انہوں نے حضرت عائشہ زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے، وہ فرماتی ہیں کہ جب جعفر کی شہادت کی خبر آئی تو ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چہرے پر حزن و غم کو دیکھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عقیل رضی اللہ عنہ سے دو محبتیں

۸/۵۱ [الخصال] حدثنا أبو محمد الحسن بن محمد بن يحيى بن الحسن بن جعفر بن عبيد الله ابن الحسين بن علي بن الحسين بن علي بن أبي طالب عليهم السلام قال: حدثني جدي يحيى بن الحسن قال: حدثني إبراهيم بن محمد بن يوسف المقدسي قال: حدثنا علي ابن الحسن، عن إبراهيم بن رستم، عن أبي حمزة السكوني، عن جابر بن يزيد الجعفي عن عبد الرحمن بن سابط قال: كان رسول الله صلى الله عليه وآله يقول لعقيل: إني لأحبك يا عقيل حبين حبا لك وحبا لحب أبي طالب لك.[۱]

بیان کیا ہم سے ابو محمد حسن بن محمد بن یحییٰ بن حسن بن جعفر بن عبید اللہ بن حسین بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السّلام نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے میرے دادا یحییٰ بن حسن نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے ابراہیم بن محمد بن یوسف مقدسی نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے علی بن حسن نے، انہوں نے ابراہیم بن رستم سے، انہوں نے ابی حمزہ السکونی سے، انہوں نے جابر بن یزید جعفی سے، انہوں نے عبد الرحمان بن سابط سے، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم عقیل سے فرمایا کرتے تھے کہ اے عقیل میں تم سے دو محبتیں اپنے دِل میں رکھتا ہوں۔ ایک تو صِرف تمہاری اپنی محبّت کی وجہ سے اور دوسری ابی طالب کی محبّت کی وجہ سے محبّت۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام کی قید اور شہادت

۸/۵۲ [الإرشاد] ما ذكره أحمد بن عبيد الله بن عمار، عن علي بن محمد النوفلي،

---

۱ الخصال — باب الاثنين معرفة التوحيد بخصلتين — حديث ۱۲۰ — ص۷۶

عن أبيه، وأحمد بن محمد بن سعيد، وأبو محمد الحسن ابن محمد بن يحيى، عن مشايخهم قالوا: كان السبب في أخذ موسى بن جعفر عليهما السلام أن الرشيد جعل ابنه في حجر جعفر بن محمد بن الأشعث، فحسده يحيى بن خالد بن برمك على ذلك، وقال: إن أفضت إليه الخلافة زالت دولتي ودولة ولدي، فاحتال على جعفر بن محمد وكان يقول بالإمامة حتى داخله وأنس إليه، وكان يكثر غشيانه في منزله فيقف على أمره ويرفعه إلى الرشيد، ويزيد عليه في ذلك بما يقدح في قلبه. ثم قال يوما لبعض ثقاته: تعرفون لي رجلا من آل أبي طالب ليس بواسع الحال، يعرفني ما أحتاج إليه. فدل على علي بن إسماعيل بن جعفر بن محمد، فحمل إليه يحيى بن خالد مالا، وكان موسى بن جعفر عليه السلام يأنس بعلي بن إسماعيل ويصله ويبره. ثم أنفذ إليه يحيى بن خالد يرغبه في قصد الرشيد ويعده بالاحسان إليه، فعمل على ذلك، وأحس به موسى عليه السلام فدعاه فقال له: "إلى أين يا بن أخي؟ "قال: إلى بغداد. قال: "وما تصنع؟ "قال :علي دين وأنا معلق. فقال له موسى: "فأنا أقضي دينك وأفعل بك وأصنع" فلم يلتفت إلى ذلك، وعمل على الخروج، فاستدعاه أبو الحسن فقال له: "أنت خارج؟" قال: نعم، لا بد لي من ذلك. فقال له: "انظر يا بن أخي واتق الله، ولا تؤتم أولادي" وأمر له بثلاثمائة دينار وأربعة آلاف درهم، فلما قام من بين يديه قال أبو الحسن موسى عليه السلام لمن حضره: "والله ليسعين في دمي، ويؤتمن أولادي" فقالوا له: جعلنا الله فداك، فأنت تعلم هذا من حاله وتعطيه وتصله! قال لهم: "نعم، حدثني أبي، عن آبائه، عن رسول الله صلى الله عليه وآله، أن الرحم إذا قطعت فوصلت فقطعت قطعها الله، وإنني أردت أن أصله بعد قطعه لي، حتى إذا قطعني قطعه الله".

قالوا: فخرج علي بن إسماعيل حتى أتى يحيى بن خالد، فتعرف منه خبر موسى بن جعفر عليهما السلام ورفعه إلى الرشيد وزاد عليه، ثم أوصله إلى الرشيد فسأله عن عمه فسعى به إليه وقال له: إن الأموال تحمل إليه من المشرق والمغرب، وأنه اشترى ضيعة سماها اليسيرة بثلاثين ألف دينار، فقال له صاحبها وقد أحضره المال لا آخذ هذا النقد، ولا آخذ إلا نقد كذا وكذا، فأمر بذلك المال فرد وأعطاه ثلاثين ألف دينار من النقد الذي سأل بعينه. فسمع ذلك منه الرشيد وأمر له بمائتي ألف درهم تسبيبا على بعض النواحي، فاختار بعض كور المشرق، ومضت رسله لقبض

المال وأقام ينتظرهم، فدخل في بعض تلك الأيام إلى الخلاء فزحر زحرة خرجت منها حشوته كلها فسقط، وجهدوا في ردها فلم يقدروا، فوقع لما به، وجاءه المال وهو ينزع، فقال: ما أصنع به وأنا في الموت؟!

وخرج الرشيد في تلك السنة إلى الحج، وبدأ بالمدينة فقبض فيها على أبي الحسن موسى عليه السلام. ويقال: إنه لما ورد المدينة استقبله موسى بن جعفر في جماعة من الأشراف، وانصرفوا من استقباله، فمضى أبو الحسن إلى المسجد على رسمه، وأقام الرشيد إلى الليل وصار إلى قبر رسول الله صلى الله عليه وآله، فقال: يا رسول الله، إني أعتذر إليك من شئ أريد أن أفعله، أريد أن أحبس موسى بن جعفر، فإنه يريد التشتيت بين أمتك وسفك دمائها.

ثم أمر به فأخذ من المسجد فأدخل إليه فقيده، واستدعى قبتين فجعله في إحداهما على بغل، وجعل القبة الأخرى على بغل آخر، وخرج البغلان من داره عليهما القبتان مستورتان، ومع كل واحدة منهما خيل، فافترقت الخيل فمضى بعضها مع إحدى القبتين على طريق البصرة، والأخرى على طريق الكوفة، وكان أبو الحسن عليه السلام في القبة التي مضي بها على طريق البصرة. وإنما فعل ذلك الرشيد ليعمي على الناس الأمر في باب أبي الحسن عليه السلام.

وأمر القوم الذين كانوا مع قبة أبي الحسن أن يسلموه إلى عيسى بن جعفر بن المنصور، وكان على البصرة حينئذ فسلم إليه فحبسه عنده سنة، وكتب إليه الرشيد في دمه، فاستدعى عيسى بن جعفر بعض خاصته وثقاته فاستشارهم فيما كتب به الرشيد، فأشاروا عليه بالتوقف عن ذلك والاستعفاء منه، فكتب عيسى بن جعفر إلى الرشيد يقول له: قد طال أمر موسى بن جعفر ومقامه في حبسي، وقد اختبرت حاله ووضعت عليه العيون طول هذه المدة، فما وجدته يفتر عن العبادة، ووضعت من يسمع منه ما يقول في دعائه فما دعا عليك ولا علي ولا ذكرنا في دعائه بسوء، وما يدعو لنفسه إلا بالمغفرة والرحمة، فإن أنت أنفذت إلي من يتسلمه مني وإلا خليت سبيله فإنني متحرج من حبسه. وروي: أن بعض عيون عيسى بن جعفر رفع إليه أنه يسمعه كثيرا يقول في دعائه وهو محبوس عنده: "اللهم إنك تعلم أني كنت أسألك أن تفرغني لعبادتك، اللهم وقد فعلت فلك الحمد".

فوجه الرشيد من تسلمه من عيسى بن جعفر، وصير به إلى بغداد، فسلم إلى الفضل بن الربيع فبقي عنده مدة طويلة فأراده الرشيد على شئ من أمره فأبى، فكتب إليه بتسليمه إلى الفضل بن يحيى فتسلمه منه، وجعله في بعض حجر داره ووضع عليه الرصد، وكان عليه السلام مشغولا بالعبادة يحيي الليل كله صلاة وقراءة للقرآن ودعاءا واجتهادا، ويصوم النهار في أكثر الأيام، ولا يصرف وجهه من المحراب، فوسع عليه الفضل بن يحيى وأكرمه.

فاتصل ذلك بالرشيد وهو بالرقة فكتب إليه ينكر عليه توسعته على موسى ويأمره بقتله، فتوقف عن ذلك ولم يقدم عليه، فاغتاظ الرشيد لذلك ودعا مسرورا الخادم فقال له: اخرج على البريد في هذا الوقت إلى بغداد، وادخل من فورك على موسى بن جعفر، فإن وجدته في دعة ورفاهية فأوصل هذا الكتاب إلى العباس بن محمد ومره بامتثال ما فيه. وسلم إليه كتابا آخر إلى السندي بن شاهك يأمره فيه بطاعة العباس بن محمد.

فقدم مسرور فنزل دار الفضل بن يحيى لا يدري أحد ما يريد، ثم دخل على موسى بن جعفر عليه السلام فوجده على ما بلغ الرشيد، فمضى من فوره إلى العباس بن محمد والسندي بن شاهك فأوصل الكتابين إليهما، فلم يلبث الناس أن خرج الرسول يركض إلى الفضل بن يحيى، فركب معه وخرج مشدوها دهشا حتى دخل على العباس بن محمد، فدعا العباس بسياط وعقابين وأمر بالفضل فجرد وضربه السندي بين يديه مائة سوط، وخرج متغير اللون خلاف ما دخل، وجعل يسلم على الناس يمينا وشمالا.

وكتب مسرور بالخبر إلى الرشيد، فأمر بتسليم موسى عليه السلام إلى السندي بن شاهك، وجلس الرشيد مجلسا حافلا وقال: أيها الناس، إن الفضل بن يحيى قد عصاني وخالف طاعتي، ورأيت أن ألعنه فالعنوه لعنه الله. فلعنه الناس من كل ناحية، حتى ارتج البيت والدار بلعنه. وبلغ يحيى بن خالد الخبر، فركب إلى الرشيد فدخل من غير الباب الذي تدخل الناس منه، حتى جاءه من خلفه وهو لا يشعر، ثم قال له: التفت يا أمير المؤمنين إلي، فأصغى إليه فزعا، فقال له: إن الفضل حدث، وأنا أكفيك ما تريد، فانطلق وجهه وسر، وأقبل على الناس فقال: إن الفضل كان قد عصاني في شئ فلعنته، وقد تاب وأناب إلى طاعتي فتولوه. فقالوا: نحن أولياء من

واليت، وأعداء من عاديت وقد توليناه.

ثم خرج يحيى بن خالد على البريد حتى وافى بغداد، فماج الناس وأرجفوا بكل شئ، وأظهر أنه ورد لتعديل السواد والنظر في أمر العمال، وتشاغل ببعض ذلك أياما، ثم دعا السندي فأمره فيه بأمره فأمتثله.

وكان الذي تولى به السندي قتله عليه السلام سما جعله في طعام قدمه إليه، ويقال: إنه جعله في رطب أكل منه فأحس بالسم، ولبث ثلاثا بعده موعوكا منه، ثم مات في اليوم الثالث.

ولما مات موسى عليه السلام أدخل السندي بن شاهك عليه الفقهاء ووجوه أهل بغداد، وفيهم الهيثم بن عدي وغيره، فنظروا إليه لا أثر به من جراح ولا خنق، وأشهدهم على أنه مات حتف أنفه فشهدوا على ذلك.

وأخرج ووضع على الجسر ببغداد، ونودي: هذا موسى بن جعفر قد مات فانظروا إليه، فجعل الناس يتفرسون في وجهه وهو ميت، وقد كان قوم زعموا في أيام موسى أنه القائم المنتظر، وجعلوا حبسه هو الغيبة المذكورة للقائم، فأمر يحيى بن خالد أن ينادى عليه عند موته: هذا موسى بن جعفر الذي تزعم الرافضة أنه لا يموت فانظروا إليه، فنظر الناس إليه ميتا. ثم حمل فدفن في مقابر قريش في باب التبن، وكانت هذه المقبرة لبني هاشم والأشراف من الناس قديما. وروي: أنه عليه السلام لما حضرته الوفاة سأل السندي بن شاهك أن يحضره مولى له مدنيا ينزل عند دار العباس بن محمد في مشرعة القصب، ليتولى غسله وتكفينه، ففعل ذلك. قال السندي بن شاهك: وكنت أسأله في الإذن لي في أن أكفنه فأبى، وقال: (إنا أهل بيت، مهور نسائنا وحج صرورتنا وأكفان موتانا من طاهر أموالنا، وعندي كفن، وأريد أن يتولى غسلي وجهازي مولاي فلان) فتولى ذلك منه.[1]

ہارون رشید کے ابو الحسن موسیٰ علیہ السّلام کو گرفتار کر کے قید کرنے اور شہید کرنے کا سبب وہ ہے جسے احمد بن عبید اللہ بن عمار نے علی بن محمد نوفلی سے، انہوں نے اپنے والد اور احمد بن محمد بن سعید اور ابو محمد

1 الارشاد — ج ۲ — ص ۲۴۳-۲۴۲

حسن بن محمد بن یحییٰ سے، انہوں نے اپنے مشائخ سے نقل کیا ہے۔ ان سب نے کہا: موسیٰ بن جعفر علیہما السّلام کے گرفتار کرنے کا سبب یہ تھا کہ ہارون رشید نے اپنے بیٹے کو جعفر بن محمد بن اشعث کی گود میں قرار دیا تو یحییٰ بن خالد بن برمک کو اس پر حسد آیا اور اس نے (دِل میں) کہا کہ اگر خلافت اس تک پہنچی تو میری اور میری اولاد کی حکومت زائل ہو جائے گی تو اس نے جعفر بن محمد کے خلاف مکر و حیلہ کیا۔ اور وہ (جعفر) امامت کا قائل تھا۔ یہاں تک کہ یحییٰ نے اس تک آنا جانا شروع کیا، محبّت اور انس کا اظہار کیا اور اکثر اس کے گھر میں آیا جایا کرتا۔ اس طرح تمام حالات سے واقف ہو کر اسے رشید کے سامنے پیش کرتا اور اس میں کچھ اپنے پاس سے لگاتا جس سے رشید کے دِل میں بدگمانی پیدا ہوتی۔ پھر اس نے ایک دن اپنے کسی قابل وثوق شخص سے کہا کیا تم آل ابو طالب میں سے کسی شخص کو جانتے ہو جو وسعت اور خوش حالی میں نہ ہو، جو مجھے وہ چیز بتائے کہ جن کی مجھے ضرورت ہے تو اسے علی بن اسماعیل بن جعفر بن محمد کی راہنمائی کی گئی، تو یحییٰ بن خالد نے اس کے پاس کچھ مال بھیجا۔ اور علی بن اسماعیل بن جعفر بن محمد سے موسیٰ بن جعفر علیہما السّلام مانوس تھے، اس سے صلہ رحمی فرماتے اور اس سے نیکی اور احسان کرتے تھے۔ پھر یحییٰ بن خالد نے اس علی بن اسماعیل کی طرف کسی کو بھیجا جو اسے رشید کے ہاں آنے کی دعوت دے اور اس سے احسان کرنے کا وعدہ کیا تو اس نے یہ ارادہ کر لیا۔ جب اس کو موسیٰ علیہ السّلام نے محسوس کیا تو اسے بلایا اور اس سے فرمایا: اے بھتیجے کہاں کا ارادہ ہے؟ وہ کہنے لگا کہ بغداد کا۔ آپ علیہ السّلام نے فرمایا کہ وہاں جا کر کیا کرو گے؟ تو اس نے کہا کہ مجھ پر قرض ہے، اور میں فقر و فاقہ میں بھی ہوں تو حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے فرمایا کہ میں تیرا قرض ادا کروں گا اور تجھ سے نیکی اور احسان کروں گا تو وہ اس طرف متوجہ نہ ہوا، اور اس نے جانے کا پختہ ارادہ کر لیا تو ابو الحسن علیہ السّلام نے بلایا اور اس سے فرمایا: دیکھو بھتیجے اللہ سے ڈرنا اور میری اولاد کو یتیم نہ کرنا اور آپ علیہ السّلام نے اس کے لیے تین ہزار دینار اور چار ہزار درہم دینے کا حکم دیا۔ پس جب وہ آپ علیہ السّلام سے اٹھ کر چلا تو ابو الحسن موسیٰ علیہ السّلام نے حاضرین سے فرمایا: اللہ کی قسم یہ ضرور میرے خون کے بہانے میں کوشش کرے گا اور میری چغلی کرے گا اور میری اولاد کو یتیم کرے گا۔ تو لوگوں نے آپ علیہ السّلام سے عرض کیا کہ ہم آپ علیہ السّلام پر قربان، تو آپ علیہ السّلام یہ جاننے کے باوجود اسے دے رہے ہیں اور اس پر صلہ رحمی فرما رہے ہیں۔ آپ علیہ السّلام نے فرمایا: بیان کیا مجھ سے میرے والد بزرگوار نے، انہوں نے اپنے آباؤ اجداد سے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

سے کہ جب کوئی رشتہ دار قطع رحمی کرے پھر صلہ رحمی ہو اور وہ پھر قطع رحمی کر دے تو اللہ اس کو توڑ دیتا ہے۔ تو میں یہ چاہتا تھا کہ اس سے اس موجودہ قطع رحمی کے بعد صلہ رحمی کروں تاکہ جب پھر وہ مجھ سے قطع رحمی کرے تو اللہ بھی اس کا رشتہ توڑ دے۔

کہتے ہیں کہ پس علی بن اسماعیل مدینہ سے نکلا، یہاں تک کہ وہ یحییٰ بن خالد کے پاس پہنچا تو اس نے موسیٰ بن جعفر علیہما السّلام کے حالات معلوم کر کے، کچھ اور اپنی طرف سے اضافہ کر کے، رشید تک پہنچایا۔ پھر اس کو رشید تک پہنچایا تو اس نے اس کے چچا (یعنی امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام) کے متعلق پوچھا تو اس نے رشید کے پاس آپ علیہ السّلام کی چغلیاں کیں اور کہنے لگا کہ ان کے پاس مشرق و مغرب سے مال آتے ہیں اور انہوں نے تیس ہزار دینار سے ایک جاگیر خرید کی ہے جس کا نام یسیر رکھا ہے تو ان سے اس جاگیر کے مالک نے کہا کہ میں یہ رقم نہیں لیتا اور میں تو فلاں فلاں نقدی لوں گا تو آپ علیہ السّلام نے حکم دیا تو وہ رقم واپس لے لی گئی اور اس کو اس نقدی میں سے بعینہ دیئے گئے جس کا اس نے سوال کیا تھا۔ پس رشید نے اس (علی بن اسماعیل) سے یہ سنا تو اس کے لیے دو لاکھ درہم کا حکم دیا کہ جس کی وصولی بعض علاقوں پر ڈالی جائے تو اس نے مشرق کے بعض علاقوں کا انتخاب کیا۔ اس کے قاصد مال لینے کے لیے ادھر گئے۔ خود اس نے اس مال کے پہنچنے تک وہاں پر قیام کیا۔ پس ایک دن وہ بیت الخلاء گیا تو اسے پیچش لگی کہ جس سے اس کی ساری انتڑیاں باہر آ گئیں اور وہ گر پڑا۔ لوگوں نے انتڑیوں کے واپس اندر جانے کی پوری کوشش کی لیکن وہ اس پر قادر نہ ہو سکے، تو جب اسے اسی حالت میں اٹھایا گیا اور اس کے پاس مال پہنچا تو وہ نزع کی حالت میں تھا تو کہنے لگا اب میں اسے کیا کروں گا جب کہ میں موت میں مبتلا ہوں۔

اور اس سال رشید حج کے لیے نکلا اور پہلے مدینہ گیا اور وہاں پر ابو الحسن موسیٰ علیہ السّلام کو گرفتار کر لیا۔ یُوں بتایا جاتا ہے کہ جب وہ مدینہ میں وارد ہوا تو حضرت موسیٰ بن جعفر علیہما السّلام نے اشراف اور بزرگوں کی ایک جماعت کے ساتھ اس کا استقبال کیا اور وہ استقبال کے بعد واپس آئے تو ابو الحسن علیہ السّلام حسب معمول مسجد کی طرف گئے تو رشید رات تک وہیں رہا۔ پھر وہ قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف گیا اور کہنے لگا کہ اے اللہ کے رسول [صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم] میں ایک چیز کے سلسلہ میں معذرت خواہ ہوں کہ جسے میں کرنا چاہتا ہوں۔ میں موسیٰ بن جعفر (علیہما السّلام) کو گرفتار کرنا چاہتا ہوں۔ چونکہ وہ آپ [صلی اللہ علیہ

وآلہٖ وسلم] کی اُمّت میں اختلاف ڈال کر اس کا خون بہانا چاہتے ہیں۔

پھر اس نے آپ علیہ السّلام کے بارے میں حکم دیا اور انہیں مسجد سے گرفتار کر کے اس کے پاس لایا گیا۔ چنانچہ اس نے آپ علیہ السّلام کو قید کرا دیا اور دو قبے منگوائے اور آپ علیہ السّلام کو ان میں سے ایک میں قرار دیا جو کہ ایک خچر پر رکھا گیا تھا، اور دوسرا قبہ دوسرے خچر پر رکھا گیا اور دونوں خچر اس کے گھر سے نکالے گئے کہ جن پر دو قبے تھے اور انہیں چھپا دیا گیا تھا اور ہر ایک کے ساتھ کچھ گھوڑ سوار تھے پس وہ گھوڑ سوار الگ الگ ہو گئے، کچھ ایک قبہ کے ساتھ بصرہ کے راستہ پر چلے اور کچھ دوسرے کے ساتھ کوفہ کے راستہ پر چلے اور ابو الحسن علیہ السّلام اسی قبہ میں تھے جو بصرہ کی راہ پر چلا گیا تھا اور رشید نے یہ اس لیے کیا تھا تا کہ ابو الحسن علیہ السّلام کے بارے میں لوگ تاریکی میں رہیں۔ اور ان لوگوں کو جو ابو الحسن علیہ السّلام کے قبہ کے ساتھ تھے حکم دیا کہ وہ آپ علیہ السّلام کو عیسیٰ بن جعفر بن منصور کے سُپرد کر دیں اور اس وقت وہ بصرہ کا حاکم تھا۔ پس آپ علیہ السّلام کو اس کے سُپرد کیا گیا اور اس نے ایک سال تک آپ علیہ السّلام کو اپنے ہاں قید رکھا اور رشید نے اس کو آپ علیہ السّلام کا خون بہانے کے لیے لکھا تو عیسیٰ نے اپنے کچھ خواص اور قابل وثوق لوگوں کو بلا کر ان سے اس سلسلہ میں مشورہ کیا جو رشید نے لکھا تھا تو انہوں نے اسے مشورہ دیا کہ اس سے اپنے آپ کو روکو اور رشید سے معافی چاہو۔ تو عیسیٰ بن جعفر نے رشید کو لکھا اور یہ کہا کہ بے شک موسیٰ بن جعفر علیہما السّلام کا معاملہ اور ان کا قیام میری قید میں طول پکڑ گیا ہے اور میں نے ان کے حالات کا اختیار و امتحان کیا ہے اور اس طویل مدت میں ان پر جاسوس مقرر کیے ہیں۔ پس میں نے انہیں نہیں پایا کہ وہ عبادت سے تھکتے ہوں۔ اور کچھ لوگوں کو وہاں رکھا ہے جو سنیں کہ وہ اپنی دُعا میں کیا کہتے ہیں تو نہ انہوں نے آپ کو بد دُعا دی ہے اور نہ ہی مجھے اور نہ ہی ہمیں برائی سے یاد کیا ہے۔ وہ اپنے لیے بھی صِرف مغفرت اور رحمت کی دُعا مانگتے ہیں تو اگر آپ نے کسی کو میرے پاس بھیجا کہ جو مجھ سے انہیں اپنی سپردگی میں لے جائے تو بہتر ورنہ میں انہیں آزاد کر دوں گا کیونکہ انہیں قید میں رکھ کر مجھے زحمت محسوس ہوتی ہے۔

روایت ہے کہ عیسیٰ بن جعفر کے ایک جاسوس نے اسے خبر دی کہ وہ انہیں یہ دُعا کہتے ہوئے سنتا ہے: ”خدایا تو جانتا ہے کہ میں تجھ سے سوال کیا کرتا تھا کہ تُو مجھے اپنی عبادت کے لیے فراغت دے دے اور تُو نے ایسا کیا ہے پس تیرے لیے حمد اور تمام تعریفیں ہیں۔“ راوی کہتا ہے کہ رشید نے کسی کو بھیجا جس نے جا کر

آپ کو عیسیٰ بن جعفر سے اپنی سپردگی میں لیا اور آنحضرت علیہ السّلام کو بغداد کی طرف لے گیا اور انہیں فضل بن ربیع کے سُپرد کر دیا تو آپ علیہ السّلام اس کے ہاں بھی طویل مدت تک رہے۔ پس اس سے رشید نے آپ علیہ السّلام کے بارے میں کسی چیز کا ارادہ کیا لیکن اس نے انکار کر دیا تو رشید نے اسے لکھا کہ انہیں فضل بن یحییٰ کے سُپرد کر دو تو اس نے اپنی سپردگی میں لے کر آپ علیہ السّلام کو اپنے گھر کے ایک کمرے میں رکھا اور آپ علیہ السّلام پر نگران مقرر کیے اور آپ علیہ السّلام عبادت میں مشغول رہتے۔ آپ علیہ السّلام ساری رات نماز، قرأت قرآن، دُعا اور تہجد میں گزار دیتے اور اکثر دن روزے رکھتے اور اپنا رخ محراب سے نہ ہٹاتے۔ یہ دیکھ کر فضل بن یحییٰ نے آپ علیہ السّلام کے ساتھ نرمی و فراخی اختیار کرتے ہوئے عزّت و تکریم شروع کر دی۔ ہارون رشید کو اس کا پتہ چل گیا۔ اس وقت وہ رقہ میں تھا۔ اس نے فضل بن یحییٰ کو خط لکھا جس میں امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام کے ساتھ نرمی کرنے پر برا منایا اور اسے آپ علیہ السّلام کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ لیکن اس نے اس میں توقف کیا اور اس کام میں اقدام نہ کیا تو اس سے رشید آگ بگولا ہو گیا اور اس نے مسرور خادم کو بلایا اور اس سے کہا کہ اسی وقت تیز رفتار سواری پر بغداد جاؤ اور فوراً موسیٰ بن جعفر کے پاس پہنچو۔ اگر انہیں راحت و آرام و وسعت میں پاؤ تو یہ خط عباس بن محمد کو پہنچا کر اس کو حکم دو کہ جو کچھ اس خط میں ہے اس کی پیروی کرو اور دوسرا خط اس نے سندی بن شاہک کے نام کا دیا جس میں اسے حکم دیا کہ وہ عباس بن محمد کی اطاعت کرے۔

پس مسرور آیا اور وہ فضل بن یحییٰ کے گھر آ کر اترا۔ کوئی نہیں جانتا تھا کہ اس کا ارادہ کیا ہے۔ پھر وہ موسیٰ بن جعفر علیہما السّلام کی خدمت میں گیا تو انہیں اسی طرح پایا جس طرح رشید کو خبر ملی تھی۔ پس وہ فوراً عباس بن محمد کے پاس اور سندی بن شاہک کے ہاں گیا اور دونوں کو رشید کے خط دیئے۔ پس یہ لوگ تھوڑی ہی دیر ٹھہرے ہوں گے کہ (عباس بن محمد کا) قاصد تیزی سے فضل بن یحییٰ کے پاس گیا، اس کے ساتھ سوار ہوا اور فضل حیران اور پریشان حالت میں عباس بن محمد کے پاس پہنچا۔ عباس نے کوڑے مارنے اور سزا دینے والوں کو بلایا اور فضل کا لباس اتارنے کا حکم دیا۔ پھر سندی نے اس کے سامنے اسے ایک سو کوڑے مارے۔ چنانچہ رنگت اڑی حالت میں وہ باہر آیا جو اندر جاتے ہوئے نہ تھی اور وہ دائیں بائیں لوگوں کو سلام کرنے لگا، اور مسرور نے اس واقعہ کی خبر رشید کو لکھ بھیجی جس نے حکم دیا کہ موسیٰ علیہ السّلام کو سندی بن شاہک کے سُپرد کیا جائے اور رشید ایک عمومی دربار لگا کر بیٹھا جس میں بہت سے لوگ تھے اور کہا کہ اے لوگو! فضل بن یحییٰ نے میری

نافرمانی اور میرے حکم کی خلاف ورزی کی ہے اور میری رائے ہے کہ اس پر لعنت کروں، تم بھی اس پر لعنت کرو تو ہر طرف سے لوگوں نے لعنت کرنا شروع کر دی۔ یہاں تک کہ وہ کمرے اور گھر لعنت کی صدا سے گونج اٹھے۔

یہ خبر (فضل کے والد) یحییٰ بن خالد کو ملی تو وہ سوار ہو کر رشید کے پاس گیا اور عام لوگوں کے داخل ہونے والے دروازے سے ہٹ کر دوسرے دروازے سے رشید کے پیچھے سے آیا اور رشید کو اس کا شعور تک نہیں تھا، پھر اس سے کہا کہ اے امیر المومنین میری طرف ملتفت ہو جایئے۔ رشید نے گھبرا کر اس کی طرف کان دھرے تو اس نے کہا کہ فضل نوجوان ہے اور میں اس چیز کی کفایت کروں گا، پس اس کا چہرہ کھل گیا اور خوش ہوا اور لوگوں کی طرف رخ کر کے کہنے لگا کہ فضل نے کسی چیز میں میری نافرمانی کی تھی تو میں نے اسے عیب دار قرار دیا تھا، اب اس نے توبہ کر لی ہے اور میری اطاعت کی طرف پلٹ آیا ہے، پس اسے دوست رکھو تو وہ کہنے لگے کہ ہم اس کے دوست ہیں جس کے آپ دوست ہیں اور ہم اس کے دشمن ہیں جس کے آپ دشمن ہیں اور اب ہم اسے دوست رکھتے ہیں۔ پھر یحییٰ بن خالد تیز سواری پر سوار ہو کر بغداد پہنچا۔ پس لوگوں میں ایک لہر دوڑ گئی اور ہر قسم کے خدشات ان کے دِل میں آنے لگے اور اس نے یہ ظاہر کیا کہ وہ لشکر کے اعتدال اور عاملوں کے امور کی دیکھ بھال کے لیے یہاں آیا ہے اور کچھ دن ان میں سے بعض امور میں مشغول رہا۔ پھر اس نے سندی بن شاہک کو بُلا کر آنحضرت علیہ السّلام کے بارے میں کوئی حکم دیا جس پر اس نے اطاعت کی۔ وہ یہ تھا کہ سندی نے آپ علیہ السّلام کو دیئے جانے والے کھانے میں زہر دے کر مارنے کی ذِمّہ داری لی۔ بعض کہتے ہیں کہ اس نے تازہ کھجوروں میں زہر دیا۔ آپ علیہ السّلام نے ان میں سے کچھ کھائیں تو آپ علیہ السّلام نے زہر محسوس کیا۔ آپ علیہ السّلام تین دن تک بخار میں مبتلا رہے، پھر تیسرے دن آپ علیہ السّلام کی شہادت ہوئی۔

جب حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی وفات ہو چکی تو سندی بن شاہک (لعین) آپ کے پاس فقہاء اور بغداد کے بڑے لوگوں کو لے گیا جن میں ہیثم بن عدی وغیرہ بھی تھے۔ انہوں نے آپ علیہ السّلام کے جسم کو دیکھا کہ اس پر کوئی زخم یا گلا گھونٹنے کا اثر نہیں تھا اور ان سے اس نے گواہی لی کہ آپ علیہ السّلام اپنی موت سے مرے ہیں، اور انہوں نے اس پر گواہی دی اور آپ علیہ السّلام کا جنازہ نکال کر پل بغداد پر رکھ دیا گیا، اور منادی نے ندا دی کہ یہ موسیٰ بن جعفر ہیں جو فوت ہو گئے ہیں، پس آ کر انہیں دیکھ لو تو لوگ آپ علیہ السّلام کے

چہرے کو بڑے غور سے دیکھتے تھے اور آنحضرت علیہ السّلام فوت ہوئے پڑے تھے اور کچھ لوگوں کا گمان حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی زندگی میں ہی یہ تھا کہ وہ قائم منتظر علیہ السّلام ہیں اور ان کے عرصہ قید کو انہوں نے وہ غیبت سمجھا جو حضرت قائم منتظر علیہ السّلام کے لیے ہے۔

پس یحییٰ بن خالد نے حکم دیا کہ آپ علیہ السّلام کے جنازے پر منادی کرائی جائے کہ یہ موسیٰ بن جعفر علیہما السّلام ہیں جن کے بارے میں رافضیوں کا یہ گمان ہے کہ وہی قائم (آلِ محمد علیہ السّلام) ہیں جو فوت نہیں ہوں گے۔ پس انہیں دیکھو تو لوگوں نے آپ علیہ السّلام کو حالت فوتیدگی میں آکر دیکھا۔ پھر آپ علیہ السّلام کا جنازہ اٹھایا گیا اور آپ علیہ السّلام کو مقابر قریش میں باب التین میں دفن کیا گیا اور یہ قبرستان ہمیشہ سے بنی ہاشم اور لوگوں میں سے اشراف اور بزرگوں کے لیے تھا۔

روایت ہے کہ جب آپ علیہ السّلام کا وقتِ وفات آیا تو آپ علیہ السّلام نے سندی بن شاہک سے خواہش کی کہ آپ علیہ السّلام کا مدنی دوست آپ علیہ السّلام کے پاس آموجود ہو جو عباس بن محمد کے گھر کے پاس مشرعتہ القصب میں رہتا ہے تاکہ وہ آپ علیہ السّلام کے غسل و کفن کا سامان کرے۔ سندی کہتا ہے کہ میں نے آپ علیہ السّلام سے عرض کیا کہ آپ علیہ السّلام مجھے اجازت دیں کہ میں آپ علیہ السّلام کو کفن پہناؤں تو آپ علیہ السّلام نے انکار کر دیا اور فرمایا کہ ہم ایسے اہلبیت ہیں کہ جن کی عورتوں کا حق مہر پہلی مرتبہ حج کرنے کا زادہ راہ ہوتا ہے۔ اور ہم میں سے جو فوت ہو اس کا کفن ہمارے پاک و پاکیزہ اموال میں سے ہوتا ہے۔ اور میرے پاس کفن موجود ہے اور میں یہ چاہتا ہوں کہ میرا غسل اور میری تجہیز میرا فلاں دوست کرے۔ چنانچہ یہ کام اسی کے سُپرد کیا گیا تھا۔

محمد بن امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام صاحب وضو و نماز

۸/۵۳ [الإرشاد] أخبرني أبو محمد الحسن بن محمد بن يحيى قال: حدثني جدي قال: حدثتني هاشمية مولاة رقية بنت موسى قالت: كان محمد بن موسى صاحب وضوء وصلاة، وكان ليله كله يتوضأ يصلي فنسمع سكب الماء والوضوء ثم يصلي ليلا ثم يهدأ ساعة فيرقد، ويقوم فنسمع سكب الماء والوضوء ثم يصلي ثم يرقد سويعة ثم يقوم

فنسمع سكب الماء والوضوء، ثم يصلي فلا يزال ليله كذلك حتى يصبح، وما رأيته قط إلا ذكرت قول الله تعالى: (كانوا قليلا من الليل ما يهجعون).¹

خبر دی مجھے ابو محمد حسن بن محمد بن یحییٰ نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے میرے دادا نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے رقیہ بنت موسیٰ کی کنیز ہاشمیہ نے، وہ کہتی ہے کہ محمد بن موسیٰ علیہ السّلام صاحب وضوو نماز تھے اور تمام رات وضو کرنے اور نماز پڑھنے میں مشغول رہتے۔ پس ان کے وضو کرنے پر پانی کے گرنے کی آواز سنی جاتی اور وہ ساری رات نماز پڑھتے، پھر وہ تھوڑی دیر آرام کرتے اور سو جاتے، پھر کھڑے ہوتے تو پانی ڈالنے اور وضو کرنے کی آواز سنائی دیتی، پھر وہ رات کو نماز پڑھتے۔ ان کا یہی وطیرہ رہتا یہاں تک کہ صبح کرتے۔ جب بھی میں انہیں دیکھتی مجھے اللہ تعالیٰ کا ارشاد یاد آجاتا: (وہ لوگ رات کو بہت کم سویا کرتے تھے۔)

احمد بن امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام

۸/۵۴ [الإرشاد] أخبرني الشريف أبو محمد الحسن بن محمد بن يحيى قال: حدثنا جدي قال: سمعت إسماعيل بن موسى يقول: خرج أبي بولده إلى بعض أمواله بالمدينة وأسمى ذلك المال إلا أن أبا الحسين يحيى نسي الاسم قال: فكنا في ذلك المكان، وكان مع أحمد بن موسى عشرون من خدم أبي وحشمه، إن قام أحمد قاموا معه، وإن جلس جلسوا معه، وأبي بعد ذلك يرعاه ببصره ما يغفل عنه. فما انقلبنا حتى إنشج أحمد بن موسى بيننا.²

خبر دی مجھے شریف ابو محمد حسن بن محمد بن یحییٰ نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے میرے دادا نے، انہوں نے کہا میں نے اسماعیل بن موسیٰ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میرے والد اپنی اولاد کے ساتھ مدینہ میں اپنے بعض جاگیر واموال کی طرف گئے۔ (راوی اسماعیل نے تو) اس جاگیر ومال کا نام لیا لیکن ابو حسین یحییٰ (حسن بن محمد کے دادا جو راوی حدیث ہیں) بھول گئے، انہوں نے کہا ہم اس جگہ موجود تھے اور احمد بن موسیٰ علیہ السّلام کے ساتھ والد کے بیس خدم وحشم تھے۔ اگر احمد کھڑے ہو جاتے تو بیس افراد ان کے ساتھ کھڑے ہو جاتے

---

۱ الارشاد ـــ ج۲ ـــ ص۲۴۵

۲ الارشاد ـــ ج۲ ـــ ص۲۴۵

اور اگر وہ بیٹھ جاتے تو یہ بھی ان کے ساتھ ہی بیٹھ جاتے اور ہمارے والد بزرگوار انہیں اپنی آنکھوں کے سامنے رکھتے اور ان سے غافل نہ ہوتے، اور ہم وہاں سے واپس نہیں مڑے کہ احمد بن موسیٰ علیہ السّلام ہمارے سامنے چل بسے۔

نعمتیں اور شکر

۸/۵۵ [الفوائد المنتقاة] أخبرنا أحمد بن محمد بن عمران البغدادي أنبأنا أبو محمد الحسن ابن محمد بن يحيي صاحب كتاب النسب حدثنا إبراهيم بن عبد الله الصنعاني حدثنا عمي عبد الرزاق بن همام حدثنا قطبة قال قال جعفر بن محمد النعم وحشية فاشكلوها بالشكر.[۱]

خبر دی ہمیں احمد بن محمد بن عمران بغدادی نے، (انہوں نے کہا) خبر دی ہمیں ابو محمد حسن بن محمد بن یحییٰ صاحب کتاب النسب نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا ہم سے ابراہیم بن عبد اللہ صنعانی نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا ہم سے میرے چچا عبد الرزاق بن ہمام نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا ہم سے قطبہ نے، وہ کہتے ہیں جعفر بن محمد علیہما السّلام نے فرمایا: نعمتیں غیر مانوس ہوتی ہیں، پس انہیں شکر کے ذریعے اپنے ساتھ مانوس کرو۔

اللہ کی خوشنودی کے لیے بھائی کو فائدہ پہنچانا

۸/۵۶ [تاريخ بغداد] أخبرني محمد بن الحسين القطان، أخبرنا الحسن بن محمد بن يحيى العلوي، حدثنا أبو جعفر الحسن بن علي بن جعفر القمي، حدثنا جعفر بن محمد بن مالك الكوفي الأسدي، عن عبد الرحمن بن أبي عران، عن الحسن بن علي بن جعفر القمي، حدثنا جعفر بن محمد بن مالك الكوفي الأسدي، عن عبد الرحمن، عن محمد بن زيد الشبيه قال: سمعت ابن الرضا محمد بن علي بن موسى يقول: من استفاد أخا في الله فقد استفاد بيتا في الجنة.[۲]

---

۱ الفوائد المنتقاة والغرائب الحسان عن الشيوخ الكوفين انتخبها — الحافظ ابو علی محمد بن علی الصوری — ۳۷۶ھ۔۴۴۱ھ — حدیث ۲۰ — ص ۶۲ — دار الكتاب العربي۔ بیروت

۲ تاريخ بغداد — ج ۳ — ص ۲۶۶۔۲۶۷

خبر دی مجھے محمد بن حسین القطان نے، (انہوں نے کہا) خبر دی ہمیں حسن بن محمد بن یحییٰ علوی نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا ہم سے ابو جعفر حسن بن علی بن جعفر القمی نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا ہم سے جعفر بن محمد بن مالک کوفی اسدی نے عبد الرحمٰن بن ابی عران سے، انہوں نے محمد بن زید الشبیہ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابن الرضا محمد بن علی بن موسیٰ (علیہم السّلام) کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جو شخص اپنے بھائی کو اللہ کی خوشنودی کی خاطر فائدہ دے تو اس نے جنّت کے گھر سے استفادہ کیا ہے۔

بنی ہاشم پر ایک دوسرے کا صدقہ حلال ہے

۸/۵۷ [معرفة علوم الحديث] حدثنا أبو محمد الحسن بن محمد بن يحيى بن الحسن بن جعفر بن عبيد الله بن الحسين بن علي بن الحسين بن علي بن أبي طالب بن أخي طاهر العقيقي قال حدثنا أبو محمد إسماعيل بن محمد بن إسحاق بن جعفر بن محمد قال حدثني علي بن جعفر بن محمد عن الحسين بن زيد عن عمه عمر بن علي بن الحسين عن أبيه أن العباس بن عبد المطلب قال يا رسول الله إنك حرمت علينا صدقات الناس فهل تحل صدقة بعضنا لبعض قال نعم قال حسين فرأيت مشيخة أهل بيتي يشربون من الماء في المسجد إذا كان لبعض بني هاشم ويكرهون ما لم يكن لبني هاشم.[1]

بیان کیا ہم سے ابو محمد حسن بن محمد بن یحییٰ بن حسن بن جعفر بن عبید اللہ بن حسین بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب ابن اخی طاہر العقیقی نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے ابو محمد اسماعیل بن محمد بن اسحاق بن جعفر بن محمد نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے علی بن جعفر بن محمد نے حسین بن زید سے، انہوں نے اپنے چچا عمر بن علی بن حسین سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار سے، آپ علیہ السّلام نے فرمایا کہ عباس بن عبد المطلب نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے لوگوں کے صدقات کو ہم پر حرام قرار دیا ہے تو کیا ہم میں سے بعض کا بعض پر صدقہ حلال ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔ حسین کہتے ہیں

۱　معرفة علوم الحديث — ص۱۷۵

کہ میں نے اہلبیت کے بزرگوں کو دیکھا ہے کہ وہ اس مسجد سے پانی پیتے جو بنی ہاشم کی ہوتی تھی اور جو بنی ہاشم کی نہیں ہوتی تھی اس سے پانی پینا ناپسند کرتے تھے۔

علی بن احمد عقیقی

علی بن احمد بن علی بن محمد بن جعفر بن عبد اللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ جلیل علمائے امامیہ اور عظیم فقہاء میں سے تھے۔ وہ شیخ صدوق کے ہم عصر تھے۔ وہ ۲۹۸ھ میں علی بن عیسیٰ بن جراح جو ان دنوں وزیر تھا کے پاس بغداد آئے۔[۱]

علی بن احمد عقیقی نے کتابیں لکھیں جو مشہور ہوئیں۔ الغضائری نے حسن بن محمد بن یحییٰ کے تذکرہ میں علی بن احمد عقیقی کی کتب کی شہرت کا ذکر کیا۔[۲] شیخ طوسی نے الفہرست میں ان کی مندرجہ ذیل کتابوں کا ذکر کیا: کتاب المدینۃ، کتاب المسجد، کتاب بین المسجدین، کتاب النسب اور کتاب الرجال۔[۳]

علماء رجال نے اپنی کتابوں میں علی بن احمد عقیقی کی رجال پہ لکھی گئی کتاب سے کثرت سے حوالے دیئے اور لوگوں کے بارے میں ان کی رائے پر اعتماد کیا۔[۴]

علی بن احمد عقیقی نے اپنے والد[۵] کے علاوہ ابو نعیم انصاری زیدی[۶] وغیرہ سے احادیث بیان کیں۔ ان

---

۱ مستدرکات عِلم رجال الحدیث — ج۵— ص۲۹۶
۲ الرجال لابن الغضائری — ص۵۴
۳ الفہرست الطوسی— ص۱۶۲
۴ الرسائل الرجالیة — ابی المعالی محمد بن محمد ابراہیم الکلباسی —۱۲۴۷ھ-۱۳۱۵ھ —ج۴ — ص ۳۵-۳۶—دار الحدیث للطباعة والنشر — قم —۱۳۸۱ھ
۵ الفہرست الطوسی — ص۶۸
۶ کمال الدین و تمام النعمة —الشیخ الجلیل الاقدم الصدوق ابی جعفر محمد بن علی بن حسین بن بابویہ القمی — المتوفی ۳۸۱ھ — ص۴۷۰ —موسسة النشر الاسلامی التابعة لجماعة المدرسین — قم المشرفہ

سے روایت کرنے والوں میں حسن بن محمد بن یحییٰ،[۱] ابو قاسم جعفر ابن احمد علوی رقی عریضی،[۲] ابو حسن محمد بن احمد بن علی بن خیزان انباری[۳] اور محمد بن حسین قنطری[۴] وغیرہ شامل ہیں۔ احمد بن عبدون نے کہا عقیقی کی احادیث میں مناکیر ہیں۔[۵]

سیّد خوئی کہتے ہیں کہ شیخ صدوق نے اپنی کتاب کمال الدین (باب ۴۵ حدیث ۳۶) میں امام زمانہ علیہ السّلام کے بارے میں جو روایت بیان کی ہے اس سے علی بن احمد عقیقی کی عظمت و جلالت کا پتہ چلتا ہے۔[۶] وہ روایت یہ ہے:

علی بن احمد عقیقی کے لیے امامِ زمانہ علیہ السّلام کے تحائف

۹/۵۸ [كمال الدين] وأخبرنا أبو محمد الحسن بن محمد بن يحيى العلوي ابن أخي طاهر ببغداد طرف سوق القطن في داره، قال: قدم أبو الحسن علي بن أحمد بن علي العقيقي ببغداد في سنة ثمان وتسعين ومائتين إلى علي بن عيسى بن الجراح وهو يومئذ وزير في أمر ضيعة له، فسأله. فقال له: إن أهل بيتك في هذا البلد كثير فإن ذهبنا نعطي كلما سألونا طال ذلك. أو كما قال فقال له العقيقي: فإني أسأل من في يده قضاء حاجتي، فقال له علي بن عيسى: من هو؟ فقال: الله عز وجل، وخرج مغضباً، قال: فخرجت و أنا أقول: في الله عزاء من كل هالك، ودرك من كل مصيبة. قال: فانصرفت فجاءني الرسول من عند الحسين بن روح رضي الله عنه وأرضاه فشكوت إليه فذهب من عندي فأبلغه فجاءني الرسول بمائة درهم عددا ووزنا ومنديل وشئ من حنوط وأكفان، وقال لي: مولاك يقرئك السلام ويقول لك: إذا أهمك أمر أو غم

---

۱ الفهرست الطوسی — ص۶۸
۲ كمال الدين و تمام النعمة — ص۴۷۰
۳ دلائل الامامة — ص۴۵۰
۴ تاريخ مدينة دمشق — ج۱۴ — ص۲۹۶
۵ الفهرست الطوسی — ص۱۶۲
۶ معجم رجال الحديث — ج۱۲ — ص۲۸۲

فامسح بهذا المنديل وجهك، فإن هذا منديل مولاك عليه السلام، وخذ هذه الدراهم وهذا الحنوط وهذه الأكفان وستقضى حاجتك في ليلتك هذه، وإذا قدمت إلى مصر يموت محمد بن إسماعيل من قبلك بعشرة أيام، ثم تموت بعده فيكون هذا كفنك وهذا حنوطك وهذا جهازك

قال: فأخذت ذلك وحفظته وانصرف الرسول وإذا أنا بالمشاعل على بابي والباب يدق، فقلت لغلامي "خير": يا خير انظر أي شئ هو ذا؟ فقال خير: هذا غلام حميد بن محمد الكاتب ابن عم الوزير فأدخله إلي فقال لي: قد طلبك الوزير ويقول لك مولاي حميد: اركب إلي، قال: فركبت (وخبت الشوارع والدروب) وجئت إلى شارع الرزازين فإذا بحميد قاعد ينتظرني، فلما رآني أخذ بيدي وركبنا فدخلنا على الوزير، فقال لي الوزير: يا شيخ قد قضى الله حاجتك واعتذر إلي ودفع إلي الكتب مكتوبة مختومة قد فرغ منها، قال: فأخذت ذلك وخرجت. قال أبو محمد الحسن بن محمد فحدثنا أبو الحسن علي بن أحمد العقيقي رحمه الله بنصيبين بهذا وقال لي: ما خرج هذا الحنوط إلا لعمتي فلانة لم يسمها، وقد نعيت إلي نفسي ولقد قال لي الحسين بن روح رضي الله عنه: إني أملك الضيعة وقد كتب لي بالذي أردت، فقمت إليه وقبلت رأسه وعينيه، وقلت: يا سيدي أرني الأكفان والحنوط والدراهم، قال: فأخرج إلى الأكفان وإذا فيها برد حبرة مسهم من نسيج اليمن وثلاثة أثواب مروي وعمامة، وإذا الحنوط في خريطة و اخرج إلي الدراهم فعددتها مائة درهم (و) وزنها مائة درهم، فقلت: يا سيدي: هب لي منها درهما أصوغه خاتما، قال: وكيف يكون ذلك خذ من عندي ما شئت، فقلت: أريد من هذه وألححت عليه، وقبلت رأسه وعينيه، فأعطاني درهما فشددته في منديل وجعلته في كمي، فلما صرت إلى الخان فتحت زنفيلجة معي وجعلت المنديل في الزنفيلجة وقيد الدرهم مشدود وجعلت كتبي ودفاتري فوقه، وأقمت أياما، ثم جئت أطلب الدرهم فإذا الصرة مصرورة بحالها ولا شئ فيها، فأخذني شبه الوسواس فصرت إلى باب العقيقي فقلت لغلامه خير: أريد الدخول إلى الشيخ، فأدخلني إليه فقال لي: مالك؟ فقلت: يا سيدي الدرهم الذي أعطيتني إياه ما أصبته في الصرة فدعا بالزنفيلجة وأخرج الدراهم فإذا هي مائة درهم عددا ووزنا، ولم يكن معي أحد اتهمته. فسألته في رده إلي فأبى، ثم خرج إلى مصر وأخذ الضيعة، ثم مات قبله محمد بن إسماعيل بعشرة أيام (كما قيل) ثم توفي رضي الله عنه وكفن في

الأكفان الذي دفعت إليه.[1]

خبر دی ہمیں ابو محمد حسن بن محمد بن یحییٰ علوی ابن اخی طاہر نے اپنے مکان میں جو بغداد میں روئی کے بازار کے قریب ہے، انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ ابو حسن علی بن احمد بن علی عقیقی ۲۹۸ ہجری میں بغداد میں علی بن عیسیٰ بن جراح کے پاس آئے جب کہ وہ وزیر بلدیات تھے۔ ابو حسن عقیقی نے ان سے اپنی حالت بیان کی تو انہوں نے جواب دیا کہ تمہارے خاندان والے اس شہر میں بہت ہیں۔ اگر میں ہر ایک کو دینا شروع کر دوں تو یہ سلسلہ بہت طویل ہو جائے گا۔ عقیقی نے کہا اچھا تو پھر میں اس سے حاجت طلب کروں گا جس کے قبضے میں میری حاجت روائی ہے۔ علی بن عیسیٰ نے پوچھا وہ کون ہے؟ عقیقی نے کہا "اللہ تعالیٰ۔" یہ کہہ کر وہ غصّے کی حالت میں وہاں سے چلے گئے۔ پس میں یہ کہتا ہوا چلا کہ ہر ہلاک ہونے والے کے لیے اللہ کی طرف سے تعزیت ہے اور ہر مصیبت سے بچنے کا احساس ہے۔

عقیقی کہتے ہیں کہ جب میں وہاں سے واپس آیا تو حسین بن روح رضی اللہ عنہ کا قاصد میرے پاس آیا۔ میں نے اس سے علی بن عیسیٰ کی شکایت کی۔ اس نے جا کر حسین بن روح کو خبر دی تو انہوں نے ایک سو درہم جو عدد اور وزن میں پورے تھے، ایک رومال، حنوط اور کفن کے پارچے میرے پاس بھیج دیئے اور کہلایا کہ تمہارے مولا تم کو سلام کہتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جب تمہیں غم اور اندیشہ ہو تو اس رومال سے اپنا منہ پونچھ لیا کرنا۔ یہ تمہارے آقا علیہ السّلام کا رومال ہے۔ یہ درہم، حنوط اور کفن کے ٹکڑے لے لو اور تمہاری حاجت اسی شب میں پوری ہو جائے گی اور جب تم مصر جاؤ گے تو محمد بن اسماعیل تم سے دس دن پہلے مر جائے گا۔ اس کے بعد تمہاری موت واقع ہو گی۔ یہ تمہارا کفن اور حنوط ہے۔ اور تجہیز و تدفین کے لیے رقم بھی تم کو دی گئی ہے۔

میں نے وہ سب چیزیں بحفاظت رکھ لیں اور قاصد واپس ہو گیا۔ کچھ ہی دیر گزری تھی کہ دروازے پر دستک ہوئی۔ میں نے اپنے غلام سے کہا۔ خیر اے خیر دیکھو کون دستک دے رہا ہے۔ خیر دیکھ کر آیا اور کہا وزیر کے چچازاد بھائی حمید بن محمد کاتب کا غلام ہے۔ میں نے کہا کہ اندر بلا لو۔ وہ اندر آیا اور بولا میرے مالک حمید

---

۱ كمال الدين و تمام النعمة — باب ۴۵ — حديث ۳۶ — ص ۵۰۴-۵۰۶

نے کہلایا ہے کہ آپ کو وزیر نے بلایا ہے۔ لٰہذا میرے ساتھ چلیں۔

میں اس کے ساتھ گلی کُوچوں کو طے کرتا ہوا شارع وزارتین پہنچا۔ دیکھا کہ حمید میرے انتظار میں بیٹھا ہے۔ اس نے مجھے دیکھا تو میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ پھر ہم وزیر کے پاس پہنچے۔ وزیر نے مجھ سے کہا: اے شیخ! پروردگار نے تیری حاجت پوری کر دی۔ وہ مجھ سے معذرت کرنے لگا اور مجھے سر بہ مہر ایک تحریر دی۔ میں وہ لے کر واپس ہوا۔

ابو محمد حسن بن محمد کہتے ہیں کہ یہ واقعہ نصیبین کے مقام پر خود ابو حسن علی بن احمد عقیقی رحمہ اللہ نے مجھ سے بیان کیا اور کہا کہ اس حنوط میں سے صِرف اپنی پھوپھی کے لیے میں نے تھوڑا سا نکالا ہے۔ باقی میں نے اپنے لیے رکھ چھوڑا ہے۔ حسین بن روح نے مجھے بتایا کہ میں صاحب املاک و جائیداد ہو گیا ہوں اور یہ کہ تمہاری حاجتیں امام عصر علیہ السّلام کی خدمت میں لکھ کر بھیج دی گئی ہیں۔ حسن بن محمد کہتے ہیں کہ یہ سن کر میں نے عقیقی کی پیشانی اور آنکھوں کا بوسہ لیا اور کہا مجھے بھی اس کفن و حنوط اور ان درہموں کی زیارت کرا دیں۔ انہوں نے یہ چیزیں مجھے دکھائیں جن میں ایک دھاری دار یمنی چادر، تین روایتی پارچات کفن کے اور عمامہ تھے۔ حنوط ایک چمڑے کی تھیلی میں تھا۔ پھر انہوں نے درہم نکالے۔ میں نے گنے تو وہ سو درہم تھے اور وزن میں بھی سو درہم تھے۔ میں نے ان سے درخواست کی کہ مجھے ان میں سے ایک درہم عنایت فرمادیں۔ میں اس کی انگوٹھی بنواؤں گا۔ انہوں نے کہا: ان میں سے تو نہیں البتہ میرے پاس سے جتنے چاہو لے لو۔ میں نے کہا: میں اس میں سے ہی لینا چاہتا ہوں۔ میں نے اصرار کیا اور آگے بڑھ کر ان کی پیشانی اور آنکھوں کا بوسہ لیا۔ چنانچہ انہوں نے مجھے ایک درہم دے دیا اور میں نے اسے ایک رومال میں باندھ کر آستین میں چھپا لیا۔ جب میں سرائے آیا تو رومال کو میرے پاس جو تھیلا تھا اس میں ڈال دیا۔ اور کتابیں اور کاپیاں اس کے اوپر رکھ دیں۔ کچھ دن سرائے میں قیام کیا۔ ایک دن رومال نکال کر دیکھا تو اس میں گرہ تو لگی ہوئی تھی مگر اس میں درہم نہ تھا۔ میں پریشان ہو گیا اور عقیقی کے دروازے پر گیا اور اس کے غلام خیر سے کہا میں شیخ سے ملنا چاہتا ہوں۔ وہ مجھے عقیقی کے پاس لے گیا۔ عقیقی نے پوچھا کیا بات ہے؟ میں نے کہا وہ درہم جو تم نے مجھے دیا تھا وہ میری تھیلی سے غائب ہے۔ یہ سن کر اس نے اپنے پاس موجود تمام درہموں کو شمار کیا تو وہ وزن اور عدد میں پورے سو

تھے۔ میرے پاس اب کسی پر الزام لگانے کا کوئی جواز نہ رہا۔ میں نے کہا ایک درہم پھر سے مجھے دے دو۔ انہوں نے انکار کیا۔ پھر وہ مصر چلے گئے۔ اپنی جائیداد کو قبضہ میں لیا۔ پھر ان کے سامنے محمد بن اسماعیل کا انتقال ہوا اور دس روز بعد ان کا بھی انتقال ہو گیا۔ اور امام علیہ السّلام کی دی ہوئی چیزوں سے ان کی تجہیز و تدفین ہوئی۔

امام زمانہ علیہ السّلام کی حج کے دوران کچھ لوگوں سے ملاقات اور گفتگو

۹/۵۹ [كمال الدين] حدثنا أحمد بن زياد بن جعفر الهمداني قال: حدثنا أبو القاسم جعفر ابن أحمد العلوي الرقي العريضي قال: حدثني أبو الحسن علي بن أحمد العقيقي قال: حدثني أبو نعيم الأنصاري الزيدي قال: كنت بمكة عند المستجار وجماعة من المقصرة وفيهم المحمودي وعلان الكليني وأبو الهيثم الديناري وأبو جعفر الأحول الهمداني، وكانوا زهاء ثلاثين رجلا، ولم يكن منهم مخلص علمته غير محمد بن القاسم العلوي العقيقي، فبينا نحن كذلك في اليوم السادس من ذي الحجة سنة ثلاث وتسعين ومائتين من الهجرة إذ خرج علينا شاب من الطواف عليه أزاران محرم (بهما)، وفي يده نعلان فلما رأيناه قمنا جميعا هيبة له، فلم يبق منا أحد إلا قام وسلم عليه، ثم قعد والتفت يمينا وشمالا، ثم قال: أتدرون ما كان أبو عبدالله عليه السلام يقول في دعاء الالحاح؟ قلنا: وما كان يقول؟ قال: كان يقول: "اللهم إني أسألك باسمك الذي به تقوم السماء، وبه تقوم الأرض، وبه تفرق بين الحق والباطل، وبه تجمع بين المتفرق، وبه تفرق بين المجتمع، وبه أحصيت عدد الرمال وزنة الجبال وكيل البحار أن تصلي على محمد وآل محمد وأن تجعل لي من أمري فرجا ومخرجا". ثم نهض فدخل الطواف، فقمنا لقيامه حين انصرف، وأنسينا أن نقول له: من هو؟ فلما كان من الغد في ذلك الوقت خرج علينا من الطواف فقمنا كقيامنا الأول بالأمس ثم جلس في مجلسه متوسطا، ثم نظر يمينا وشمالا قال: أتدرون ما كان أمير المؤمنين عليه السلام يقول بعد صلاة الفريضة؟ قلنا: وما كان يقول؟، قال: كان يقول: "اللهم إليك رفعت الأصوات (ودعيت الدعوات) ولك عنت الوجوه، ولك خضعت الرقاب وإليك التحاكم في الأعمال، يا خير مسؤول وخير من أعطى، يا صادق يا بارئ، يا من لا يخلف الميعاد، يا من أمر بالدعاء وتكفل بالإجابة، يا من قال: "ادعوني أستجب لكم" يا من قال: "وإذا سألك عبادي عني فإني قريب أجيب دعوة الداع إذا دعان فليستجيبوا لي وليؤمنوا بي لعلهم يرشدون". يا من قال: "يا

عبادي الذين أسرفوا على أنفسهم لا تقنطوا من رحمة الله إن الله يغفر الذنوب جميعا إنه هو الغفور الرحيم".

ثم نظر يميناً وشمالا بعد هذا الدعاء فقال: أتدرون ما كان أمير المؤمنين عليه السلام يقول في سجدة الشكر؟ قلنا: وما كان يقول؟ قال: كان يقول: "يا من لا يزيده إلحاح الملحين إلا جودا وكرما، يا من له خزائن السماوات والأرض، يا من له خزائن ما دق وجل، لا تمنعك إساءتي من إحسانك إلي، إني أسألك أن تفعل بي ما أنت أهله، وأنت أهل الجود والكرم والعفو، يا رباه، يا الله افعل بي ما أنت أهله فأنت قادر على العقوبة وقد استحققتها، لا حجة لي ولا عذر لي عندك، أبوء إليك بذنوبي كلها، وأعترف بها كي تعفو عني وأنت أعلم بها مني، بؤت إليك بكل ذنب أذنبته، وبكل خطيئة أخطأتها، وبكل سيئة عملتها، يا رب اغفر لي وارحم وتجاوز عما تعلم إنك أنت الأعز الأكرم". وقام فدخل الطواف فقمنا لقيامه وعاد من غد في ذلك الوقت فقمنا لاستقباله كفعلنا فيما مضى فجلس متوسطا ونظر يمينا وشمالا فقال: كان علي بن الحسين سيد العابدين عليه السلام يقول في سجوده في هذا الموضع وأشار بيده إلى الحجر نحو الميزاب - "عبيدك بفنائك، مسكينك ببابك أسألك ما لا يقدر عليه سواك". ثم نظر يمينا وشمالا ونظر إلى محمد بن القاسم العلوي فقال: يا محمد بن القاسم أنت على خير إن شاء الله، وقام فدخل الطواف فما بقي أحد منا إلا وقد تعلم ما ذكر من الدعاء و نسينا أن نتذاكر أمره إلا في آخر يوم، فقال لنا المحمودي: يا قوم أتعرفون هذا؟ قلنا: لا، قال: هذا والله صاحب الزمان عليه السلام، فقلنا: وكيف ذاك يا أبا علي فذكر أنه مكث يدعو ربه عز وجل ويسأله أن يريه صاحب الامر سبع سنين قال: فبينا أنا يوما في عشية عرفة فإذا بهذا الرجل بعينه فدعا بدعاء وعيته فسألته ممن هو؟ فقال: من الناس، فقلت: من أي الناس من عربها أو مواليها؟ فقال: من عربها، فقلت: من أي عربها؟ فقال: من أشرفها وأشمخها، فقلت: ومن هم؟ فقال بنو هاشم، فقلت: من أي بني هاشم؟ فقال: من أعلاها ذروة وأسناها رفعة، فقلت: وممن هم؟ فقال: ممن فلق الهام، وأطعم الطعام، وصلى بالليل والناس نيام، فقلت: إنه علوي فأحببته على العلوية، ثم افتقدته من بين يدي، فلم أدر كيف مضى في السماء أم في الأرض، فسألت القوم الذين كانوا حوله أتعرفون هذا العلوي؟ فقالوا: نعم يحج معنا كل سنة ماشيا، فقلت: سبحان الله والله ما أرى به أثر مشي، ثم

انصرفت إلى المزدلفة كئيبا حزينا على فراقه وبت في ليلتي تلك فإذا أنا برسول الله صلى الله عليه وآله فقال: يا محمد رأيت طلبتك؟ فقلت: ومن ذاك يا سيدي؟ فقال: الذي رأيته في عشيتك فهو صاحب زمانكم. فلما سمعنا ذلك منه عاتبناه على ألا يكون أعلمنا ذلك، فذكر أنه كان ناسيا أمره إلى وقت ما حدثنا.[1]

بیان کیا ہم سے احمد بن زیاد بن جعفر ہمدانی نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے ابو قاسم جعفر ابن احمد رقی عریضی نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے ابو حسن علی بن احمد عقیقی نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے ابو نعیم انصاری زیدی نے، انہوں نے کہا کہ میں مکّہ میں مستجار کے پاس تھا۔ ہمارے ساتھ عمرہ کرنے والوں کی ایک جماعت بھی تھی۔ ان میں محمودی، علان کلینی، ابو ہیثم دیناری، ابو جعفر احول ہمدانی اور محمد بن قاسم علوی، وہ تقریباً تیس افراد تھے۔ اور محمد بن قاسم علوی عقیقی کے سوا ان میں کوئی مخلص نہ تھا۔ یہ ذی الحجہ کی چھ تاریخ اور سن ۲۹۳ھ تھا۔ طواف میں سے نکل کر ہمارے پاس ایک نوجوان آیا جو احرام باندھے ہوئے تھا۔ اس کے ہاتھ میں اس کی نعلین تھیں۔ وہ ہمارے درمیان آیا۔ ہم لوگ اس کے رعب اور دبدبہ کی وجہ سے اٹھ کھڑے ہوئے اور اسے سلام کیا۔ اس نے دائیں بائیں دیکھا اور ہمارے درمیان بیٹھ گیا اور بولا: کیا تم لوگ جانتے ہو کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام اپنی دُعا میں کیا فرمایا کرتے تھے؟ ہم نے دریافت کیا: کیا فرمایا کرتے تھے؟ اس جوان نے کہا: آپ علیہ السّلام فرمایا کرتے تھے:

”اے میرے پروردگار میں تجھ سے ان اسمائے مقدسہ کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں، جن کے باعث آسمان و زمین تھمے ہوئے ہیں، جن کے باعث حق و باطل کا فرق ہوتا ہے، جن کی وجہ سے متفرق اور پراگندہ لوگ جمع ہوتے ہیں، اور جن کے ذریعہ سے جماعتوں میں افتراق اور اختلاف واقع ہوتا ہے، اور جن کے وسیلہ سے ریگ بیابان کے اعداد، پہاڑوں کے اوزان اور دریاؤں کے پانی کا اندازہ ہوتا ہے، درود بھیج محمد [صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم] اور آلِ محمد [علیہم السّلام] پر اور میرے لیے میرے جملہ امور کو کشادہ اور آسان فرما۔“

پھر وہ جوان اٹھے، ان کے احترام میں ہم بھی اٹھے۔ وہ طواف میں مشغول ہو گئے۔ ان کی ہیبت کے

---

۱ کمال الدین و تمام النعمة — باب ۴۳ — حدیث ۲۴ — ص ۴۷۰۔ ۴۷۲

باعث ہم یہ پوچھنا بھول گئے کہ وہ کون تھے۔ دوسرے دن اسی وقت طواف سے فارغ ہو کر تشریف لائے اور اسی طرح ہمارے درمیان بیٹھ گئے۔ پھر دائیں بائیں نظریں کیں اور فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ امیر المومنین علیہ السّلام نماز فریضہ کے بعد کیا دُعا مانگتے تھے؟ ہم نے دریافت کیا: کیا دُعا فرماتے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ آپ علیہ السّلام فرماتے تھے:

”پروردگار تیری ہی طرف سب کی آوازیں جاتی ہیں۔ تجھ سے ہی دعائیں مانگی جاتی ہیں۔ تیرے ہی سامنے رخسار رکھے جاتے ہیں۔ تیری بارگاہ میں خضوع وخشوع بجالایا جاتا ہے۔ تمام اعمال میں تیرا ہی حکم مانا جاتا ہے۔ اے ان سب سے بہتر جن سے سوال کیا جاتا ہے اور اے تمام عطا کرنے والوں سے بہتر۔ اے سچے اور اے عفو کرنے والے۔ اے وہ جو کبھی اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔ اے وہ جو دُعا کرنے کے لیے بھی حکم کرتا ہے اور قبول فرمانے کا بھی وعدہ فرماتا ہے۔ اے وہ کہ جس نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس شخص نے جو کچھ مجھ سے طلب کیا میں اس سے قریب ہوں۔ اس کی دُعا قبول کرتا ہوں جس دم وہ مجھ سے دُعا کرتا ہے۔ پس دین کو قبول کرو اور مجھ پر ایمان لاؤ کہ تم ہدایت یافتہ ہو۔ اور اے وہ جو ارشاد فرماتا ہے: اے میرے بندو جو اپنے نفسوں پر اسراف کر چکے ہو خدا کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کا بخشنے والا ہے۔ کیونکہ وہ بہت بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔“

پھر انہوں نے دائیں بائیں نظریں کیں اور فرمایا: کیا تم کو معلوم ہے کہ امیر المومنین علیہ السّلام سجدہ شکر میں کیا فرماتے تھے؟ ہم نے دریافت کیا: کیا فرماتے تھے؟ آپ علیہ السّلام نے فرمایا وہ کہا کرتے تھے:

”رونے والوں کی گریہ وزاری سوائے تیرے جود وکرم کے اضافے کے اور کوئی اضافہ نہیں کرتی۔ اے وہ جس کے پاس آسمان اور زمین کے خزانے ہیں۔ اے وہ جس کے فضل بہت وسیع ہیں۔ میرے گناہ مجھے تیرے احسانات کے ملنے سے نہیں روک سکتے جن کے لیے میں تیری جناب میں استدعا کرتا ہوں۔ تو میرے ان امور میں ویسا ہی کر جیسا کہ تجھے شایان اور سزاوار ہے۔ تو ہر قسم کے عذاب پر قادر ہے۔ تجھ کو ان عذابوں کا پورا استحقاق ہے۔ مجھ کو تیری جناب میں کوئی حُجّت حاصل نہیں ہے اور نہ تیری درگاہ میں مجھے کوئی عذر کرنے کا موقع ہے۔ میں اپنے گناہ تیری خدمت میں پیش کرتا ہوں اور ان کا اقرار کرتا ہوں تاکہ تو انہیں معاف فرما دے اور تُو سب سے بہتر جاننے والا ہے۔ میں ان گناہوں سے جو عمل میں لا چکا ہوں بَری ہوتا ہوں اور ان تمام

خطاؤں سے جو مجھ سے سر زد ہو چکی ہیں اور ان تمام برائیوں سے جو بجالایا ہوں۔ اے میرے پرورد گار تُو مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور ان تمام امور سے در گزر فرما جن کو تُو سب سے بہتر جانتا ہے کیونکہ تُو سب سے زیادہ عزیز اور مہربانی کرنے والا ہے۔"

پھر حضرت رخصت ہو گئے۔ اگلے روز پھر آئے اور ہم نے روز کی طرح ان کا استقبال کیا۔ پس وہ ہمارے درمیان بیٹھ گئے اور دائیں اور بائیں دیکھا اور فرمایا: علی بن حسین سیّد العابدین علیہ السّلام اپنے سجدہ میں اس جگہ، اپنے دست مبارک سے حجر اسود کی طرف اشارہ فرمایا اور کہا، فرمایا کرتے تھے:

"تیرا بندہ تیری چوکھٹ پر، تیرا مسکین تیرے دروازے پر تجھ سے ان چیزوں کا طالب ہے جن پر سوائے تیرے کوئی دوسرا قدرت نہیں رکھتا۔"

پھر انہوں نے دائیں بائیں نظر کی اور محمد بن قاسم علوی کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے محمد بن قاسم تم بھلائی پر قائم ہو انشاء اللہ ۔ پھر آپ علیہ السّلام اٹھ کھڑے ہوئے اور طواف میں داخل ہو گئے اور ہم میں سے کوئی ایسا نہ تھا جس نے دُعا سیکھی نہ ہو اور ہم بھول گئے تھے۔ لیکن دن کے آخری حصّے میں اس بارے میں گفتگو کی۔ محمودی نے ہم سے کہا: اے لوگو! تم جانتے ہو یہ کون تھے؟ ہم نے کہا: نہیں۔ انہوں نے کہا اللہ کی قسم یہ صاحب الزمان علیہ السّلام تھے۔ ہم نے کہا: اے ابو علی کیسے؟ وہ بولے: میں نے اپنے رَب سے سات سال دُعا کی تھی کہ وہ مجھے صاحب الزمان علیہ السّلام کی زیارت کرائے۔

سات سال پہلے کی بات ہے کہ یہی حضرت عرفہ کی عشاء کی دُعا پڑھ رہے تھے۔ میں نے خدمت میں عرض کیا: آپ کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا: انسانوں میں سے ہوں۔ میں نے کہا: کن انسانوں میں سے؟ عربوں میں سے یا ان کے دوستوں میں سے؟ فرمایا: عربوں میں سے۔ میں نے دریافت کیا: کن عربوں میں سے؟ فرمایا: اشراف اور بلند مرتبہ لوگوں میں سے۔ میں نے پوچھا: وہ کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: بنو ہاشم۔ میں نے عرض کیا بنو ہاشم کی کس شاخ میں سے ہیں؟ جواب دیا جو مشورہ دینے میں بلند اور رفعت میں قابل تعریف ہیں۔ میں نے دریافت کیا: ان میں سے کن حضرات سے ہیں؟ فرمایا: ان میں سے ہوں جنہوں نے کھوپڑی کو شگافتہ کیا تھا، کھانا کھلایا تھا، اور رات کو اس وقت نماز پڑھی جب لوگ سوئے ہوئے تھے۔ میں یہ سمجھا یہ کوئی علوی آدمی ہے اور میں علویوں سے محبت کرتا ہوں۔ پھر آپ پوشیدہ ہو گئے۔ مجھے علم نہ ہو سکا کہ آسمان کی طرف گئے یا

زمین کے اندر تشریف لے گئے۔ میں نے ان لوگوں سے دریافت کیا جو آپ کے گرد جمع تھے کہ کیا تم اس علوی کو جانتے ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ ہر سال ہمارے ساتھ پیدل تشریف لا کر حج ادا کرتے ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ میں نے آپ کے قدم کے چلنے کا کوئی نشان نہیں دیکھا۔ پھر اپنی جدائی کی وجہ سے حزن و ملال کی حالت میں مزدلفہ چلا آیا۔ میں نے اسی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے محمودی تم نے اپنے مطلوب کو دیکھا۔ میں نے عرض کیا: میرے آقا وہ کون تھے؟ فرمایا: عشاء میں تم نے جنہیں دیکھا وہ صاحب الزمان علیہ السّلام تھے۔

پس ہم نے اس سے یہ بات سنی تو اس پر غصہ کیا کہ اس نے ہمیں اس سے آگاہ کیوں نہ کیا۔ تو اس نے بتایا کہ وہ گفتگو کے دوران اس بات کو بھول گیا تھا۔

حسن بن حمزہ مرعشی طبری

حسن بن حمزہ بن علی بن عبد اللہ بن محمد بن حسن بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ کثیر خوبیوں کے مالک تھے۔ نجاشی کہتے ہیں کہ وہ فقہاء میں اعلیٰ مقام رکھتے تھے۔ ان کی کنیت ابو محمد تھی۔ انہیں طبری بھی کہتے تھے اور وہ مرعشی مشہور تھے۔ وہ بغداد آ گئے جہاں ان سے مشائخ نے ۳۵۶ھ میں سنا۔ انہوں نے ۳۵۸ھ میں وفات پائی۔ حسن بن حمزہ نے کتابیں تحریر کیں جن میں کتاب المبسوط فی عمل یوم ولیلۃ، کتاب الاشفیۃ فی معانی الغیبۃ، کتاب المفتخر، کتاب الغیبۃ، کتاب الجامع، کتاب المرشد، کتاب الدر اور کتاب تباشیر الشریعۃ شامل ہیں۔ ان سے شیخ ابو عبد اللہ اور جملہ مشائخ رحمہم اللہ نے خبر دی۔[1]

شیخ طوسی الفہرست میں لکھتے ہیں کہ حسن بن حمزہ علوی طبری جن کی کنیت ابا محمد ہے فاضل، ادیب، عارف، فقیہ، زاہد، متقی اور کثیر اوصاف کے حامل تھے۔ ان کی کتب اور تصانیف بھی کثیر ہیں جن میں کتاب المبسوط اور کتاب المفتخر وغیرہ ہیں۔ ان کی تمام کتابوں اور روایتوں کو اصحاب کی ایک جماعت نے بیان کیا جن

---

۱ رجال النجاشی ــــ ص ۶۴

میں شیخ مفید ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن نعمان، حسین بن عبید اللہ اور احمد بن عبدون شامل ہیں۔ ان اصحاب نے ان سے ۳۵۶ھ میں سنا اور اجازہ لیا۔[1]

شیخ طوسی نے اپنی دوسری کتاب رجال میں حسن بن حمزہ کا نسب اس طرح لکھا ہے۔ حسن بن محمد ابن حمزہ بن علی بن عبد اللہ بن محمد بن حسن بن حسین بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب (علیہم السّلام)۔ شیخ مزید لکھتے ہیں کہ ان سے التلعکبری نے روایت کی اور ۳۲۸ھ میں ان سے سنا اور ان سے ان کی تمام کتب و روایات بیان کرنے کا اجازہ لیا۔ ایک جماعت نے ان سے خبر دی جن میں حسین بن عبد اللہ، احمد بن عبدون اور محمد بن محمد بن نعمان شامل ہیں جنہوں نے ان سے ۳۵۴ھ میں سنا۔[2]

سیّد خوئی کہتے ہیں کہ رجال طوسی میں ظاہراً دو غلطیاں ہیں۔ پہلی کلمہ حسن اور جملہ ابن حمزہ کے درمیان جملہ ابن محمد کا اضافہ ہے۔ کیونکہ حسن حمزہ کے بیٹے ہیں نہ کہ ان کے بیٹے کے بیٹے، جیسا کہ نجاشی اور خود شیخ کے فہرست میں لکھنے سے ظاہر ہے۔ احتمال یہ ہے کہ کلمہ ابن تحریف ہے اور صحیح حسن ابو محمد بن حمزہ ہے۔ ان کی کنیت ابا محمد ہے جسے شیخ طوسی نے خود نام کے آخر میں لکھا ہے۔ دوسری غلطی مشائخ کا ان سے سننے کی تاریخ کے بارے میں ہے جو ۳۵۴ھ لکھی ہے۔ یہ اس کی نفی کرتی ہے جسے نجاشی نے لکھا اور خود شیخ نے فہرست میں لکھا۔ مشائخ ان سے ۳۵۶ھ میں ملے اور ان سے سنا۔

حسن بن حمزہ شیخ صدوق کے بھی مشائخ میں سے تھے۔ شیخ صدوق نے المعانی میں ان کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ لکھا اور شیخ مفید نے امالی میں ان کے نام کے ساتھ الشریف زاہد اور الشریف صالح لکھ کر ان کی توصیف کی۔ سیّد خوئی لکھتے ہیں کہ احادیث کی اسناد میں حسن بن حمزہ کا نام مختلف روایات میں مختلف عنوانات سے آیا ہے۔ جیسے الحسن حمزہ ابی محمد، الحسن بن حمزہ العلوی، الحسن بن حمزہ العلوی ابی محمد، الحسن بن حمزہ العلوی الطبری ابی محمد، الحسن بن حمزہ العلوی الحسینی الطبری ابی محمد۔ سیّد خوئی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کتابوں، احادیث اور

---

۱ الفہرست الطوسی ــ ص ۱۰۴

۲ رجال الطوسی ــ ص ۴۲۲

اسناد کا ذکر بھی کیا ہے جن میں حسن بن حمزہ کا نام مختلف عنوانات سے استعمال ہوا ہے۔[1]

اللہ کی اطاعت اور آئمہ علیہم السّلام کی غلامی

۱۰/۶۰ [الأمالي المفيد] قال: أخبرني الشريف الصالح أبو محمد الحسن بن حمزة العلوي الحسيني الطبري رحمه الله قال: حدثنا محمد بن عبد الله بن جعفر الحميري، عن أبيه، عن أحمد بن محمد بن عيسى، عن مروك بن عبيد الكوفي، عن محمد بن زيد الطبري قال: كنت قائما على رأس الرضا علي بن موسى عليهما السلام بخراسان وعنده جماعة من بني هاشم منهم إسحاق بن العباس بن موسى، فقال له: يا إسحاق بلغني أنكم تقولون: إنا نقول: إن الناس عبيد لنا، لا وقرابتي من رسول الله صلى الله عليه وآله ما قلته قط، ولا سمعته من أحد من آبائي، ولا بلغني عن أحد منهم قاله، لكنا نقول: الناس عبيد لنا في الطاعة، موال لنا في الدين، فليبلغ الشاهد الغائب.[2]

خبر دی مجھے شریف صالح ابو محمد حسن بن حمزہ علوی رحمہ اللہ نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے محمد بن عبداللہ بن جعفر حمیری نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے مروک بن عبید کوفی سے، انہوں نے محمد بن زید طبری سے، انہوں نے کہا کہ میں خراسان میں امام رضا علی بن موسیٰ علیہما السّلام کے پاس کھڑا تھا اور آپ علیہ السّلام کے پاس بنوہاشم کی ایک جماعت بھی کھڑی تھی۔ آپ علیہ السّلام نے فرمایا: اے اسحاق! مجھے یہ خبر ملی ہے کہ تم لوگوں کو یہ کہتے ہو کہ تمام لوگ ہمارے غلام ہیں۔ ایسا نہیں ہے اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہماری قرابت ہے اس کے حساب سے بھی میں نے کبھی ایسا نہیں کہا اور نہ میں نے اپنے آباؤ اجداد میں سے کسی سے ایسا سنا ہے۔ جیسا کہ ہم کہتے ہیں: تمام لوگ اللہ تعالیٰ

---

۱ معجم رجال الحديث — ج۵ — ص۳۰۳-۳۰۵

۲ الامالی — الفخر الشيعة ابی عبدالله محمد بن محمد بن النعمان العكبری البغدادی الملقب بالشيخ المفيد — التوفی ۴۱۳ھ — المجلس ۳۰ — حديث ۳ — ص ۲۵۳ — جماعة المدرسين فی الحوزة العلمية — قم المقدسہ

کی اطاعت میں ہمارے غلام ہیں اور دین میں ہمارے موالی ہیں۔ پس ہر حاضر وغائب تک اس کو پہنچادو۔

امام علی رضا علیہ السلام کی توحید پر گفتگو

۱۰/٦۱ [الأمالي المفيد] قال: وبهذا الإسناد قال: سمعت الرضا علي بن موسى عليهما السلام يتكلم في توحيد الله سبحانه فقال: أول عبادة الله معرفته، وأصل معرفة الله جل اسمه توحيده، ونظام توحيده نفي التحديد عنه، لشهادة العقول أن كل محدود مخلوق، وشهادة كل مخلوق أن له خالقا ليس بمخلوق، الممتنع من الحدث هو القديم في الأزل.

فليس الله عبد من نعت ذاته، ولا إياه وحد من اكتنهه، ولا حقيقته أصاب من مثله، ولا به صدق من نهاه، ولا صمد صمده من أشار إليه بشئ من الحواس، ولا إياه عني من شبهه، ولا له عرف من بعضه، ولا إياه أراد من توهمه. كل معروف بنفسه مصنوع، وكل قائم في سواه معلول، بصنع الله يستدل عليه، وبالعقول تعتقد معرفته، وبالفطرة تثبت حجته. خلقه تعالى الخلق حجاب بينه وبينهم، ومباينته إياهم مفارقته لهم، وابتداؤه لهم دليل على أن لا ابتداء له لعجز كل مبتدء منهم عن ابتداء مثله، فأسماؤه تعالى تعبير، وأفعاله سبحانه تفهيم.

قد جهل الله تعالى من حده، وقد تعداه من اشتمله، وقد أخطأه من اكتنهه، ومن قال: "كيف هو" فقد شبهه، ومن قال فيه: "لم" فقد علله، ومن قال: "متى" فقد وقته، ومن قال: "فيم" فقد "ضمنه"، ومن قال: "إلى م" فقد نهاه، ومن قال: "حتى م" فقد غياه، ومن غياه فقد حواه، ومن حواه فقد ألحد فيه.

لا يتغير الله بتغاير المخلوق، ولا يتحدد بتحدد المحدود، واحد لا بتأويل عدد، ظاهر لا بتأويل المباشرة، متجل لا باستهلال رؤية، باطن لا بمزايلة، مباين لا بمسافة، قريب لا بمداناة، لطيف لا بتجسم، موجود لا عن عدم، فاعل لا باضطرار، مقدر لا بفكرة، مدبر لا بحركة، مريد لا بعزيمة، شاء لا بهمة، مدرك لا بحاسة، سميع لا بآلة، بصير لا بأداة. لا تصحبه الأوقات، ولا تضمنه الأماكن، ولا تأخذه السنات، ولا تحده الصفات، ولا تفيده الأدوات، سبق الأوقات كونه، والعدم وجوده والابتداء أزله، بخلقه الأشباه علم أن لا شبه له، وبمضادته بين الأشياء علم أن لا ضد له، وبمقارنته بين الأمور عرف أن لا قرين له.

ضاد النور بالظلمة، والصر بالحرور، مؤلف بين متباعداتها، ومفرق بين متدانياتها، بتفريقها دل على مفرقها، وبتأليفها على مؤلفها، قال الله عز وجل: "ومن كل شئ خلقنا زوجين لعلكم تذكرون".

له معنى الربوبية إذ لا مربوب، وحقيقة الإلهية إذ لا مألوه، ومعنى العالم ولا معلوم، ليس منذ خلق استحق معنى الخالق، ولا من حيث أحدث استفاد معنى المحدث، لا تغيبه "منذ"، ولا تدنيه "قد"، ولا تحجبه "لعل"، ولا توقته "متى"، ولا تشمله "حين"، ولا تقارنه "مع"، كل ما في الخلق من أثر غير موجود في خالقه، وكل ما أمكن فيه ممتنع من صانعه، لا تجرى عليه الحركة والسكون، وكيف يجري عليه ما هو أجراه؟ أو يعود فيه ما هو ابتدأه؟ إذا لتفاوتت ذاته، ولامتنع من الأزل معناه، ولما كان للبارئ معنى غير المبروء.

لوحد له وراء لحد له أمام، ولو التمس له التمام للزمه النقصان، كيف يستحق الأزل من لا يمتنع من الحدث؟ وكيف ينشئ الأشياء من لا يمتنع من الانشاء؟، لو تعلقت به المعاني لقامت فيه آية المصنوع، ولتحول عن كونه دالا إلى كونه مدلولا عليه، ليس في محال القول حجة، ولا في المسألة عنه جواب، لا إله إلا الله العلي العظيم.[1]

اور انہی اسناد سے، انہوں نے کہا میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السّلام سے سنا کہ وہ خدا کی توحید و وحدانیت کے بارے میں گفتگو فرما رہے تھے۔ پس آپ علیہ السّلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی عبادت اس کی معرفت حاصل کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ کی معرفت کی اصل بنیاد اس کی توحید ہے اور اس کی وحدانیت کا اقرار کرنا ہے اور اس کی وحدانیت کا حسن یہ ہے کہ وہ ہر قسم کی حد بندی سے منزہ ہے، کیونکہ عقلیں گواہ ہیں کہ ہر محدود چیز مخلوق ہے اور لباس زندگی پہننے والی مخلوق گواہ ہے کہ ان کا خالق مخلوق نہیں، وہ حادث نہیں ہے، بلکہ وہ ہمیشہ سے، ازل سے قدیم ہے۔ پس جس کسی نے اس ذات کی صفت بیان کی وہ اس کا بندہ نہیں (یعنی بندگی سے خارج ہو گیا) اور جس نے اس کی حد بیان کی اس نے اس کی اصل و حقیقت کو نہیں پہچانا۔ اور جس نے اس کی مثل و

---

۱ الامالی المفید ــــ المجلس ۳۰ــــ حدیث ۴ ــــ ص ۲۵۳۔۲۵۸

مثال بیان کی وہ اس کی حقیقت کو نہیں پا سکا۔ اور جو اس کی نہی کرے گا وہ اس کی تصدیق نہیں کرے گا اور جس نے اپنے حواسِ ظاہریہ کے ذریعے اس کی طرف اشارہ کیا ہے وہ اس کو صمد نہیں قرار دے رہا۔ اور جس نے تشبیہ بیان کی اس نے اس کا قصد و ارادہ نہیں کیا اور جس نے اس کے حصّے قرار دیئے، بعض کو بعض قرار دیا اس نے اس کی معرفت حاصل نہیں کی اور جس نے اس کو وہم قرار دیا اس نے بھی اس کا ارادہ نہیں کیا۔ جس کو دیکھ کر پہچانیں وہ مصنوع ہے اور ہر قائم جو اس کے علاوہ ہے وہ علت غائی کی بنا پر وجود میں آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفت پر اس سے استدلال کیا جاتا ہے اور عقول کے ساتھ اس کی معرفت کا عقیدہ رکھا جاتا ہے۔ اور فطرت کے ذریعے اس کی حُجّت و دلیل ثابت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو خلق فرمایا اور پھر اپنے اور ان کے درمیان پردہ حائل کر دیا اور اپنے اور ان کے درمیان مباینت قرار دی ہے اور اپنے اور ان کے درمیان مفارقت کو ثابت رکھا ہے اور اس مخلوق کی ابتدا اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ کی کوئی ابتدا نہیں ہے۔ کیونکہ ہر ابتدا کرنے والا اس کی ابتدا کو جاننے سے قاصر ہے۔ اور اس کے تمام نام صِرف اس کی تعبیر کرنے کے لیے ہیں، ورنہ اس کی حقیقت کو بیان نہیں کرتے۔ اور اس کے افعال صِرف اور صِرف سمجھانے کے لیے ہیں۔ پس جس نے اس کی حد معین کی وہ اس سے جاہل ہے اور جس نے اس کا احاطہ کرنے کی کوشش کی وہ اس کی تعداد کا قائل ہو گیا اور جو اس کی اصل حقیقت کو جاننے کی کوشش کرے گا وہ خطاکار ہے۔ اور جو یہ بیان کرتا ہے کہ وہ کیسا ہے وہ اس کی تشبیہ بیان کرنے والا ہے اور جو اس کے بارے میں یہ بیان کرتا ہے کہ وہ کیوں ہے تو اس نے اس کی تعلیل بیان کی ہے اور جو اس کے بارے میں بیان کرتا ہے کہ وہ کب سے ہے اس نے اس کے لیے وقت معین کیا ہے اور جس نے یہ بیان کیا ہے کہ وہ اس میں ہے تو اس نے اس کو کسی کے ضمن میں قرار دیا اور جس نے یہ بیان کیا کہ وہ کب تک ہے اس نے اس کی نفی کی ہے۔ اور جس نے بیان کیا کہ وہ فلاں وقت ہے اس نے اس کی غایت و انتہا بیان کی ہے اور جس نے اس کی غایت و انتہا بیان کی ہے اس نے اس کا تجزیہ کیا ہے اور جس نے اس کا تجزیہ کیا ہے وہ اس کی حد کا قائل ہو گیا ہے۔ پس وہ کافر ہو گیا اور مخلوق کی معاشرت سے اس میں تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ وہ ایسا روشن و ظاہر ہے جس کو آنکھوں سے دیکھا نہیں جا سکتا اور وہ ایسا باطن ہے جو ظاہر نہیں ہو سکتا اور وہ ایسا دُور ہے جو مسافت کے اعتبار سے دُور نہیں ہے اور وہ ایسا قریب ہے جس قرب کو محسوس نہیں کیا جا سکتا۔ وہ ایسا لطیف ہے جو مجسم نہیں ہو سکتا۔ وہ ایسا موجود ہے کہ جس میں عدم نہیں۔ وہ فاعل ہے جو مجبور نہیں ہوتا اور

بغیر فکر و سوچ کے امور کی تقدیر کرنے والا ہے اور کوئی حرکت کیے بغیر امور کی تدبیر کرنے والا ہے اور بغیر کسی عزیمت اور مشکل کے وہ ارادہ کرنے والا ہے۔ اور بغیر کوشش اور ہمت کے وہ چاہنے والا ہے اور وہ دُور کرنے والا ہے بغیر اس کے کہ وہ کوئی محسوس کرے۔ اور وہ بغیر سننے والے آلہ کے سنتا ہے اور بغیر دیکھنے والے آلہ کے دیکھتا ہے۔ اور وہ زمانے کے ساتھ مربوط نہیں اور نہ ہی زمانہ اس کا احاطہ کر سکتا ہے اور اس کو نیند اور اونگھ نہیں آتی اور اس کے اوصاف محدود نہیں ہیں۔ آلات و اسباب اس کو نفع اور فائدہ نہیں دیتے۔ اور اس کا وجود زمانے سے پہلے ہے۔ اس کا وجود عدم پر سبقت رکھتا ہے اور وہ ہمیشہ سے ہے۔ وہ اشیاء کی خلقت سے معلوم ہوا۔ اس کا کوئی ساتھی نہیں ہے اور اس نے نُور کو تاریکی کی ضد قرار دیا ہے، سردی کو گرمی کی ضد بنایا اور دُور دُور والی چیزوں کے درمیان الفت پیدا کی اور قریب قریب والی چیزوں کے درمیان جدائی ڈالی اور اس جدائی نے اس جدا کرنے والے کی معرفت کرائی ہے اور ان کے قرب نے ان کے درمیان تالیف کرنے والی اور جوڑنے والی ذات کو بیان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے کہ ہم نے ہر چیز کا جوڑا خلق کیا ہے تا کہ تم اس سے تذکرہ اور نصیحت حاصل کر سکو اور وہ تب تھا جب پرورش حاصل کرنے والا کوئی نہیں تھا اور وہ اس وقت سے معبود حقیقی ہے کہ جب اس کی عبادت کرنے والا کوئی نہیں تھا اور وہ اس وقت بھی عالم تھا کہ جب کوئی ایسی چیز نہیں تھی جس کے ساتھ عِلم کا تعلق ہوتا اور وہ خالق ہے ایسا نہیں کہ جب اس نے خلق کیا پھر وہ خلق کے معنی کا مستحق ہوا۔ وہ ایسا نہیں ہے کہ اس نے ایجاد کیا تو پھر ایجاد کرنے کے معنی کا مستحق قرار پایا۔ کوئی چیز اس سے غائب نہیں ہے اور کوئی اس کے قریب نہیں ہے اور نہ ہی شاید اس کو تعجب میں مبتلا کر سکتا ہے۔ اس کے وقت کو بیان نہیں کیا جا سکتا۔ کوئی زمانہ اس کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ اس کو کسی کے ساتھ مقارن نہیں کیا جا سکتا۔ ہر قسم کا اثر جو مخلوق میں پایا جاتا ہے وہ خالق نہیں ہوتا اور جو چیز مصنوع میں پائی جاتی ہے وہ اس کے بنانے والے میں متمتع ہوتی ہے۔ پس اس میں حرکت اور سکون نہیں پایا جاتا اور یہ کیسے جاری ہو سکتے ہیں اس ذات پر کہ جو خود ان کو دوسروں پر جاری کرنے والا ہے؟ یہ تمام چیزیں اس کی طرف رجوع کرنے والی ہیں کیونکہ یہ سب کی سب اس سے ابتدا کرنے والی نہیں (یعنی ان کو پیدا کرنے والا ہے) کیونکہ اس کی ذات ان چیزوں سے جدا ہے اور یہ چیزیں اگر اس کو لاحق ہو جائیں تو وہ اس کی ازلیت کو ختم کر دیتی ہیں۔ اور خالق و باری کے لیے مخلوقیت اور اوصاف کو ثابت نہیں کیا جا سکتا اور اگر اس کے لیے پیچھے والی حد مقرر کی جائے گی تو اس کے لیے آگے والی حد بھی معین کرنا پڑے

گی۔ اور اگر تو یہ کہہ دے کہ وہ کامل ہو گیا ہے تو اس کا لازمی ہے کہ تو اس کے نقصان کا قائل ہوا ہے۔ وہ کیسے لازمی اور ہمیشہ سے ہو سکتا ہے جو اپنے آپ سے حدث کو منع نہ کر سکے (یعنی جو ازلی ہے وہ حادث نہیں ہو سکتا)۔ اور وہ چیزوں کو کیسے ایجاد کر سکتا ہے کہ جو خود چیزوں کا محتاج ہے اور جو ان معانی کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اس کا محتاج ہے۔ یہ خود اس کے مصنوع اور مخلوق ہونے کی دلیل ہے۔ اور وہ اس کو دال سے مدلول کی طرف تبدیل کر دے گی۔ اور اس کے پاس مقام گفتگو میں کوئی دلیل نہیں اور جب اس سے سوال کیا جائے گا تو وہ اس کا جواب نہیں دے سکے گا جب کہ اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ علی اور عظیم ہے۔

حضرت علی علیہ السّلام کے جملے جنہوں نے آنکھوں کو خیرہ کر دیا

۱۰/۶۲ [الخصال] حدثنا أبو محمد الحسن بن حمزة العلوي رضي الله عنه قال: حدثني يوسف ابن محمد الطبري، عن سهل أبي عمر قال: حدثنا وكيع، عن زكريا بن أبي زائدة عن عامر الشعبي قال: تكلم أمير المؤمنين عليه السلام بتسع كلمات أرتجلهن ارتجالا، فقأن عيون البلاغة وأيتمن جواهر الحكمة، وقطعن جميع الأنام عن اللحاق بواحدة منهن، ثلاث منها في المناجاة، وثلاث منها في الحكمة، وثلاث منها في الأدب. فأما اللاتي في المناجاة فقال: "إلهي كفى لي عزا أن أكون لك عبدا وكفى بي فخرا إن تكون لي ربا أنت كما أحب فاجعلني كما تحب". وأما اللاتي في الحكمة فقال: "قيمة كل امرئ ما يحسنه، وما هلك امرء عرف قدره، والمرء مخبو تحت لسانه". وأما اللاتي في الأدب فقال: "امنن على من شئت تكن أميره، واحتج إلى من شئت تكن أسيره، واستغن عمن شئت تكن نظيره".[1]

بیان کیا ہم سے ابو محمد حسن بن حمزہ علوی رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے یوسف ابن محمد طبری نے، انہوں نے سہل ابی عمر سے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے وکیع نے زکریا بن ابی زائدہ سے، انہوں نے عامر شعبی سے، انہوں نے کہا کہ امیر المومنین علیہ السّلام نے فی البدیہہ نو ایسے کلمے ارشاد کیے جنہوں نے بلاغت کی آنکھوں کو خیرہ کر دیا۔ دُرّہائے حکمت سفتہ ہو گئے اور بالعموم ارباب بلاغت اس قسم کے

---

۱ الخصال — باب ۹ — حدیث ۱۴ — ص ۴۲۰

جملے ادا کرنے سے قاصر رہے حتیٰ کہ ان میں سے کسی ایک کی مثال پیش کرنا بھی ممکن نہیں۔ ان میں سے تین مناجات کے بارے میں، تین حکمت کے متعلق اور تین ادب کے بارے میں ہیں۔

مناجاتی کلمے: اے پروردگار، میرے لیے یہی عزّت کافی ہے کہ میں تیرا بندہ ہوں، اور میرے لیے یہی فخر کافی ہے کہ تُو میرا پالنے والا ہے، تو بالکل ویسا ہے جیسا میں چاہتا ہوں، لہٰذا مجھے بھی ویسا بنا دے جیسا تُو چاہتا ہے۔

حکمت آمیز کلمے: ہر انسان کی قیمت اس کی نیکیاں ہیں، اور وہ شخص ہلاک نہیں ہوتا جو اپنی قدر جانتا ہے، اور انسان اپنی زبان کے پیچھے پوشیدہ ہے۔

ادبی کلمے: جس پر چاہے احسان کر لو کہ تم اس کے امیر بن جاؤ گے، جس سے چاہے اپنی ضرورت پوری کروالو کہ تم اس کے اسیر بن جاؤ گے، جس سے چاہے بے نیاز ہو جاؤ کہ تم اس کی نظیر ہو جاؤ گے۔

حضرت علی علیہ السّلام کے فضائل

۱۰/۶۳ [الأمالي الطوسي] أخبرنا محمد بن محمد، قال: حدثنا الشريف الصالح أبو محمد الحسن بن حمزة، قال: حدثنا أبو القاسم نصر بن الحسن الوراميني، قال: حدثنا أبو سعيد سهل بن زياد الادمي، قال: حدثنا محمد بن الوليد المعروف بشباب الصيرفي مولى بني هاشم، قال: حدثنا سعيد الأعرج، قال: دخلت أنا وسليمان بن خالد على أبي عبد الله جعفر بن محمد (عليهما السلام) فابتدأني، فقال: يا سليمان، ما جاء عن أمير المؤمنين علي بن أبي طالب (عليه السلام) يؤخذ به، وما نهى عنه ينتهى عنه، جرى له من الفضل ما جرى لرسول الله (صلى الله عليه وآله)، ولرسوله الفضل على جميع من خلق الله، العائب على أمير المؤمنين في شئ كالعائب على الله وعلى رسوله (صلى الله عليه وآله)، والراد عليه في صغير أو كبير على حد الشرك بالله. كان أمير المؤمنين (عليه السلام) باب الله لا يؤتى إلا منه، وسبيله الذي من تمسك بغيره هلك، كذلك جرى حكم الأئمة (عليهم السلام) بعده واحدا بعد واحد، جعلهم الله أركان الأرض، وهم الحجة البالغة على من فوق الأرض ومن تحت الثرى.

أما علمت أن أمير المؤمنين (عليه السلام) كان يقول: أنا قسيم الله بين الجنة والنار، وأنا الفاروق الأكبر، وأنا صاحب العصا والميسم، ولقد أقر لي جميع

الملائكة والروح بمثل ما أقروا لمحمد (صلى الله عليه وآله)، ولقد حملت مثل حمولة محمد، وهي حمولة الرب، وأن محمدا (صلى الله عليه وآله) يدعى فيكسى ويستنطق فينطق، وأدعى فأكسى وأستنطق فأنطق، ولقد أعطيت خصالا لم يعطها أحد قبلي: علمت البلايا، والقضايا، وفصل الخطاب؟[1]

خبر دی ہمیں محمد بن محمد نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے شریف صالح ابو محمد حسن بن حمزہ نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے ابو قاسم نصر بن حسن الورامینی نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے ابو سعید سہل بن زیاد ادمی نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے محمد بن ولید المعروف بشباب صیرفی غلام بنی ہاشم نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے سعید الاعرج نے، انہوں نے کہا کہ میں اور سلیمان بن خالد ابو عبداللہ جعفر بن محمد (علیہما السّلام) کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ پس آپ علیہ السّلام نے ہم سے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا: اے سلیمان! جو کچھ امیر المومنین علی بن ابی طالب (علیہ السّلام) کی طرف سے آیا ہے اس کو لے لیا جائے اور جس سے وہ روک دیں اس سے رُکا جائے۔ اور ان کی فضیلت کا اعتقاد اسی طرح رکھا جائے جس طرح رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی فضیلت کا عقیدہ رکھا گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام کائنات پر فضیلت حاصل ہے اور امیر المومنین علیہ السّلام پر کسی چیز میں عیب لگانا گویا اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر عیب لگانے والا ہے اور کسی چھوٹی یا بڑی چیز میں امیر المومنین علیہ السّلام کے حکم کو ٹھکرانا کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک قرار دینے کے برابر ہے۔

امیر المومنین (علیہ السّلام) اللہ کا دروازہ ہیں اور اللہ تک رسائی اس دروازے سے ہی ممکن ہے اور سالکان راہ حق کے لیے وہ راستہ ہیں کہ جو بھی اس راستہ کے علاوہ کسی اور راستے پر چلے گا وہ ہلاک ہو جائے گا اور آپ علیہ السّلام کے بعد یکے بعد دیگرے آنے والے ہر ایک امام (علیہم السّلام) کے بارے میں بھی یہی حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان سب کو اپنی زمین کے ارکان قرار دیا اور روئے زمین سے لے کر تحت الثریٰ تک ان کو اپنی حُجّت بالغہ قرار دیا۔ کیا تم نہیں جانتے کہ امیر المومنین (علیہ السّلام) نے خود فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ کی طرف

---

۱ الامالی الطوسی ــــ المجلس ۸ ــ حدیث ۲ / ۳۵۲ ــ ص ۲۰۵-۲۰۶

سے جنّت اور جہنّم کو تقسیم کرنے والا میں ہوں۔ میں اس دنیا میں صادق اکبر ہوں۔ میں مومن کے نُور کو اس کی پیشانی سے پہچان لینے والا اور کافر کو اس کی پیشانی سے شناخت کرنے والا ہوں۔ میری ولایت کا اقرار تمام ملائکہ اور تمام ارواح نے ایسے ہی کیا ہے جس طرح ان تمام نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی نبوت کا اقرار کیا ہے، اور میرے ذِمّے وہ ساری ذِمّہ داریاں ہیں جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذِمّہ داریاں تھیں اور یہ سب رَب کریم کی طرف سے ہے۔ اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کو پکارا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو لباس پہنایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بلوایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بولے۔ ایسے ہی مجھے بھی پکارا گیا، مجھے بھی لباس پہنایا گیا اور مجھے بھی بلوایا گیا تو میں بھی بولا اور مجھے ایسے فضائل عطا فرمائے گئے جو میرے علاوہ کسی اور کو عطا نہیں کیے گئے۔ مجھے نازل ہونے والے تمام مصائب کا عِلم عطا کیا گیا اور رونما ہونے والے تمام واقعات کا عِلم عطا فرمایا گیا اور مجھے حق و باطل کے درمیان قوّت فیصلہ عطا فرمائی گئی۔

آئمہ علیہم السّلام کی امداد کا انعام

۱۰/۶۴ [الأمالي المفيد] قال: أخبرني الشريف أبو محمد الحسن بن حمزة الطبري قال: حدثنا أبو الحسن علي بن حاتم القزويني قال: حدثنا أبو العباس محمد بن جعفر المخزومي قال: حدثنا محمد بن شمون البصري، عن عبد الله بن عبد الرحمن، قال حدثني الحسين بن زيد، عن جعفر بن محمد، عن أبيه عليهما السلام قال: من أعاننا بلسانه على عدونا أنطقه الله بحجته يوم موقفه بين يديه عز وجل.[1]

خبر دی مجھے شریف ابو محمد حسن بن حمزہ طبری نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے ابو حسن علی بن حاتم قزوینی نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے ابو عباس محمد بن جعفر مخزومی نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے محمد بن شمون بصری نے، انہوں نے عبد اللہ بن عبد الرحمٰن سے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے حسین بن زید نے، انہوں نے جعفر بن محمد سے، انہوں نے اپنے والد علیہم السّلام سے، آپ نے فرمایا: جو شخص ہمارے دشمن کے مقابلے میں زبان سے ہماری مدد کرے گا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے سامنے اس کو اپنی دلیل و حُجّت پیش

---

۱ الامالی المفید ــــ المجلس ۴ ــــ حدیث ۷ ــــ ص ۳۳

کرنے کی اور بولنے کی اجازت عطا فرمائے گا۔

آئمہ علیہم السّلام سے محبّت کا اجر

۱۰/۶۵ [الأمالي المفيد] قال: أخبرني الشريف أبو محمد الحسن بن حمزة قال: حدثنا أحمد بن عبد الله، عن جده أحمد بن عبد الله قال: حدثني أبي، عن داود بن النعمان، عن عمرو بن أبي المقدام، عن أبيه، عن الحسن بن علي عليهما السلام إنه قال: من أحبنا بقلبه ونصرنا بيده ولسانه فهو معنا في الغرفة التي نحن فيها، ومن أحبنا بقلبه ونصرنا بلسانه فهو دون ذلك بدرجة، ومن أحبنا بقلبه وكف بيده ولسانه فهو في الجنة.[1]

خبر دی مجھے شریف ابو محمد حسن بن حمزہ نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے احمد بن عبد اللہ نے، انہوں نے اپنے جد احمد بن عبد اللہ سے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے میرے والد نے، انہوں نے داؤد بن نعمان سے، انہوں نے عمرو بن ابو مقدام سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے حسن بن علی علیہما السّلام سے، آپ نے فرمایا: جو شخص اپنے دِل میں ہماری محبّت رکھتا ہو اور اپنے ہاتھ اور زبان سے ہماری مدد کرے گا پس وہ قیامت کے دن ہمارے محل میں ہمارے ساتھ ہو گا۔ اور جو شخص اپنے دِل میں ہماری محبّت رکھتا ہو اور زبان سے ہماری مدد کرتا ہو گا وہ ایک درجہ کم ہمارے نزدیک ہو گا، اور جس نے ہاتھ اور زبان سے ہماری کفایت نہ کی اور دِل میں ہماری محبّت رکھے گا وہ جنّت میں ہو گا۔

آلِ محمد علیہم السّلام ذریعہ نجات

۱۰/۶۶ [مائة منقبة] حدثنا الحسن بن حمزة رحمه الله قال: حدثني علي بن محمد بن قتيبة، قال: حدثني الفضل بن شاذان، قال: حدثني محمد بن زياد، قال: حدثني جميل بن صالح، عن جعفر بن محمد، قال: حدثني أبي، عن أبيه، عن الحسين بن علي عليهم السلام قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله: فاطمة مهجة قلبي، وابناها ثمرة فؤادي، وبعلها نور بصري والأئمة من ولدها امناء ربي، وحبله الممدود بينه

---

۱ الامالی المفید ۔۔ المجلس ۴ ۔۔ حدیث ۸ ۔۔ ص ۳۳۔۳۴

وبين خلقه. من اعتصم به نجا، ومن تخلف عنه هوى.[1]

بیان کیا ہم سے حسن بن حمزہ رحمہ اللہ نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے علی بن محمد بن قتیبہ نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے فضل بن شاذان نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے محمد بن زیاد نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے جمیل بن صالح نے جعفر بن محمد سے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے میرے والد نے اپنے والد سے، انہوں نے حسین بن علی علیہم السّلام سے، آپ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: فاطمہ میری روح دِل ہے، اور ان کے دونوں بیٹے میرے میوہ دِل ہیں، اور ان کے شوہر میری آنکھوں کا نُور ہیں، اور ان کی اولاد میں سے آئمہ علیہم السّلام میرے رَب کے امین اور اس کی مخلوق اور اس کے درمیان مربوط رسی ہیں۔ جو ان سے وابستہ رہا وہ نجات پا گیا، اور جو ان سے دُور ہوا وہ ہلاک ہو گیا۔

امام قائم علیہ السّلام کے بارے میں امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام کا فرمان

۱۰/٦٧ [كفاية الأثر] حدثنا محمد بن عبد الله بن حمزة، عن عمه الحسن بن حمزة، عن علي بن إبراهيم بن هاشم، عن صالح السندي، عن يونس بن عبد الرحمن قال: دخلت على موسى بن جعفر عليهما السلام فقلت: يا ابن رسول الله أنت القائم بالحق؟ قال: أنا القائم بالحق، ولكن القائم الذي يطهر الأرض من أعداء الله ويملأها عدلا كما ملئت جورا هو الخامس من ولدي، له غيبة يطول أمدها خوفا على نفسه، يرتد فيها أقوام ويثبت فيها آخرون. ثم قال عليه السلام: طوبى لشيعتنا المتمسكين بحبنا في غيبة قائمنا الثابتين على موالاتنا والبراءة من أعدائنا، أولئك منا ونحن منهم، قد رضوا بنا أئمة فرضينا بهم شيعة، فطوبى لهم ثم طوبى لهم، هم والله معنا في درجتنا يوم القيامة.[2]

---

۱ مائة منقبة — الشيخ الفقيه والحبر النبيه ابی الحسن محمد بن احمد بن علی بن الحسن القمی المعروف بابن شاذان — المتوفی ۴۱۲ھ — المنقبة ۴۴ — ص ٧٦-٧٧ — مدرسة الامام المهدی علیه السّلام — قم المقدسہ

۲ کفاية الاثر — ص ۲٦۹-۲۷۱

بیان کیا ہم سے محمد بن عبد اللہ بن حمزہ نے اپنے چچا حسن بن حمزہ سے، انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے، انہوں نے صالح سندی سے، انہوں نے یونس بن عبد الرحمٰن سے، انہوں نے کہا میں موسیٰ بن جعفر علیہما السّلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فرزند کیا آپ ہی قائم بالحق ہیں؟ تو آپ علیہ السّلام نے فرمایا: میں قائم بالحق ہوں، لیکن وہ قائم آل محمد علیہ السّلام جو زمین کو دشمنان خدا سے پاک کر دے گا اور اسے اس طرح عدل سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم سے بھری ہو گی وہ میری اولاد میں سے پانچواں ہو گا، ان کو جان کے خوف کی وجہ سے طولانی غیبت درپیش ہو گی، جس میں کئی اقوام مرتد ہو جائیں گی اور کئی لوگ ثابت قدم رہیں گے۔ پھر آپ علیہ السّلام نے فرمایا: خوشخبری ہے ہمارے ان پیروکاروں کے لیے جو ہمارے قائم کی غیبت کے دوران ہماری محبّت سے متمسک رہے، اور ہماری ولایت سے وابستہ اور ہمارے دشمنوں سے برأت پر ثابت قدم رہے، وہ ہم میں سے ہیں اور ہم ان میں سے ہیں، وہ ہماری امامت پر راضی ہیں اور ہم ان کے پیروکار ہونے پر راضی ہیں، خوشخبری ہے ان کے لیے، پھر خوشخبری ہے ان کے لیے، اللہ کی قسم وہ روزِ قیامت ہمارے درجہ میں ہمارے ساتھ ہوں گے۔

امام قائم علیہ السّلام کے بارے میں ان کے دادا کا فرمان

۱۰/۶۸ [كفاية الأثر] حدثنا محمد بن عبد الله بن حمزة، قال حدثنا الحسن بن حمزة، قال حدثنا علي بن إبراهيم، قال حدثنا عبد الله بن أحمد الموصلي، قال حدثنا الصقر بن أبي دلف، قال: سمعت علي بن محمد بن علي الرضا عليهم السلام يقول: الإمام بعدي الحسن ابني، وبعد الحسن ابنه القائم الذي يملأ الأرض قسطاً وعدلا كما ملئت جورا وظلما.[1]

بیان کیا ہم سے محمد بن عبد اللہ بن حمزہ نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے حسن بن حمزہ نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے علی بن ابراہیم نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے عبد اللہ بن احمد موصلی نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے صقر بن ابی دلف نے، انہوں نے کہا میں نے علی بن محمد بن علی رضا علیہم السّلام کو فرماتے

---

۱ کفایۃ الاثر ــ ص ۲۹۲

ہوئے سنا کہ میرے بعد امام میرا بیٹا حسن ہو گا اور حسن کے بعد ان کا بیٹا قائم ہو گا جو زمین کو قسط و عدل سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہو گی۔

امیر المومنین علیہ السّلام کے نماز نہ پڑھنے کے اوقات

١٠/٦٩ [الاستبصار] أخبرني الشيخ رحمه الله عن أبي محمد الحسن بن حمزة العلوي رحمه الله عن علي بن إبراهيم عن أبيه عن ابن أبي عمير عن ابن أذينة عن عدة انهم سمعوا أبا جعفر عليه السلام يقول: كان أمير المؤمنين (ع) لا يصلي من النهار حتى تزول الشمس ولا من الليل بعد ما يصلي العشاء حتى ينتصف الليل.[1]

خبر دی مجھے شیخ رحمہ اللہ نے ابی محمد حسن بن حمزہ رحمہ اللہ سے، انہوں نے علی بن ابراہیم سے، انہوں نے اپنے والد محترم سے، انہوں نے ابن ابی عمیر سے، انہوں نے ابن اذینہ سے، انہوں نے کئی لوگوں سے روایت کی ہے کہ انہوں نے ابا جعفر علیہ السّلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ امیر المومنین علیہ السّلام دن کو سورج نکلنے کے بعد زوال شمس تک نماز نہیں پڑھتے تھے، اور رات کو عشاء کی نماز کے بعد نصف رات تک نماز نہیں پڑھتے تھے۔

وضو کس کنویں کے پانی سے کیا جائے

١٠/٧٠ [الاستبصار] وأخبرني الحسين بن عبيد الله عن أبي محمد الحسن بن حمزة العلوي عن علي ابن إبراهيم بن هاشم عن أبيه عن حماد عن حريز عن زرارة ومحمد بن مسلم وأبي بصير قالوا: قلنا له بئر يتوضأ منها يجري البول قريبا منها أينجسها؟ قالوا فقال: إن كانت البئر في أعلى الوادي والوادي يجري فيه البول من تحتها وكان بينهما قدر ثلاثة أذرع أو أربعة أذرع لم ينجس ذلك البئر شئ، وإن كانت البئر في أسفل الوادي ويمر الماء عليها وكان بين البئر وبينه سبعة أذرع لم ينجسها، وما كان أقل من ذلك لم يتوضأ منه، قال: زرارة فقلت: له فإن كان يجري بلزقها وكان

---

[1] الاستبصار فيما اختلف من الاخبار — شيخ الطائفة ابی جعفر محمد بن حسن الطوسی — المتوفی ٤٦٠ھ — باب ١٥١ — حدیث ١٠٠٤ - ١ — ج ١ — ص ٢٧٧ — دار الکتب الاسلامیة — تہران

لا يلبث على الأرض، فقال: ما لم يكن له قرار فليس به بأس فان استقر منه قليل فإنه لا يثقب الأرض ولا يغوله حتى يبلغ إليه وليس على البئر منه بأس فتوضأ منه إنما ذلك إذا استنقع الماء كله.[1]

خبر دی مجھے حسین بن عبید اللہ نے ابی محمد حسن بن حمزہ علوی سے، انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے حماد سے، انہوں نے حریز سے، انہوں نے زرارہ اور محمد بن مسلم اور ابی بصیر سے، وہ تینوں کہتے ہیں کہ ہم نے امام علیہ السّلام کی خدمت میں عرض کی وہ کنواں جس سے وضو کیا جاتا ہے اس کے قریب سے اگر پیشاب جاری ہوتا ہو تو کیا وہ اس کنویں کو نجس کر دیتا ہے؟ تو وہ کہتے ہیں امام علیہ السّلام نے فرمایا: اگر کنواں وادی کے اوپر ہو اور پیشاب اس وادی میں اس کے نیچے سے گزرتا ہو اور ان کے درمیان تین ہاتھ یا چار ہاتھ کا فاصلہ ہو تو وہ کنواں نجس نہیں ہوتا۔ اور اگر کنواں وادی کے نیچے ہو اور اس پر پانی گزرتا ہو اور کنویں اور پیشاب کے درمیان سات ہاتھ کا فاصلہ ہو تو وہ کنواں نجس نہیں ہوتا۔ اور اگر ان دونوں کے درمیان فاصلہ اس سے کم ہو تو اس کنویں سے وضو نہیں کرنا چاہیے۔ زرارہ کہتے ہیں میں نے عرض کی اگر وہ زمین سے چپک کر جاری ہو اور زمین پر ٹھہرے نہیں تو کیا حکم ہے؟ تو آپ علیہ السّلام نے فرمایا اگر اس میں قرار نہ ہو تو پھر اس کنویں سے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں، پس تم اس سے وضو کرتے رہو، کیوں کہ کنواں صِرف اس صورت میں نجس ہوتا ہے، جب تمام پانی کا رنگ تبدیل ہو جائے۔

فرزندِ آدم کو تنبیہ

۱۷/۱۰ [الأمالي الطوسي] أخبرنا محمد بن محمد، قال: حدثنا الشريف الصالح أبو محمد الحسن بن حمزة العلوي، قال: حدثنا محمد بن عبد الله بن جعفر، عن أبيه، عن هارون ابن مسلم، عن سعد بن زياد العبدي، قال: حدثني جعفر بن محمد، عن أبيه (عليهما السلام)، قال: في حكمة آل داود: يا بن ادم، كيف تتكلم بالهدى وأنت لا تفيق عن الردى! يا بن ادم، أصبح قلبك قاسيا وأنت لعظمة الله ناسيا، فلو كنت بالله عالما، وبعظمته عارفا، لم تزل منه خائفا، ولو عده راجيا، ويحك كيف لا تذكر

---

۱ الاستبصار — باب ۲۵ — حدیث ۱۲۸۔۳ — ج ۱ — ص ۴۶

لحدك، وانفرادك فيه وحدك![1]

خبر دی ہمیں محمد بن محمد نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے شریف صالح ابو محمد حسن بن حمزہ علوی نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے محمد بن عبد اللہ بن جعفر نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ہارون ابن مسلم سے، انہوں نے سعد بن زیاد عبدی سے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے جعفر بن محمد نے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار (علیہم السّلام) سے، آپ نے فرمایا: آل داؤد کی حکمت میں ذکر کیا گیا کہ اے فرزند آدم! تُو ہدایت کے بارے میں کیسے گفتگو کرتا ہے جب کہ تُو برائی سے منہ موڑنے کو تیار نہیں ہے۔ اے فرزندِ آدم! تیرا دِل سخت ہو چکا ہے اور تُو اللہ تعالیٰ کی عظمت کو فراموش کر چکا ہے۔ پس اگر تُو اللہ تعالیٰ کو جانتا ہوتا اور اس کی عظمت کی معرفت رکھتا ہوتا تو ہمیشہ اس سے خائف رہتا اور ڈر کر رہتا اور جو اس نے تجھ سے وعدہ کر رکھا ہے اس کے پورا ہونے کا امیدوار ہوتا۔ افسوس ہے تیرے لیے کہ تُو اپنی قبر کو یاد نہیں رکھتا جب کہ تُو اس میں اکیلا ہوگا۔

تین چیزیں ضرر کو دُور رکھتی ہیں

۱۰/۷۲ [الأمالي الطوسي] أخبرنا محمد بن محمد، قال: حدثنا الشريف الصالح أبو محمد الحسن بن حمزة العلوي (رحمه الله) قال: حدثنا أحمد بن عبد الله، عن جده أحمد بن أبي عبد الله البرقي، عن الحسن بن فضال، عن الحسن بن الجهم، عن أبي اليقظان، عن عبيد الله بن الوليد الوصافي، قال: سمعت أبا عبد الله جعفر بن محمد (عليهما السلام) يقول: ثلاث لا يضر معهن شئ: الدعاء عند الكربات، والاستغفار عند الذنب، والشكر عند النعمة.[2]

خبر دی ہمیں محمد بن محمد نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے شریف صالح ابو محمد حسن بن حمزہ علوی (رحمہ اللہ) نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے احمد بن عبد اللہ نے اپنے دادا احمد بن ابی عبد اللہ برقی سے،

---

۱ الامالی الطوسی ـــ المجلس ۷ ـــ حدیث ۴۸ / ۳۴۶ ـــ ص ۲۰۳

۲ الامالی الطوسی ـــ المجلس ۷ ـــ حدیث ۵۱ / ۳۶۹ ـــ ص ۲۰۴

انہوں نے حسن بن فضال سے، انہوں نے حسن بن جہم سے، انہوں نے ابی یقضان سے، انہوں نے عبید اللہ بن ولید وصافی سے، انہوں نے کہا میں نے ابا عبد اللہ جعفر بن محمد (علیہما السّلام) کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تین چیزیں ایسی ہیں جن کے ساتھ کوئی ضرر نہیں ہو گا: مصیبت کے وقت دُعا، اور گناہ کے وقت استغفار، اور نعمت کے وقت شکر ادا کرنا۔

چار چیزیں نیکی کا خزانہ ہیں

۱۰/۷۳ [الأمالي المفيد] قال: أخبرني الشريف الزاهد أبو محمد الحسن بن حمزة العلوي الحسيني الطبري رحمه الله قال: حدثنا أبو جعفر محمد بن الحسن بن الوليد، عن محمد بن الحسن الصفار، عن أحمد بن محمد بن عيسى، عن بكر بن صالح، عن الحسن بن علي، عن عبد الله بن إبراهيم، عن أبي عبد الله الصادق جعفر بن محمد عليهما السلام، عن أبيه، عن جده عليهم السلام قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله: أربعة من كنوز البر، كتمان الحاجة، وكتمان الصدقة، وكتمان المرض، وكتمان المصيبة.[1]

خبر دی مجھے شریف زاہد ابو محمد حسن بن حمزہ علوی حسینی طبری رحمہ اللہ نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے ابو جعفر محمد بن حسن بن ولید نے، انہوں نے محمد بن حسن صفار سے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے بکر بن صالح سے، انہوں نے حسن بن علی سے، انہوں نے عبد اللہ بن ابراہیم سے، انہوں نے ابو عبد اللہ صادق جعفر بن محمد علیہما السّلام سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار سے، انہوں نے ان کے دادا علیہم السّلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: چار چیزیں نیکی کا خزانہ ہیں: حاجت کو پوشیدہ رکھنا، اور صدقہ کو پوشیدہ رکھنا، اور بیماری کو پوشیدہ رکھنا، اور مصیبت کو پوشیدہ رکھنا۔

بے موقع گفتگو نہ کریں

۱۰/۷۴ [الأمالي الطوسي] أخبرنا محمد بن محمد، قال: حدثنا الشريف الصالح أبو

---

۱ الامالی المفید — المجلس ۱ — حدیث ۴ — ص ۸

محمد الحسن بن حمزة الحسيني (رضي الله عنه)، قال: أخبرنا أبو الحسن علي بن إبراهيم في كتابه إلينا على يد أبي نوح الكاتب، قال: حدثنا أبي، عن محمد بن إسماعيل بن بزيع، عن عبيد الله بن عبد الله، عن أبي عبد الله جعفر بن محمد الصادق (عليه السلام) أنه قال لأصحابه: اسمعوا مني كلاما هو خير لكم من الدهم الموقفة، لا يتكلم أحدكم بما لا يعنيه، وليدع كثيرا من الكلام فيما يعنيه حتى يجد له موضعا، فرب متكلم في غير موضعه جنى على نفسه بكلامه، ولا يمارين أحدكم سفيها ولا حليما، فإنه من ماري حليما أقصاه، ومن ماري سفيها أرداه، واذكروا أخاكم إذا غاب عنكم بأحسن ما تحبون أن تذكروا به إذا غبتم عنه، واعملوا عمل من يعلم أنه مجازى بالاحسان مأخوذ بالاجرام.[1]

خبر دی ہمیں محمد بن محمد نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے شریف صالح ابو محمد حسن بن حمزہ حسینی (رضی اللہ عنہ) نے، انہوں نے کہا خبر دی ہمیں ابو حسن علی بن ابراہیم نے ہماری طرف اپنے ایک خط میں ابی نوح کاتب کے ہاتھ، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے میرے والد نے، انہوں نے محمد بن اسماعیل بن بزیع سے، انہوں نے عبید اللہ بن عبد اللہ سے، انہوں نے ابو عبد اللہ جعفر بن محمد صادق (علیہما السّلام) سے، آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا: میری گفتگو کو غور سے سنو یہ تمہارے لیے بہت زیادہ عبادت سے افضل ہے۔ تم میں سے کوئی بھی بے فائدہ گفتگو نہ کرے اور تم کو چاہیے کہ فائدہ مند گفتگو کو بھی ترک کر دو یہاں تک کہ اس گفتگو کا کوئی محل ہو۔ بعض اوقات بے موقع گفتگو کرنے والے کے لیے خود اس کی گفتگو وبال جان بن جاتی ہے۔ اور نہ ہی تم میں سے کوئی حلیم شمار ہونا شروع ہو جائے اور نہ ہی بیوقوف، کیونکہ جو حلیم شمار ہونا شروع ہو جائے گا تو اس کو دُور ہٹا دیا جائے گا اور جو بیوقوف شمار ہو اس کو گرا دیا جائے گا۔ اپنے بھائی کی غیبت کے وقت اس کو اس طرح یاد کرو کہ جس طرح اپنی غیبت کے وقت تم پسند کرتے ہو کوئی اچھے انداز میں یاد کرے۔ جو جانتے ہو اس کے مطابق عمل کرو کیونکہ جو نیکی کروگے اس کی جزا تمہیں دی جائے گی اور جو جرم کروگے اس پر تمہارا مؤاخذہ کیا جائے گا۔

---

۱ الامالی الطوسی ــ المجلس ۸ ــ حدیث ۴۱ / ۳۹۱ ــ ص ۲۲۴۔۲۲۵

مخلوق کے واجبات

۱۰/۷۵ [الأمالي المفيد] قال: حدثنا الشريف الصالح أبو محمد الحسن بن حمزة العلوي رحمه الله قال: حدثنا أحمد بن عبد الله قال: حدثنا جدي أحمد بن أبي عبدالله البرقي، عن أبيه، عن يعقوب بن يزيد، عن ابن أبي عمير، عن هشام بن سالم، عن أبي عبيدة الحذاء، عن أبي عبد الله جعفر بن محمد عليهما السلام قال: قال: ألا أخبرك بأشد ما افترض الله على خلقه؟: إنصاف الناس من أنفسهم، ومواساة الإخوان في الله عز وجل، وذكر الله على كل حال، فإن عرضت له طاعة لله عمل بها، وإن عرضت له معصية له تركها.[1]

خبر دی ہمیں شریف صالح ابو محمد حسن بن حمزہ علوی رحمہ اللہ نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے احمد بن عبد اللہ نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے میرے دادا احمد بن ابی عبد اللہ برقی نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے یعقوب بن یزید سے، انہوں نے ابن ابی عمیر سے، انہوں نے ہشام بن سالم سے، انہوں نے ابی عبیدہ حذاء سے، انہوں نے ابی عبد اللہ جعفر بن محمد علیہما السّلام سے، آپ نے فرمایا: کیا میں تمہیں بتاؤں کہ کون سی چیز اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق پر سب سے زیادہ سخت انداز میں واجب قرار دی ہے! وہ یہ ہے کہ انسان لوگوں کے ساتھ اپنی ذات کی طرف سے انصاف کرے اور اپنے بھائیوں کی خدا کی خاطر مدد کرے اور اللہ تعالیٰ کا ہر حال میں ذکر کرے اور اگر اطاعت خدا کا مورد اس کے سامنے آئے تو اس پر عمل کرے اور اگر معصیت خدا کا مورد سامنے آئے تو اس پر عمل کرنے کو ترک کردے۔

اللہ کے نزدیک محبوب ترین صدقہ

۱۰/۷۶ [الأمالي المفيد] قال: أخبرني الشريف الزاهد أبو محمد الحسن بن حمزة، قال: حدثنا محمد بن الحسن بن الوليد، عن محمد بن الحسن الصفار، عن أحمد بن محمد ابن عيسى، عن محمد بن سنان، عن عمرو الأفرق وحذيفة بن منصور، عن أبي عبد الله جعفر بن محمد عليهما السلام قال: صدقة يحبها الله إصلاح بين الناس

---

۱ الامالی المفید ـــ المجلس ۳۸ ـــ حدیث ۱ ـــ ص ۳۱۷

إذا تفاسدوا، وتقريب بينهم إذا تباعدوا.[1]

خبر دی مجھے شریف زاہد ابو محمد حسن بن حمزہ نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے محمد بن حسن بن ولید نے، انہوں نے محمد بن حسن صفار سے، انہوں نے احمد بن محمد ابن عیسیٰ سے، انہوں نے محمد بن سنان سے، انہوں نے عمر و افرق اور حذیفہ بن منصور سے، انہوں نے ابو عبد اللہ جعفر بن محمد علیہما السّلام سے، آپ نے فرمایا: اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب وہ صدقہ ہے کہ جب لوگوں کے درمیان فساد واقع ہو جائے تو ان کے درمیان صلح کرانا اور جب وہ ایک دوسرے سے دُور ہو جائیں تو ان کو محبّت سے ایک دوسرے کے قریب لانا۔

بھائیوں سے ملاقات عقل میں اضافہ کا باعث ہے

۱۰/۷۷ [الأمالي المفيد] حدثني الشريف الصالح أبو محمد الحسن بن حمزة رحمه الله قال: حدثني أبو الحسن علي بن الفضل قال: حدثني أبو تراب عبيد الله بن موسى قال: حدثني أبو القاسم عبد العظيم بن عبد الله الحسني رحمه الله قال: سمعت أبا جعفر محمد بن علي بن موسى (عليهم السلام) يقول: ملاقاة الإخوان نشرة وتلقيح للعقل وإن كان نزرا قليلا.[2]

خبر دی مجھے شریف صالح ابو محمد حسن بن حمزہ رحمہ اللہ نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے ابو حسن علی بن فضل نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے ابو تراب عبید اللہ بن موسیٰ نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے ابو قاسم عبد العظیم بن عبد اللہ حسنی رحمہ اللہ نے، انہوں نے کہا میں نے سنا ابو جعفر محمد بن علی بن موسیٰ (علیہم السّلام) سے کہ آپ نے فرمایا: بھائیوں سے ملاقات خوشی کا باعث اور عقل کو بارآور کرنے کا موجب بنتی ہے اگرچہ یہ بہت کم اور شاذونادر رہی ہو۔

---

۱ الامالی المفید — المجلس ۱ — حدیث ۱۰ — ص ۱۲

۲ الامالی المفید — المجلس ۳۸ — حدیث ۱۳ — ص ۳۲۸-۳۲۹

سونا اور چاندی سے محبّت کی وضاحت

۱۰/۷۸ [معاني الأخبار] حدثنا أبو محمد الحسن بن حمزة العلوي الحسيني رضي الله عنه قال: حدثنا محمد أميدوار، عن محمد بن الحسن الصفار، عن يعقوب بن يزيد الأنباري، عن ابن أبي عمير، عن هارون بن خارجة، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: لعن الله الذهب والفضة لا يحبهما إلا من كان جنسهما. قلت: جعلت فداك الذهب والفضة؟ قال عليه السلام: ليس حيث تذهب إليه، إنما الذهب الذي ذهب بالدين والفضة التي أفاض الكفر۔

قال مصنف هذا الكتاب رضي الله عنه : هذا حديث لم أسمعه إلا من الحسن ابن حمزة العلوي ولم أروه عن شيخنا محمد بن الحسن بن أحمد بن الوليد ولكنه صحيح عندي يؤيده الخبر المنقول عن أمير المؤمنين عليه السلام أنه قال: أنا يعسوب المؤمنين والمال يعسوب الظلمة والمال لا يروس إنما يراس به. فهو كناية عمن ذهب بالدين وأفاض الكفر، وإنما وقعت الكناية بهما لأنهما أثمان كل شئ كما أن الذين كنى عنهم أصول كل كفر وظلم.[1]

بیان کیا ہم سے ابو محمد حسن بن حمزہ علوی حسینی رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے محمد امیدوار نے، انہوں نے محمد بن حسن صفار سے، انہوں نے یعقوب بن یزید انباری سے، انہوں نے ابن ابی عمیر سے، انہوں نے ہارون بن خارجہ سے، انہوں نے ابو عبد اللہ علیہ السّلام سے، آپ نے فرمایا: اللہ نے ذہب اور فضّہ پر لعنت کی ہے کہ ان دونوں سے محبّت نہیں رکھتا مگر وہ کہ جو انہی کی جنس سے ہو۔ میں نے عرض کی: مجھے آپ علیہ السّلام کا فدیہ قرار دیا جائے یہ (ذہب سے مراد) سونا اور چاندی ہے؟ آپ علیہ السّلام نے فرمایا: ایسا نہیں ہے جس طرف تم گئے ہو۔ ذہب سے مراد فقط وہ شخص ہے کہ جو دین سے چلا جائے اور فضّہ سے مراد وہ کہ جو اپنے کو کفر تک پہنچا دے۔

اس کتاب کے مصنف (شیخ صدوق) رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس حدیث کو میں نے سوائے حسن

---

۱ معانی الاخبار — باب معنی ما جاء فی لعن الذهب والفضة — حدیث ۱ — ص ۳۱۳-۳۱۴

ابن حمزہ علوی کے کسی اور سے نہیں سنا اور میں نے اس کو اپنے استاد محمد بن حسن بن احمد بن ولید سے روایت نہیں کیا لیکن یہ میرے نزدیک صحیح ہے اور اس کی تائید وہ روایت بھی کر رہی ہے کہ جو امیر المومنین علیہ السّلام سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا: میں مومنین کا رئیس ہوں اور مال ظلمت و تاریکی کا رئیس ہے، مال خود متکبرانہ چال نہیں چلتا بلکہ اس کی وجہ سے متکبرانہ چال چلی جاتی ہے۔ تو یہ کنایہ ہے اس شخص کے لیے جو دین سے چلا جاتا ہے اور کفر تک اپنے آپ کو پہنچا دیتا ہے۔ اور کنایہ فقط سونا اور چاندی کے ذریعے سے اس لیے واقع ہوا چونکہ یہ دونوں ہر چیز کی قیمت بن سکتے ہیں، جس طرح سے اس حدیث میں ہر کفر اور ظلم کی بنیاد کے لیے ظلمت و تاریکی کے لفظ کو بطور کنایہ استعمال کیا گیا ہے۔

چونتیس قسم کی عورتیں حرام قرار دی گئیں

۱۰/۷۹ [الخصال] حدثنا أبو محمد الحسن بن حمزة بن علي بن عبد الله بن محمد بن الحسن بن الحسين بن علي بن الحسين بن علي بن أبي طالب عليهم السلام قال: حدثنا محمد بن يزداد قال: حدثنا عبد الله بن أحمد بن محمد الكوفي قال: حدثنا أبو سعيد سهل بن صالح العباسي قال: حدثنا إبراهيم بن عبد الرحمن الآملي قال: حدثني موسى بن جعفر، عن أبيه جعفر بن محمد عليهم السلام قال: سئل أبي عليه السلام عما حرم الله عز وجل من الفروج في القرآن وعما حرمه رسول الله صلى الله عليه وآله في سنته فقال: الذي حرم الله عز وجل أربعة وثلاثون وجها سبعة عشر في القرآن وسبعة عشر في السنة. فأما التي في القرآن فالزنا قال الله عز وجل: "ولا تقربوا الزنا" ونكاح امرأة الأب قال الله عز وجل: "ولا تنكحوا ما نكح آباؤكم من النساء" و "أمهاتكم وبناتكم وأخواتكم وعماتكم وخالاتكم وبنات الأخ وبنات الأخت وأمهاتكم اللاتي أرضعنكم وأخواتكم من الرضاعة وأمهات نسائكم وربائبكم اللاتي في حجوركم من نسائكم اللاتي دخلتم بهن فإن لم تكونوا دخلتم بهن فلا جناح عليكم وحلائل أبنائكم الذين من أصلابكم وأن تجمعوا بين الأختين إلا ما قد سلف" والحائض حتى تطهر قال الله عز وجل: "ولا تقربوهن حتى يطهرن" والنكاح في الاعتكاف قال الله عز وجل: "ولا تباشروهن وأنتم عاكفون في المساجد".

وأما التي في السنة فالمواقعة في شهر رمضان نهارا، وتزويج الملاعنة بعد

اللعان والتزويج في العدة، والمواقعة في الاحرام، والمحرم يتزوج أو يزوج، والمظاهر قبل أن يكفر، وتزويج المشركة، وتزويج الرجل امرأة قد طلقها للعدة تسع تطليقات، وتزوج الأمة على الحرة، وتزويج الذمية على المسلمة، وتزويج المرأة على عمتها وخالتها، وتزويج الأمة من غير إذن مولاها، وتزويج الأمة على من يقدر على تزويج الحرة، والجارية من السبي قبل القسمة، والجارية المشتركة، والجارية المشتراة قبل أن يستبرئها، والمكاتبة التي قد أدت بعض المكاتبة.[1]

بیان کیا ہم سے ابو محمد حسن بن حمزہ بن علی بن عبد اللہ بن محمد بن حسن بن حسین بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السّلام نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے محمد بن یزداد نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے عبد اللہ بن احمد بن محمد کوفی نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے ابو سعید سہل بن صالح عباسی نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے ابراہیم بن عبد الرحمٰن آملی نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے موسیٰ بن جعفر نے اپنے والد جعفر بن محمد علیہم السّلام سے، انہوں نے کہا میرے والد بزرگوار سے ان شرمگاہوں کے متعلق سوال کیا گیا جنہیں قرآن میں حرام قرار دیا گیا ہے اور ان کے متعلق بھی جنہیں سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حرام قرار دیا گیا ہے تو آپ علیہ السّلام نے فرمایا: اللہ عزوجل نے چونتیس (۳۴) قسم کی عورتیں حرام قرار دی ہیں کہ ان میں سے سترہ کا ذکر قرآن میں آیا ہے اور سترہ کا ذکر سنت میں:

قرآن کی حرام کردہ: زنا، اللہ عزوجل فرماتا ہے: "اور زنا کے قریب مت جاؤ۔" (سورۃ بنی اسرائیل: آیت ۳۲)، باپ کی بیوی، اللہ عزوجل فرماتا ہے: "جن عورتوں سے تمہارے باپوں نے نکاح کیے ہیں تم ان سے نکاح مت کرو اور تمہاری ماؤں سے، تمہاری بیٹیوں سے، تمہاری بہنوں سے، تمہاری پھوپھیوں سے، تمہاری خالاؤں سے، بھائی کی بیٹیوں سے، بہن کی بیٹیوں سے، تمہاری رضاعی ماؤں سے، تمہاری رضاعی بہنوں سے، تمہاری بیویوں کی ماؤں سے اور تم نے اپنی جن بیویوں سے ہمبستری کر لی ہے ان کی ان بیٹیوں سے جو تمہاری گود میں ہیں، البتہ اگر ہمبستر نہیں ہوئے تو تم پر کوئی گناہ نہیں اور تمہارے صلبی لڑکوں (پوتوں، نواسوں)

[1] الخصال ـــ باب ۳۰ ـــ حدیث ۱۰ ـــ ص ۵۳۲-۵۳۳

کی بیویوں سے اور دو بہنوں سے ایک ساتھ نکاح کرنا مگر جو ہو چکا وہ معاف ہے" (سورۃ نساء: آیت ۲۷)، حائضہ سے یہاں تک کہ وہ پاک ہو جائے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "ان سے مقاربت نہ کرنا یہاں تک کہ وہ پاک ہو جائیں" (سورۃ بقرہ: آیت ۲۲۲)، اعتکاف میں مباشرت کرنا، اللہ عزوجل فرماتا ہے: "اور ان سے مباشرت نہ کرنا جب کہ تم اعتکاف میں ہو" (سورۃ بقرہ: آیت ۱۸۷)۔

سنت کی حرام کردہ: ماہ رمضان میں دن کے وقت ہمبستر ہونے سے، لعان کے بعد ملاعنہ سے، دوران عدت نکاح کرنے سے، احرام کی حالت میں نکاح کرنے سے، جس عورت کے شوہر نے اس کو ظہار کیا ہو تو کفارہ سے پہلے وہ عورت حرام ہے، مشرک عورت سے نکاح کرنے سے، اس عورت سے نکاح کرنے سے کہ جس کو وہ مرد نو مرتبہ عدہ کے ساتھ طلاق دے چکا ہو، آزاد عورت پر کنیز سے نکاح کرنے سے، مسلمان عورت کے اپنی زوجیت میں ہوتے ہوئے ذمی عورت سے نکاح کرنے سے، اس عورت سے نکاح کرنے سے کہ جس کی پھوپھی یا خالہ پہلے سے اس کے نکاح میں ہو، آقا کی اجازت کے بغیر کنیز سے نکاح کرنے سے، کنیز سے نکاح کرنے سے جب کہ آزاد عورت سے نکاح ممکن ہو، تقسیم سے پہلے اسیر لونڈی سے نکاح کرنے سے، مشرک لونڈی سے نکاح کرنے سے، خریدی ہوئی لونڈی سے اس کا ایمان جانچنے سے پہلے نکاح کرنے سے اور مکاتبہ سے نکاح کرنے سے کہ جس نے مکاتبہ کا کچھ حصّہ ادا کر دیا ہو۔

حق مہر کیا ہو سکتا ہے

۱۰/۸۰ [رسالة في المهر] حدثنا به الشريف الزاهد، أبو محمد، الحسن بن حمزة العلوي قال: حدثنا أحمد بن محمد الدينوري، عن الحسين بن سعيد، عن النضر بن سويد، عن موسى بن بكر، عن زرارة، عن أبي جعفر محمد بن علي الباقر عليه السلام قال: (الصداق كل شئ تراضيا عليه في تمتع أو تزويج غير متعة).[1]

بیان کیا ہم سے شریف زاہد ابو محمد حسن بن حمزہ علوی نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے احمد بن محمد

[1] رسالة فى المهر — الامام الشيخ المفيد محمد بن محمد النعمان ابن المعلم ابى عبدالله العكبرى البغدادى — ۳۳۶ھ - ۴۱۳ھ — ص ۱۸ - ۱۹ — دار المفيد للطباعة والنشر والتوزيع — بيروت — لبنان

دینوری نے حسین بن سعید سے، انہوں نے نضر بن سوید سے، انہوں نے موسیٰ بن بکر سے، انہوں نے زرارہ سے، انہوں نے ابی جعفر محمد بن علی الباقر علیہما السّلام سے، آپ نے فرمایا: حق مہر ہر وہ چیز ہو سکتی ہے جس پر طرفین راضی ہوں، خواہ وہ عقد متعہ ہو یا دائمی ہو۔

محمد بن احمد

محمد بن احمد بن محمد بن زبارہ بن عبد اللہ بن حسن بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو علی تھی۔ شیخ صدوق نے ان سے روایت کی اور اپنی کتاب کمال الدین و تمام النعمۃ میں ان کے نام کے ساتھ شریف الدین صدوق لکھ کر ان کی توصیف کی۔ جب کہ اپنی دوسری کتاب توحید میں ان کا نسب مختصر کر دیا[1]۔ یعنی ان کے پڑدادا زبارہ کا نام نہیں لکھا۔

قرآن اور اہلبیت علیہم السّلام

۱۱/۸۱ [كمال الدين] حدثنا شريف الدين الصدوق أبو علي محمد بن أحمد بن محمد بن زبارة ابن عبد الله بن الحسن بن الحسين بن علي بن الحسين بن علي بن أبي طالب صلوات الله عليهم قال: حدثنا علي بن محمد بن قتيبة قال: حدثنا الفضل بن شاذان النيسابوري عن عبيد الله بن موسى قال: حدثنا شريك، عن ركين بن الربيع، عن القاسم ابن حسان، عن زيد بن ثابت قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله: إني تارك فيكم خليفتين كتاب الله وعترتي أهل بيتي فإنهما لن يفترقا حتى يردا علي الحوض.[2]

بیان کیا ہم سے شریف الدین صدوق ابو علی محمد بن احمد بن محمد بن زبارہ ابن عبد اللہ بن حسن بن حسین بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب صلوات اللہ علیہم نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے علی بن محمد

۱ مستدرکات عِلم رجال الحدیث ـــ ج ۴ ـــ ص ۴۳۸

۲ كمال الدين و تمام النعمة ـــ باب ۲۲ ـــ حديث ۶۰ ـــ ص ۲۳۹-۲۴۰

بن قتیبہ نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے فضل بن شاذان نیسا پوری نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے عبید اللہ بن موسیٰ نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے شریک نے رکین بن ربیع سے، انہوں نے قاسم ابن حسان سے، انہوں نے زید بن ثابت سے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں تم میں اپنے دو خلیفہ اور نمائندے چھوڑ رہا ہوں۔ اللہ کی کتاب اور میری عترت میرے اہلبیت۔ یہ دونوں ہر گز جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ مجھ سے حوض (کوثر) پر ملیں گے۔

شقی اور سعید

۱۱/۸۲ [التوحيد] حدثنا الشريف أبو علي محمد بن أحمد بن محمد بن عبد الله بن الحسن بن الحسين بن علي بن الحسين بن علي بن أبي طالب عليهم السلام قال: حدثنا علي بن محمد ابن قتيبة النيسابوري، عن الفضل بن شاذان، عن محمد بن أبي عمير، قال: سألت أبا الحسن موسى بن جعفر عليهما السلام عن معنى قول رسول الله صلى الله عليه وآله: (الشقي من شقي في بطن أمه والسعيد من سعد في بطن أمه) فقال: الشقي من علم الله وهو في بطن أمه أنه سيعمل أعمال الأشقياء والسعيد من علم الله وهو في بطن أمه أنه سيعمل أعمال السعداء، قلت له: فما معنى قوله صلى الله عليه وآله: (اعملوا فكل ميسر لما خلق الله)؟ فقال: إن الله عز وجل خلق الجن والإنس ليعبدوه ولم يخلقهم ليعصوه، وذلك قوله عز وجل: (وما خلقت الجن والإنس إلا ليعبدون) فيسر كلا لما خلق له، فالويل لمن استحب العمى على الهدى.[1]

بیان کیا ہم سے شریف ابو علی محمد بن احمد بن محمد بن عبد اللہ بن حسن بن حسین بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السّلام نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے علی بن محمد ابن قتیبہ نیسا پوری نے فضل بن شاذان سے، انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے، انہوں نے کہا میں نے پوچھا ابو الحسن موسیٰ بن جعفر علیہما السّلام سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قول کے بارے میں کہ شقی وہ ہے جو اپنی ماں کے شکم میں شقی ہو اور سعید وہ ہے جو اپنی ماں کے شکم میں سعید ہو تو آپ علیہ السّلام نے جواب میں فرمایا کہ شقی وہ ہے جس کا علم

---

۱ التوحید ـــ باب ۵۸ ـــ حدیث ۳ ـــ ص ۳۵۶

اللہ کو ہو اور وہ اپنی ماں کے شکم میں ہو کہ وہ اشقیاء کے اعمال کرے گا۔ اور سعید وہ ہے کہ اللہ کو علم ہے کہ اگرچہ وہ ماں کے شکم میں ہے وہ نیک لوگوں جیسے اعمال کرے گا۔ میں نے آنجناب علیہ السّلام سے عرض کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس قول کا کیا مطلب ہے؟ عمل کرو کیونکہ ہر ایک کے لیے آسانی اور کامیابی ہے جس کے لیے وہ خلق کیا گیا۔ تو آپ علیہ السّلام نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے جن وانس کو پیدا کیا ہے تاکہ وہ اس کی عبادت کریں اور ان کو اس لیے پیدا نہیں کیا کہ وہ اس کی نافرمانی کریں اور یہی ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "اور میں نے جن وانس کو پیدا نہیں کیا مگر یہ کہ وہ میری عبادت کریں۔" (الذاریات۔ آیت:۵۶) پس ہر ایک کے لیے جو تخلیق کیا گیا آسان بنادیا گیا ہے۔ پس ہلاکت ہے اس شخص کے لیے جس نے ہدایت کی بجائے تاریکی کو فضیلت دی۔

میمون بن حمزہ

میمون بن حمزہ بن حسین بن محمد بن حسن [حسین] بن حمزہ بن عبیداللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ مصر میں مشہور محدث تھے۔[۱] امام شافعی کی بہت سی روایات انہوں نے بیان کیں۔ ان کا گھر ریاست اور روایت میں مشہور تھا۔[۲]

ذھبی لکھتے ہیں کہ میمون بن حمزہ نے احمد بن عبدالوارث عسال اور احمد بن محمد طحاوی اور لوگوں کی ایک جماعت سے روایت کی۔ جب کہ ان سے ان کے پوتے ابوابراہیم احمد بن قاسم شیخ رازی نے روایت کی۔[۳]

ابو قاسم یحییٰ بن حسین بن موسیٰ بن عیسیٰ بن علی المطار العدل المعروف بالقضاض، جو مذہب شافعی

---

۱ جمهرة انساب العرب—ص۵۵

۲ تكملة اكمال الاكمال فى الانساب والاسماء والالقاب — جمال الدين ابى حامد محمد بن على المحمودى المعروف ابن الصابونى — المتوفى ۶۸۰ھ — ص ۴۰ —المجمع العلمى العراقى —۱۳۷۷ھ — ۱۹۵۷ء

۳ تاريخ الاسلام —ج۲۷—ص۲۷۶

کے فقیہ تھے، نے میمون بن حمزہ سے کتاب المزنی فی فقہ الشافعی روایت کی۔[۱]

ابو عباس احمد بن علی بن ہاشم المقری، جن کا شمار مصر میں قرآن اور اعلیٰ روایت کے علماء میں ہوتا تھا، نے میمون بن حمزہ شریف حسینی سے روایت کی۔[۲]

محمد بن مکّی بن عثمان بن عبد اللہ ابو حسین ازدی مصری دمشق گئے اور وہاں میمون بن حمزہ حسینی اور دوسرے لوگوں سے احادیث بیان کیں۔[۳]

ابن صابونی لکھتے ہیں کہ میمون بن حمزہ نے ابی جعفر احمد بن محمد بن سلامہ طحاوی اور دوسرے لوگوں سے احادیث بیان کیں۔ انہوں نے حافظ ابی محمد عبد الغنی بن سعید ازدی سے بانتخاب روایت کی۔ میمون بن حمزہ سے لوگوں کی ایک جماعت نے احادیث بیان کیں۔[۴]

میمون بن حمزہ کی نسل سے ہیں شریف ابو علی حسن بن شریف ابی حسن علی بن شریف ابی تراب حیدرۃ بن محمد بن قاسم بن میمون بن حمزہ بن حسین بن محمد بن حسین بن حمزہ حسینی جو ابن سکر کے لقب سے مشہور ہیں۔ ان کا تعلق جلالت اور روایت کرنے والے گھر سے تھا۔ انہوں نے ابی محمد یونس بن یحییٰ ہاشمی اور ابی قاسم عبد الرحمٰن بن عبد اللہ المقری سے سنا۔ ان کے پاس ابو عبد اللہ محمد بن حمد ارتاحی کی طرف سے احادیث بیان کرنے کی اجازت تھی۔ وہ مصر میں ۵۷۵ھ میں ۲۱ ذی الحجہ کی رات پیدا ہوئے اور وہاں ۱۴ جمادی الآخر ۶۳۹ھ کو فوت ہوئے۔ انہیں الغد میں دفن کیا گیا۔[۵]

عورتوں اور بچّوں کے قتل کی حرمت

۱۲/۸۳ [التمهيد] حدثنا أحمد بن عبد الله بن محمد قال حدثني أبي قال حدثنا

۱ مشیخة ابن الحطاب — ص۱۷۸
۲ مشیخة ابن الحطاب — ص۲۱۰
۳ تاریخ مدینة دمشق — ص۲۳
۴ تکملة اکمال — ص۴۰
۵ تکملة اکمال — ص۴۰

محمد بن قاسم قال حدثنا مالك بن عيسى وحدثنا أحمد بن عبد الله قال حدثنا الميمون بن حمزة الحسيني قال حدثنا الطحاوي قالا حدثنا محمد بن عبد الله ابن ميمون قال حدثنا الوليد بن مسلم قال حدثنا مالك وغيره عن نافع عن ابن عمر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن قتل النساء والصبيان. [1]

بیان کیا ہم سے احمد بن عبد اللہ بن محمد نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے میرے والد نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے محمد بن قاسم نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے مالک بن عیسیٰ نے اور بیان کیا ہم سے احمد بن عبد اللہ نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے میمون بن حمزہ حسینی نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے طحاوی نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے محمد بن عبد اللہ ابنِ میمون نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے ولید بن مسلم نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے مالک وغیرہ نے نافع سے، انہوں نے ابن عمر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے عورتوں اور بچّوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا۔

عورتوں کا مسجد میں جانا

۱۲/۸۴ [التمهيد] حدثنا أحمد بن عبد الله بن محمد قال حدثنا الميمون بن حمزة قال حدثنا الطحاوي قال حدثنا المزني قال حدثنا الشافعي قال أخبرنا سفيان بن عيينة عن الزهري قال أخبرنا سالم بن عبد الله عن أبيه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال إذا استأذنت أحدكم امرأته إلى المسجد فلا يمنعها. [2]

بیان کیا ہم سے احمد بن عبد اللہ بن محمد نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے میمون بن حمزہ نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے طحاوی نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے مزنی نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے شافعی نے، انہوں نے کہا خبر دی ہمیں سفیان بن عیینہ نے زہری سے، انہوں نے کہا خبر دی ہمیں سالم بن عبد اللہ

---

۱ التمهيد لما في الموطأ من المعاني والاسانيد — ابو عمر يوسف بن عبدالله بن محمد بن عبدالبر بن عاصم النميري القرطبي المعروف ابن عبدالبر — المتوفى ۴۶۳ھ — ج۱۶ — ص ۱۳۶۔۱۳۷ — وزارة عموم الأوقاف والشؤون الاسلامية — ۱۳۸۷ھ

۲ التمهيد — ج۲۴ — ص ۲۸۱

نے اپنے والد سے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے، آپ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کی بیوی مسجد میں (نماز پڑھنے کے لیے) جانے کی اجازت مانگے تو اسے نہ روکو۔

رمضان اور شب قدر کی فضیلت

۱۲/۸۵ [التمهيد] حدثنا أحمد بن عبد الله قال حدثنا الميمون بن حمزة الحسيني قال حدثنا الطحاوي قال حدثنا المزني قال حدثنا الشافعي وحدثنا أحمد بن سعيد بن بشر قال حدثنا وهب بن مسرة قال حدثنا أحمد بن إبراهيم الفرضي قال حدثنا أبو عثمان عمرو بن محمد الناقد وحدثنا سعيد بن نصر قال حدثنا قاسم بن أصبغ قال حدثنا محمد بن وضاح قال حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة وحدثنا عبد الله بن محمد بن عبد المؤمن قال حدثنا محمد بن يحيى بن عمر الطائي قالوا كلهم حدثنا سفيان بن عيينة عن الزهري عن أبي سلمة عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال من صام رمضان إيمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه ومن قام ليلة القدر إيمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه.[1]

بیان کیا ہم سے احمد بن عبد اللہ نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے میمون بن حمزہ حسینی نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے طحاوی نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے مزنی نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے شافعی نے، اور بیان کیا ہم سے احمد بن سعید بن بشر نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے وہب بن مسرہ نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے احمد بن ابراہیم فرضی نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے ابو عثمان عمرو بن محمد ناقد نے اور بیان کیا ہم سے سعید بن نصر نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے قاسم بن اصبغ نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے محمد بن وضاح نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے ابو بکر بن ابی شیبہ نے اور بیان کیا ہم سے عبد اللہ بن محمد بن عبد المومن نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے محمد بن یحییٰ بن عمر طائی نے، ان سب نے کہا بیان کیا ہم سے سفیان بن عیینہ نے زہری سے، انہوں نے ابی سلمہ سے، انہوں نے ابی ہریرہ سے، انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔ آپ نے فرمایا: جس نے رمضان کے روزے ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے رکھے اس

---

۱ التمهيد — ج ۷ — ص ۱۰۴

کے تمام اگلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور جو شبِ قدر میں ایمان کے ساتھ اور حصول ثواب کی نیت سے عبادت میں کھڑا ہوا اس کے تمام اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

اعتکاف اور شبِ قدر

۱۲/۸۶ [التمهيد] حدثنا أحمد بن عبد الله بن محمد قراءة مني عليه أن الميمون بن حمزة الحسني حدثهم قال حدثنا أبو جعفر الطحاوي قال حدثنا المزني قال حدثنا الشافعي قال حدثنا عبد العزيز بن محمد عن يزيد بن عبد الله بن الهادي عن محمد بن إبراهيم عن أبي سلمة بن عبد الرحمن عن أبي سعيد الخدري قال كان رسول الله يجاور في رمضان العشر التي في وسط الشهر فإذا كان يمسي من عشرين ليلة تمضي وتستقبل إحدى وعشرين يرجع إلى مسكنه ويرجع من كان يجاور معه ثم أقام في شهر جاور فيه تلك الليلة التي كان يرجع فيها فخطب الناس وأمرهم بما شاء الله عز وجل فقال إني كنت أجاوز هذه العشر ثم بدا لي أن أجاور هذه العشر الأواخر فمن كان اعتكف معي فليثبت في معتكفه وقد رأيت هذه الليلة ثم أنسيتها فابتغوها في العشر الأواخر وابتغوها في كل وتر وقد رأيتني صبيحتها أسجد في طين وماء قال أبو سعيد فاشتملت السماء في تلك الليلة فأمطرت فوكف المسجد في مصلى رسول الله ليلة إحدى وعشرين بصر عيني نظرت إليه انصرف من صلاة الصبح وجبينه ممتلئ طينا وماء.[1]

بیان کیا ہم سے احمد بن عبد اللہ بن محمد نے میمون بن حمزہ حسنی سے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے ابو جعفر طحاوی نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے مزنی نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے شافعی نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے عبد العزیز بن محمد نے یزید بن عبد اللہ ہادی سے، انہوں نے محمد بن ابراہیم سے، انہوں نے ابی سلمہ بن عبد الرحمٰن سے، انہوں نے ابی سعید خدری سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رمضان کے اس عشرہ میں اعتکاف کیا کرتے جو مہینے کے بیچ میں پڑتا ہے۔ بیس راتوں کے گزر جانے کے بعد جب اکیسویں تاریخ کی رات آتی تو شام کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم گھر واپس آجاتے۔ جو لوگ آپ صلی اللہ

---

۱ التمهيد ــ ج ۲۳ ــ ص ٦٦

علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اعتکاف میں ہوتے وہ بھی اپنے گھروں میں واپس آجاتے۔ ایک رمضان میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اعتکاف کیے ہوئے تھے تو اس رات میں بھی (مسجد میں ہی) مقیم رہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت گھر آجانے کی تھی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ دیا اور جو کچھ اللہ عزوجل نے چاہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو اس کا حکم دیا۔ پھر فرمایا کہ میں اس (دوسرے) عشرہ میں اعتکاف کیا کرتا تھا، لیکن اب مجھ پر یہ ظاہر ہوا ہے کہ اب اس (آخری) عشرہ میں مجھے اعتکاف کرنا چاہیے۔ اس لیے جس نے میرے ساتھ اعتکاف کیا ہے وہ اپنے معتکف ہی میں ٹھہرا رہے۔ اور مجھے یہ رات (شب قدر) دکھائی گئی لیکن پھر بھلوا دی گئی۔ اس لیے تم لوگ اسے آخری عشرہ (کی طاق راتوں) میں تلاش کرو۔ میں نے (خواب میں) اپنے کو دیکھا کہ اس رات کیچڑ میں سجدہ کر رہا ہوں۔ ابو سعید کہتے ہیں اس رات آسمان پر ابر ہوا اور بارش برسی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نماز پڑھنے کی جگہ (چھت سے) پانی ٹپکنے لگا۔ یہ اکیسویں کی رات کا ذکر ہے۔ میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح کی نماز کے بعد واپس ہو رہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشانی مبارک پر کیچڑ لگی ہوئی تھی۔

ایک گواہ، ایک قسم

۱۲/۸۷ [الاستذكار] أخبرنا أحمد بن عبد الله بن محمد بن علي قراءة مني عليه قال حدثني الميمون بن حمزة قال حدثني الطحاوي قال حدثني المزني قال حدثني الشافعي وحدثني عبد الوارث بن سفيان قال حدثني قاسم بن اصبغ قال حدثني بن وضاح قال حدثني عبد الرحمن بن يعقوب بن إسحاق بن أبي عباد قالا حدثني عبد الله بن الحارث قال حدثني سيف بن سليمان عن قيس بن سعد عن عمرو بن دينار عن بن عباس ان رسول الله قضى باليمين مع الشاهد.[1]

خبر دی ہمیں احمد بن عبد اللہ بن محمد بن علی نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے میمون بن حمزہ نے،

---

۱ الاستذكار — ابو عمر يوسف بن عبدالله بن محمد بن عبدالبر بن عاصم النميرى القرطبى المعروف ابن عبدالبر — المتوفى ۴۶۳ھ — تحقيق: سالم محمد عطا، محمد على معوض — ج ۷ — ص۱۱۶-۱۱۷ — دار الكتب العلمية — بيروت

انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے طحاوی نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے مزنی نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے شافعی نے اور بیان کیا مجھ سے عبد الوارث بن سفیان نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے قاسم بن اسبغ نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے ابن وضاح نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے عبد الرحمٰن بن یعقوب بن اسحاق بن ابی عباد نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے عبد اللہ بن حارث نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے سیف بن سلیمان نے قیس بن سعد سے، انہوں نے عمرو بن دینار سے، انہوں نے ابن عباس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک قسم اور ایک گواہ کے ساتھ فیصلہ سنایا۔

ثبوت اور قسم

۱۲/۸۸ [التمهيد] حدثنا أحمد بن عبد الله قال حدثنا الميمون بن حمزة قال حدثنا الطحاوي قال حدثنا المزني قال حدثنا الشافعي قال أخبرنا مسلم بن خالد عن ابن جريج عن ابن أبي مليكة عن ابن عباس أن رسول الله قال البينة على المدعي واليمين على المدعى عليه.[1]

بیان کیا ہم سے احمد بن عبد اللہ نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے میمون بن حمزہ نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے طحاوی نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے مزنی نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے شافعی نے، انہوں نے کہا خبر دی ہمیں مسلم بن خالد نے ابن جریج سے، انہوں نے ابن ابی ملیکہ سے، انہوں نے ابنِ عباس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ثبوت مدعی کے ذِمّہ ہے اور قسم مدعا علیہ کے ذِمّہ ہے۔

کفن چور پر لعنت

۱۲/۸۹ [التمهيد] حدثنا أحمد بن عبد الله ابن محمد قال أخبرنا الميمون بن حمزة قال حدثنا الطحاوي قال حدثنا إبراهيم بن أبي داود البرلسي قال حدثنا يحيى بن صالح الوحاظي قال حدثنا مالك عن أبي الرجال عن عمرة عن عائشة قالت لعن رسول

---

۱ التمهيد ـــ ج ۲۳ ـــ ص ۲۰۶

الله صلى الله عليه وسلم المختفي والمختفية.[1]

بیان کیا ہم سے احمد بن عبد اللہ ابن محمد نے، انہوں نے کہا خبر دی ہمیں میمون بن حمزہ نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے طحاوی نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے ابراہیم بن ابی داؤد برلسی نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے یحییٰ بن صالح الوحاضی نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے مالک نے ابی رجال سے، انہوں نے عمرہ سے، انہوں نے عائشہ سے، آپ نے فرمایا: لعنت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مرد پر جو کفن چرائے اور اس عورت پر جو کفن چرائے۔

ذمیوں پر حد کا اجراء

۱۲/۹۰ [التمهيد] حدثنا أحمد بن عبد الله قال حدثنا الميمون بن حمزة قال حدثنا الطحاوي قال حدثنا المزني قال حدثنا الشافعي قال أخبرنا عبد المجيد عن ابن جريج قال أخبرني أبو الزبير أنه سمع جابر بن عبد الله يقول رجم رسول الله صلى الله عليه وسلم رجلا من أسلم ورجلا من اليهود وامرأة.[2]

بیان کیا ہم سے احمد بن عبد اللہ نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے میمون بن حمزہ نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے طحاوی نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے مزنی نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے شافعی نے، انہوں نے کہا خبر دی ہمیں عبد المجید نے ابن جریج سے، انہوں نے کہا خبر دی مجھے ابوزبیر نے، انہوں نے جابر بن عبد اللہ کو کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرد جس نے اسلام قبول کیا اور اہل یہود میں سے ایک مرد اور عورت کو سنگسار کیا۔

ایک سودا میں دو سودے

۱۲/۹۱ [التمهيد] وأخبرنا محمد بن عبد الله قال حدثنا الميمون بن حمزة قال حدثنا الطحاوي قال حدثنا المزني قال حدثنا الشافعي قال حدثنا الدراوردي عن

---

۱ التمهيد — ج ۱۳ — ص ۱۳۹

۲ التمهيد — ج ۲۳ — ص ۱۲۳۔۱۲۴

محمد بن عمرو بن علقمة عن أبي سلمة عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن بيعتين في بيعة.[1]

بیان کیا ہم سے محمد بن عبد اللہ نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے میمون بن حمزہ نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے طحاوی نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے مزنی نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے شافعی نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے دراوردی نے محمد بن عمرو بن علقمہ سے، انہوں نے ابی سلمہ سے، انہوں نے ابی ہریرہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بیع میں دو بیع کرنے سے منع فرمایا۔

ایمان ابوطالب

۱۲/۹۲ [كنز الفوائد] حدثني أبو الحسن طاهر بن موسى بن جعفر الحسيني قال حدثنا أبو القاسم ميمون بن حمزة الحسيني قال حدثنا مزاحم بن عبد الوارث البصري قال حدثنا أبو بكر أحمد بن عبد العزيز بن الرحمن بن أيوب الجوهري قال حدثنا العباس بن علي قال حدثنا علي بن عبد الله الجرشي قال حدثنا جعفر بن عبد الواحد بن جعفر قال قال لنا العباس بن الفضل عن إسحاق بن عيسى بن علي بن عبد الله بن العباس قال سمعت أبي يقول سمعت المهاجر مولى نوفل اليماني يقول سمعت أبا رافع يقول سمعت أبا طالب بن عبد المطلب يقول حدثني محمد صلى الله عليه وآله ان ربه بعثه بصلة الرحم وان يعبد الله وحده ولا يعبد معه غيره ومحمد عندي الصادق الأمين.[2]

بیان کیا مجھ سے ابو حسن طاہر بن موسیٰ بن جعفر حسینی نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے ابو قاسم میمون بن حمزہ حسینی نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے مزاحم عبد الوارث بصری نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے ابو بکر احمد بن عبد العزیز بن رحمٰن بن ایوب جوہری نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے عباس بن علی نے،

---

۱ التمهيد ــ ج۲۴ ــ ص۳۸۹

۲ كنز الفوائد ــ ابی الفتح محمد بن علی الكراجكی ــ التوفی ۴۴۹ھ ــ ص۸۰۔۸۱ ــ مكتبة المصطفوی ــ قم ــ ۱۳۶۹ھ

انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے علی بن عبد اللہ جرشی نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے جعفر بن عبد الواحد بن جعفر نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے عباس بن فضل نے اسحاق بن عیسیٰ بن علی بن عبد اللہ بن عباس سے، انہوں نے کہا میں نے اپنے والد کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے نوفل یمانی کے غلام مہاجر کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے ابو رافع کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے ابو طالب بن عبد المطلب کو کہتے ہوئے سنا کہ بیان کیا مجھ سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہ ان کے رَب نے انہیں مبعوث کیا صلہ رحمی کے لیے اور اس لیے کہ ایک اللہ کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی دوسرے کی عبادت نہ کریں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میرے نزدیک صادق اور امین ہیں۔

محمد بن محمد العبیدلی الملقب شیخ الشرف

محمد بن محمد بن علی بن حسن بن علی بن ابراہیم بن علی بن عبید اللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ اپنے زمانہ کے مشہور نسابہ تھے۔ ان کی کتابوں سے نسب کی کتابوں میں نقل کیا گیا۔[1] وہ ۳۳۸ھ میں پیدا ہوئے اور ۴۳۷ھ میں دمشق میں فوت ہوئے۔ ان کا لقب شیخ الشرف تھا۔ انہوں نے کثیر تعداد میں کتابیں لکھیں اور شعر کہے۔ وہ بغداد سے موصل منتقل ہوئے، پھر واپس بغداد آ گئے۔ وہ علمِ انساب میں منفرد تھے۔[2] انہوں نے طویل عمر پائی یہاں تک کہ شریف ابی محمد حسن المعروف ابن اخی طاہر، جو ۳۵۸ھ میں فوت ہوئے، سے روایت کی۔[3]

محمد بن محمد بڑے عالم اور فاضل تھے جن کی طرف اس زمانہ کا علمِ نسب منتہی ہوتا ہے۔ اس سلسلہ میں ان کی تصنیفات بڑی تعداد میں ہیں جن میں مختصر بھی ہیں اور طویل بھی۔ محمد بن محمد شیخ الشریفین مرتضی اور

---

۱ المجدی فی انساب الطالبین — ص ۱۰

۲ الوافی بالوفیات — ج ۱ — ص ۱۰۹

۳ سر السلسلۃ العلویۃ — ص التعریف بالکتاب ۸

رضی، جو احمد موسوی کے بیٹے ہیں، اور شیخ ابی حسن عمری نسابہ کے استاد تھے۔ وہ ۹۹ سال کی عمر تک پہنچے اور ان کے اعضاء اس وقت تک بالکل صحیح تھے۔ العمری نے اپنی کتاب المجدی فی انساب الطالبین میں ان سے کثرت سے روایت کی۔

ذھبی لکھتے ہیں کہ محمد بن محمد المعروف شیخ الشرف شیعہ مشائخ میں سے ایک تھے۔ وہ انساب کے علّامہ تھے۔ انہوں نے اپنے والد، ابن عقدہ، محمد بن عمران المرزبانی اور ابی عمر حیویہ وغیر ہم سے روایت کی جب کہ ان سے ابو حرب محمد المحسن العلوی النسابہ، احمد بن محمد بن الوتار، ابو منصور محمد بن محمد بن عبد العزیز العکبری اور دوسروں نے روایت کی۔ ابی الفرج اصبہانی سے انہوں نے کتاب الدیارات روایت کی۔[۲]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کانسب

۱۳/۹۳ [المجدي] قال ابن الصوفي: اختلف الناس في نسب مولانا رسول الله صلى الله عليه وآله من عدنان الى آدم، واتفقوا على نسبه عليه السلام المروي عنه الى عدنان، والصحيح ما قرأته على شيخي أبي الحسن محمد بن أبي جعفر محمد بن علي العلوي العبيدلي من ولد الحسين الاصغر الملقب شيخ الشرف، وقال لي: هذه رواية أبي بكر محمد ابن عبدة العبقسى الطرسوسي النسابة الذي انتهى إليه نسب العرب والعجم، وهي الرواية التي يروى عن عبد الله بن العباس. فولد رسول الله محمد صلى الله عليه وآله ماتت أمه وله ست سنين، وهذا قول ابن عبدة ولد عام الفيل ولم يدرك يرى أباه وأدرك الفجار وله عشرون سنة، وتزوج خديجة عليها السلام وله خمس وعشرون سنة، ومات مسموما وله ثلاث وستون سنة. هذا قول ابن عبدة، وقبره بالمدينة. ابن عبد الله، مات، والنبى عليه السلام حمل، وله خمس وعشرون سنة، وقالوا: كان للنبي صلى الله عليه وآله سنتان، حين مات أبوه، ابن عبد المطلب، مات وللنبي عليه السلام ثماني سنين ودفن بالحجون. ابن هاشم بن عبد مناف ابن

---

۱ الدرجات الرفیعة — صدر الدین السیّد علی خان المدنی الشیرازی الحسینی — المتوفی ۱۱۲۰ھ — ص ۴۸۰۔۴۸۱ — منشورات مکتبة بصیرتی — قم — ۱۳۹۷ھ

۲ تاریخ الاسلام — ج ۲۹ — ص ۴۴۰۔۴۴۱

قصي بن كلاب بن مرة بن كعب بن لؤى بن غالب ابن فهر بن مالك بن النضر بن كنانة بن خزيمة بن مدركة بن الياس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان بن أد بن ادد بن اليسع بن الهميسع بن سلامان بن النبت، هكذا رواه معرفا، ابن حمل بن قيدار بن اسماعيل. ابن ابراهيم الخليل بن تارخ بن تاخور بن سروغ، بالسين غير معجمة وبالغين معجمة، ابن ارغو بن فالغ، بالغين معجمة فيهما، ابن عابر، بفتح الباء والعين غير معجمة، ابن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح بن لمك بن منو شلح، بكسر اللام، ابن اخنوخ بن البارذ بالذال المعجمة ابن مهلائيل بن قنيان بن أنوش بن شيث بن آدم ابي محمد عليه السلام وعلى رسول الله وآله الطاهرين.[1]

ابن صوفی نے کہا: لوگ مولانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسب میں عدنان سے آدم تک اختلاف کرتے ہیں اور آپ علیہ السّلام کے آپ سے عدنان تک کے نسب پر اتفاق رکھتے ہیں اور صحیح وہ ہے جو میرے استاد ابی حسن محمد بن ابی جعفر محمد بن علی العلوی العبیدلی، جو حسین اصغر کی اولاد سے ہیں اور جن کا لقب شیخ الشرف ہے، نے پڑھا۔ اور انہوں نے مجھ سے کہا کہ یہ روایت ابی بکر محمد ابن عبدہ عبقسی طرسوسی نسابہ کی ہے کہ جن کی طرف عرب اور عجم کا [علِم] نسب منتہی ہوتا ہے۔ اور یہ وہ روایت ہے جسے انہوں نے عبد اللہ بن عباس سے روایت کیا:

رسول اللہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (پیدا ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ فوت ہو گئیں جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چھ سال کے تھے، اور یہ ابن عبدہ کا قول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عام الفیل میں پیدا ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے والد کو نہیں دیکھا اور بیس برس کی عمر میں الفجار کا واقعہ پیش آیا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خدیجہ علیہا السّلام سے شادی کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پچیس سال کے تھے، اور تریسٹھ برس کی عمر میں زہر سے وفات ہوئی، یہ ابن عبدہ کا قول ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مدینہ میں ہے) ابن عبد اللہ (جو پچیس سال کی عمر میں فوت ہوئے جب نبی

---

1 المجدی فی انساب الطالبین — ص۵-۶

علیہ السّلام شکم مادر میں تھے، اور انہوں نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو سال کے تھے جب ان کے والد فوت ہوئے) ابن عبد المطلب (نبی علیہ السّلام آٹھ سال کے تھے جب وہ فوت ہوئے اور حجون میں دفن ہوئے) ابن ہاشم بن عبد مناف ابن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لؤی بن غالب ابن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان بن آد بن ادد بن الیسع بن الہمیسع بن سلامان بن النبت (اسی طرح روایت کی ہے) ابن حمل بن قیدار بن اسماعیل ابن ابراہیم الخلیل بن تارخ بن تاخور بن سروغ (سین بغیر نقطے اور غین نقطے کے ساتھ) ابن ارغو بن فالغ (ان دونوں میں غین نقطے کے ساتھ) ابن عابر (ب کے اوپر زبر اور عین بغیر نقطے کے) ابن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح بن لمک بن متوشلخ (لام کے نیچے زیر) ابن اخنوخ بن البارذ (ذال کے اوپر نقطہ) ابن مہلائیل بن قنیان بن آنوش بن شیث بن آدم ابی محمد علیہ السّلام وعلی رسول اللہ وآلہ الطاہرین۔

امام حسن علیہ السّلام کی اولاد

۱۳/۹۴ [المجدي] قال شيخنا أبو الحسن بن أبي جعفر في كتابه الموسوم بتهذيب الانساب: العقب من ولد الحسن بن علي عليهما السلام من أربعة رجال وهم: الحسن، وزيد، وعمر والحسين الاثرم، انقرض اثنان وهما عمر والحسين.[1]

ہمارے استاد ابو الحسن بن ابی جعفر نے اپنی کتاب جس کا نام تہذیب الانساب ہے میں کہا: حسن بن علی علیہما السّلام کے بیٹوں میں سے چار کی اولاد چلی اور وہ یہ ہیں: حسن، زید، عمر اور حسین اثرم، دو بے اولاد معدوم ہو گئے اور وہ عمر اور حسین ہیں۔

محمد بن حسن

محمد بن حسن بن عبد اللہ بن حسن بن محمد بن حسن بن محمد بن عبید اللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو عبد اللہ تھی۔ انہیں الجوانی کہتے تھے۔ نجاشی لکھتے ہیں کہ وہ طبرستان میں رہتے تھے، فقیہ تھے اور

1 المجدی فی انساب الطالبین — ص ۲۰

انہوں نے احادیث سنیں۔ انہوں نے کتاب ثواب الاعمال لکھی۔[1] شیخ مفید نے ان سے احادیث روایت کیں[2] اور ان کے نام کے ساتھ الشریف لکھ کر ان کی توصیف کی۔ محمد بن حسن نے مظفر بن جعفر علوی عمری سے بیان کیا۔[3]

شہید وحید

۱۴/۹۵ [الأمالي المفيد] قال: أخبرني الشريف أبو عبد الله محمد بن الحسن الجواني قال: أخبرني المظفر بن جعفر العلوي العمري قال: حدثنا جعفر بن محمد بن مسعود، أبيه، عن محمد بن حاتم قال: حدثنا سويد بن سعيد قال: حدثني محمد بن عبد الرحيم اليماني، عن ابن ميناء عن أبيه، عن عائشة قالت: جاء علي بن أبي طالب عليه السلام يستأذن على النبي صلى الله عليه وآله: فلم يأذن له، فاستأذن دفعة أخرى فقال النبي صلى الله عليه وآله وسلم: ادخل يا علي فلما دخل قام إليه رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فاعتنقه وقبل بين عينيه وقال: بأبي الشهيد، بأبي الوحيد الشهيد.[4]

خبر دی مجھے شریف ابو عبداللہ محمد بن حسن الجوانی نے، انہوں نے کہا خبر دی مجھے مظفر بن جعفر علوی عمری نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے جعفر بن محمد بن مسعود نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن حاتم سے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے سوید بن سعید نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے محمد بن عبد الرحیم یمانی نے، انہوں نے ابن میناء سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے حضرت عائشہ سے، انہوں نے فرمایا: حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السّلام نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دروازہ پر آئے اور اجازت طلب کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے داخل ہونے کی اجازت نہ دی۔ پھر آپ نے دوسری مرتبہ اجازت طلب

---

۱ رجال النجاشی ــ ص۳۹۵
۲ معجم رجال الحدیث ــ ج۱۶ ــ ص۲۴۰
۳ الامالی المفید ــ ص۲۹
۴ الامالی المفید ــ المجلس۸ ــ حدیث۶ ــ ص۷۲

فرمائی تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے علی اندر آجاؤ۔ پس جب آپ علیہ السّلام اندر داخل ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے، آپ کو گلے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا: میرا باپ آپ پر قربان، اے شہید وحید (اس کو دو مرتبہ دہرایا)۔

اُمّت کے تین گروہ

۱۴/۹۶ [الأمالي المفيد] قال: أخبرني الشريف أبو عبد الله محمد بن الحسن الجواني قال: أخبرني أبو طالب المظفر بن جعفر بن المظفر العلوي العمري، عن جعفر بن محمد بن مسعود [عن أبيه] قال: حدثنا نصر بن أحمد قال: حدثنا علي بن حفص. قال: حدثنا خالد القطواني قال: حدثنا يونس بن أرقم قال: حدثنا عبد الحميد بن أبي الخنساء، عن زياد بن يزيد، عن أبيه، عن جده فروة الظفاري قال: سمعت سلمان رحمه الله يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وآله: تفترق أمتي ثلاث فرق: فرقة على الحق لا ينقص الباطل منه شيئا، يحبوني ويحبون أهل بيتي، مثلهم كمثل الذهب الجيد كلما أدخلته النار فأوقدت عليه لم يزده إلا جودة. وفرقة على الباطل لا ينقص الحق منه شيئا، يبغضوني ويبغضون أهل بيتي، مثلهم مثل الحديد كلما أدخلته النار فأوقدت عليه لم يزده إلا شرا. وفرقة مدهدهة على ملة السامري، لا يقولون: لا مساس لكنهم يقولون: لا قتال، إمامهم عبد الله بن قيس الأشعري.[1]

خبر دی مجھے شریف ابو عبد اللہ محمد بن حسن الجوانی نے، انہوں نے کہا خبر دی مجھے ابو طالب مظفر بن جعفر بن مظفر علوی عمری نے جعفر بن محمد بن مسعود سے، [انہوں نے اپنے والد سے] انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے نصر بن احمد نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے علی بن حفص نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے خالد قطوانی نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے یونس بن ارقم نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے عبد الحمید بن ابی خنساء نے زیاد بن یزید سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ان کے دادا فروہ ظفاری سے، انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت سلمان رحمہ اللہ کو کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری اُمّت کے تین

---

۱ الامالی المفید ـــ المجلس ۴ ـــ حدیث ۳ ـــ ص ۲۹-۳۰

گروہ ہوں گے۔ ایک گروہ حق پر ہوگا اور باطل ان سے کوئی چیز کم نہیں کر سکے گا۔ یہ مجھ سے اور میرے اہلبیت علیہم السّلام سے محبّت کرتے ہوں گے ان کی مثال خالص سونے کی ہے جس کو آگ میں ڈالا جاتا ہے تو آگ اس کو گرم کر کے اور بہتر بنا دیتی ہے۔ دوسرا گروہ وہ ہیں جو باطل پرست ہیں، ان کو حق کسی چیز کا فائدہ نہیں دیتا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو مجھ سے اور میرے اہلبیت علیہم السّلام سے عداوت و بغض رکھتے ہوں گے۔ ان کی مثال لوہے جیسی ہے جس کو آگ میں ڈالا جائے تو سوائے شر و فساد کے کسی چیز کا اضافہ نہیں کرتا۔ تیسرا گروہ وہ ہیں جو دین میں پریشان ہوں گے اور حق پر قائم نہیں رہیں گے۔ وہ سامری کے پیروکار ہوں گے۔ وہ یہ نہیں کہیں گے کہ مجھے چھوئیں نہیں لیکن یہ ضرور کہیں گے کہ جنگ نہ کرو۔ ان کا امام عبد اللہ بن قیس اشعری ہوگا۔

احمد بن علی علوی حسینی

احمد بن علی بن معمر بن محمد بن معمر بن احمد بن محمد بن محمد بن عبید اللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ بغداد میں طالبین کے نقیب تھے۔ وہ شوال ۴۷۳ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۸ جمادی الاول ۵۶۹ھ کو فوت ہوئے۔ انہیں الغدمیں دفن کیا گیا۔[1] ذھبی نے ان کی ولادت ۴۹۳ھ میں لکھی ہے۔[2]

احمد بن علی بن معمر ۵۳۰ھ میں اپنے والد کی وفات کے بعد طالبین کے نقیب بنے اور اپنی وفات تک اس عہدہ پر فائز رہے۔ وہ روایت بیان کرنے میں بہت اچھے تھے۔ انہوں نے اچھے شعر کہے اور اچھی نثر لکھی۔[3]

---

۱ المستفاد من ذیل تاریخ بغداد — الحافظ ابی الحسین احمد بن ایبک بن عبداللہ الحاسی المعروف بابن الدمیاتی — المتوفی ۷۴۹ھ — ص ۴۳۔ ۴۴ — دار الکتب العلمیة — بیروت — لبنان — ۱۴۱۷ھ — ۱۹۹۷ء

۲ المختصر المحتاج من تاریخ ابن الدبیثی — الامام شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان ابن قائماز الذھبی — المتوفی ۷۴۸ھ — ص ۱۱۱۔ ۱۱۲ — دار الکتب العلمیة — بیروت — لبنان — ۱۴۱۷ھ — ۱۹۹۷ء

۳ المستفاد من ذیل تاریخ بغداد — ص ۴۳۔ ۴۴

احمد بن علی بن معمر نے کثیر احادیث بیان کیں۔ وہ اصحاب الحدیث کا اکرام کرنے والے تھے۔ انہوں نے علی بن محمد بن علاف، مبارک بن عبد الجبار صیرفی اور محمد بن علی بن میمون درسی وغیر ہم سے سنا۔ ان سے روایت کرنے والوں میں الأخضر، احمد بن بند نیجی، احمد بن عمر بن بکرون اور احمد بن یحییٰ بن ہبۃ اللہ خازن وغیر ہم شامل ہیں۔[1]

احمد بن علی بن معمر کی وفات کے بعد ان کے بیٹے ابو طالب عبد اللہ بن احمد بن علی بن معمر علوی بغدادی بغداد میں طالبین کے نقیب مقرر ہوئے اور ۵۸۱ھ میں ان کی وفات تک یہ ولایت ان کے پاس رہی۔ وہ فاضل، ادیب اور شاعر تھے۔[2] ان کے فرزند ابو الحسن علی بن عبد اللہ بن احمد بن علی بن معمر ادیب، فاضل، شاعر، وجیہ، عظمت والے، تواضع کرنے والے، بہترین اخلاق والے، اچھے طریقے والے اور خوبصورت سیرت والے تھے۔ وہ ۵۹۵ھ میں فوت ہوئے۔[3]

علی علیہ السّلام قمیض کو پیوند کیوں لگاتے تھے

۱۵/۹۷ [شرح نهج البلاغة] عن قريش بن السبيع بن المهنا العلوي، عن نقيب الطالبيين أبي عبد الله أحمد بن علي بن المعمر، عن المبارك بن عبد الجبار أحمد بن القاسم الصيرفي المعروف بابن الطيوري عن محمد بن علي بن محمد بن يوسف العلاف المزني، عن أبي بكر أحمد بن جعفر بن حمدان ابن مالك القطيعي، عن عبد الله بن أحمد بن حنبل، عن أبيه أبي عبد الله أحمد رحمه الله قال: قيل لعلى عليه السلام: يا أمير المؤمنين، لم ترقع قميصك؟ قال: ليخشع القلب ويقتدى بي المؤمنون.[4]

---

۱ الوافی بالوفیات ـــج۷ـــص۱۳۹

۲ الوافی بالوفیات ـــج۱۷ـــص۲۱

۳ الوافی بالوفیات ـــج۲۱ـــص۱۲۴

۴ شرح نهج البلاغة ـــ عز الدين ابو حامد بن هبة الله بن محمد بن محمد بن الحسين ابن ابی الحديد المدائنی ـــ۵۸۶ھ۔۶۵۶ھ ـــج۹ـــص۲۳۵ـــدار احياء الكتب العربية ـــ۱۳۷۸ھ ـــ۱۹۵۹ء

قریش بن سبیع بن مہنا روایت کرتے ہیں نقیب طالبین ابی عبداللہ احمد بن علی بن معمر سے، وہ مبارک بن عبدالجبار احمد بن قاسم صیرفی المعروف ابن طیوری سے، وہ محمد بن علی بن محمد بن یوسف علاف مزنی سے، وہ ابی بکر احمد بن جعفر بن حمدان ابن مالک قطیعی سے، وہ عبداللہ بن احمد بن حنبل سے، وہ اپنے والد ابی عبداللہ احمد رحمہ اللہ سے، وہ کہتے ہیں علی علیہ السّلام سے کہا گیا: یاامیر المومنین آپ اپنی قمیض کو پیوند کیوں لگاتے ہیں۔ آپ علیہ السّلام نے فرمایا: تاکہ دِل میں انکساری (خشوع) ہو اور مومنین بھی میری پیروی کریں۔

پانچ درہم پر ایک درہم منافع

۱۵/۹۸ [أسد الغابة] أنبأنا السيد أبو الفتوح حيدر بن محمد بن زيد العلوي الحسيني أنبأنا أبو محمد عبد الله بن جعفر الدورستي بالموصل أنبأنا النقيب الطاهر أبو عبد الله أحمد بن علي بن المعمر الحسيني أنبأنا أبو الحسين بن عبد الجبار أنبأنا أبو طاهر محمد بن علي بن محمد بن يوسف أنبأنا أبو بكر بن مالك أنبأنا عبد الله بن أحمد بن حنبل حدثني أبي حدثنا وكيع حدثنا مسعر عن أبي بحر عن شيخ لهم قال رأيت على علي عليه السلام إزارا غليظا قال اشتريته بخمسة دراهم فمن أربحني فيه درهما بعته قال ورأيت معه دراهم مصرورة فقال هذه بقية نفقتنا ينبع من قال.[۱]

خبر دی ہمیں سیّد ابو فتوح حیدر بن محمد بن زید علوی حسینی نے، (انہوں نے کہا) خبر دی ہمیں ابو محمد عبداللہ بن جعفر دورستی نے موصل میں، (انہوں نے کہا) خبر دی ہمیں نقیب طاہر ابو عبداللہ احمد بن علی بن معمر حسینی نے، (انہوں نے کہا) خبر دی ہمیں ابو حسین بن عبدالجبار نے، (انہوں نے کہا) خبر دی ہمیں ابو طاہر محمد بن علی بن محمد بن یوسف نے، (انہوں نے کہا) خبر دی ہمیں ابو بکر بن مالک نے، (انہوں نے کہا) خبر دی ہمیں عبداللہ بن احمد بن حنبل نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا مجھ سے میرے والد نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے مسعر نے ابی بحر سے، انہوں نے اپنے شیخ سے، وہ کہتے ہیں میں نے علی علیہ السّلام پر ایک کھر درے

---

۱ اسد الغابة ــ ج۴ ــ ص۲۴

کپڑے کی لہنگی (تہ بند) دیکھی۔ آپ علیہ السّلام نے کہا یہ میں نے پانچ درہم میں خریدی ہے جو مجھے ایک درہم اس پر منافع دے گا اس کے ہاتھ بیچ دوں گا۔ اور اس کا کہنا ہے کہ میں نے دیکھا کہ ان کے پاس درہم تھیلی میں تھے اور کہا کہ یہ ہمارا باقی ماندہ خرچ ہے جو اس میں سے نکلتا ہے۔

احمد بن قاسم

الشریف ابو ابراہیم احمد بن قاسم بن میمون بن حمزہ بن حسین بن محمد بن حسین بن حمزہ بن عبید اللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ ثقہ تھے۔ ان کا تعلق جلالت، شرافت، کثیر احادیث بیان کرنے والے اور اپنے جد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت کو پھیلانے کی جدوجہد کرنے والے گھر سے تھا۔ ان کے دادا میمون بن حمزہ تھے۔ انہوں نے اپنے دادا میمون، ابن ابی جدار الصواف، ابی مسلم الکاتب، قاضی ابی حسن حلبی، ابی عبد اللہ یمنی، ابی حسین سمناوی اور دوسرے لوگوں سے روایت کی۔

احمد بن قاسم کے پاس کتاب المزنی فی فقہ الشافعی تھی جسے انہوں نے اپنے دادا میمون بن حمزہ حسینی سے، انہوں نے ابی جعفر احمد بن محمد بن سلامہ طحاوی سے، انہوں نے ابی ابراہیم اسماعیل بن یحییٰ مزنی سے، انہوں نے محمد بن ادریس شافعی سے روایت کیا۔[1]

ملکہ بنت داؤد بن محمد بن سعید قرطلی، جو خواتین میں عالمہ صوفیہ تھیں، نے مصر میں شریف ابو ابراہیم احمد بن قاسم بن میمون سے سنن شافعی کو سنا۔[2]

ذہبی لکھتے ہیں کہ احمد بن قاسم بن میمون بن حمزہ، جو مصر میں رہتے تھے، نے خراسان، ماوراء النہر، پہاڑوں، جزیروں اور ساحلوں پر احادیث کو سنا اور حفاظ اور آئمہ سے ملاقات کی۔ ان سے روایت کرنے والوں میں ابو بکر خطیب، فقیہ نصر مقدسی، حسن بن احمد سمرقندی الحافظ، محمد بن عبد الواحد دقاق، شجاع بن فارس

---

۱ مشیخة ابن الحطاب ـــ ص ۲۲۵ ـ ۲۲۷

۲ تاریخ مدینة دمشق ـــ ج ۷۰ ـــ ص ۱۲۷

زہلی، ابو عبد اللہ حمیدی، محمد بن طرخان ترکی، ابو علی محمد بن محمد بن مہدی، ابو قاسم بن سمر قندی، علی بن احمد بن بیان، علی بن عبد السلام کاتب اور دوسرے لوگ شامل ہیں۔[1] احمد بن قاسم ۴۵۷ھ یا اس کے بعد فوت ہوئے۔[2]

بڑی مصیبت پر زیادہ ثواب

۱۶/۹۹ [مسند الشهاب] أخبرنا الشريف أبو إبراهيم أحمد بن القاسم بن الميمون بن حمزة الحسيني أبنا جدي الميمون بن حمزة ثنا أبو بكر أحمد بن عبد الوارث العسال ثنا عيسى بن حماد زغبة ثنا الليث عن يزيد بن أبي حبيب عن سعد بن سنان عن أنس بن مالك عن رسول الله صلى الله عليه و سلم أنه: قال إن عظم الجزاء مع عظم البلاء وإن الله عز و جل إذا أحب قوما ابتلاهم فمن رضي فله الرضا ومن سخط فله السخط.[3]

خبر دی ہمیں شریف ابو ابراہیم احمد بن قاسم بن میمون بن حمزہ حسینی نے، (انہوں نے کہا) خبر دی ہمیں میرے دادا میمون بن حمزہ نے، (انہوں نے کہا) خبر دی ہمیں ابو بکر احمد بن عبد الوارث عسال نے، (انہوں نے کہا) خبر دی ہمیں عیسیٰ بن حماد زغبہ نے، (انہوں نے کہا) خبر دی ہمیں لیث نے یزید بن ابی حبیب سے، انہوں نے سعد بن سنان سے، انہوں نے انس بن مالک سے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے، آپ نے فرمایا: زیادہ ثواب بڑی آزمائش یا مصیبت پر دیا جاتا ہے اور اللہ عزوجل جن لوگوں سے محبّت کرتا ہے انہیں آزمائش میں مبتلا کر دیتا ہے۔ لہٰذا جو راضی ہو جائے اس کے لیے رضا اور جو ناراض ہو اس کے لیے ناراضگی مقدر ہو جاتی ہے۔

---

۱ سیر اعلام النبلاء — امام شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذهبی — المتوفی ۷۴۸ھ — ج۱۸— ص۵۷۰— موسسة الرسالة — بیروت — لبنان

۲ تاریخ الاسلام — ج۳۰— ص۴۳۱

۳ مسند الشهاب — محمد بن سلامة بن جعفر ابو عبدالله القضائی — المتوفی ۴۵۴ھ — تحقیق: حمدی بن عبدالمجید السلفی — ج۲— حدیث۱۱۲۱— ص۱۷۰— موسسة الرسالة — بیروت

مہمانی کا حق

۱۶/۱۰۰ [معجم السفر] أخبرنا أبو الحسن علي بن الحسين بن عمر الفراء الموصلي بمصر أنا أبو إبراهيم أحمد بن القاسم بن الميمون العلوي وأبو القاسم عبد العزيز بن الحسن بن إسماعيل الغساني قال أحمد أنا جدي الميمون بن حمزة العلوي ثنا أبو بكر أحمد بن عبد الوارث بن جرير العسال ثنا عيسى بن حماد زعبه أنا الليث بن سعد عن يزيد بن أبي حبيب عن أبي الخير عن عقبة بن عامر أنه قال قلنا لرسول الله إنك تبعثنا فننزل بقوم فلا يقرونا فما ترى في ذلك فقال لنا رسول الله إن نزلتم بقوم فأمروا لكم بما ينبغي للضيف فأقبلوا وإن لم يفعلوا فخذوا منهم حق الضيف الذي ينبغي له.[۱]

خبر دی ہمیں ابو حسن علی بن حسین بن عمر الفراء الموصلی نے مصر میں، (انہوں نے کہا) خبر دی ہمیں ابو ابراہیم احمد بن قاسم بن میمون علوی اور ابو قاسم عبد العزیز بن حسن بن اسماعیل غسانی نے، احمد نے کہا خبر دی ہمیں میرے دادا میمون بن حمزہ علوی نے، انہوں نے کہا خبر دی ہمیں ابو بکر احمد بن عبد الوارث بن جریر عسال نے، انہوں نے کہا خبر دی ہمیں عیسیٰ بن حماد زغبہ نے لیث بن سعد سے، انہوں نے یزید بن ابی حبیب سے، انہوں نے ابی خیر سے، انہوں نے عقبہ بن عامر سے، وہ کہتے ہیں: ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کیا آپ ہمیں (تبلیغ وغیرہ کے لیے) بھیجتے ہیں اور راستے میں ہم بعض قبیلوں کے گاؤں میں قیام کرتے ہیں لیکن وہ ہماری مہمانی نہیں کرتے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اس سلسلے میں کیا ارشاد ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس پر ہم سے فرمایا کہ جب تم ایسے لوگوں کے پاس جا کر اترو اور وہ جیسا دستور ہے مہمانی کے طور پر تم کو کچھ دیں تو اس کو منظور کر لو، اگر نہ دیں تو مہمانی کا حق قاعدے کے موافق ان سے وصول کر لو۔

---

۱ معجم السفر — ابو طاہر احمد بن محمد السلفی — حدیث ۹۹۱ — ص ۲۹۷ — المکتبة التجاریة — مکّة المکرمہ

جنب کی حالت میں سونا

۱۶/۱۰۱ [معجم السفر] أخبرنا أبو الحسن علي بن المشرف بن المسلم الأنماطي بالإسكندرية أنا أبو إبراهيم أحمد بن القاسم بن الميمون بن حمزة العلوي بمصر بقراءة أبي محمد النيسابوري وحضر المجلس أبو نصر بن ماكولا البغدادي وأبو عبد الله الحميدي الأندلسي وآخرون من أهل الحفظ ثنا جدي أبو القاسم الميمون بن حمزة الشريف إملاء بانتقاء عبد الغني أنا أبو بكر أحمد بن عبد الوارث بن جرير العسال بخولان ثنا محمد بن رمح التجيبي ثنا الليث بن سعد عن ابن شهاب عن أبي سلمة بن عبد الرحمن عن عائشة قالت كان رسول الله إذا أراد أن ينام وهو جنب توضأ وضوءه للصلاة قبل أن ينام.[1]

خبر دی ہمیں ابو حسن علی بن مشرف بن مسلم انماطی نے اسکندریہ میں ابو ابراہیم احمد بن قاسم بن میمون بن حمزہ علوی سے مصر میں ابی محمد نیساپوری کی زبانی اور مجلس میں ابو نصر بن ماکولا بغدادی اور ابو عبد اللہ حمیدی اندلسی اور اہل حفظ میں سے دوسرے لوگ حاضر تھے۔ انہوں نے کہا خبر دی ہمیں میرے دادا ابو قاسم میمون بن حمزہ نے عبد الغنی کی نفاست سے لکھی تحریر سے، انہوں نے ابو بکر احمد بن عبد الوارث بن جریر عسال سے خولان میں، انہوں نے کہا خبر دی ہمیں محمد بن رمح تجیبی نے، انہوں نے کہا خبر دی ہمیں لیث بن سعد نے ابنِ شہاب سے، انہوں نے ابی سلمہ بن عبد الرحمٰن سے، انہوں نے عائشہ سے، آپ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سونے کا قصد کرتے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنبی ہوتے تو وضو کر لیتے جیسے نماز کے لیے کرتے ہیں سونے سے پہلے۔

اُمّت محمدی کی آزمائش

۱۶/۱۰۲ [جذوة المقتبس] أخبرنا الشريف أبو إبراهيم أحمد بن القاسم بن الميمون بن حمزة الحسيني بالفسطاط في جامع عمرو قرأة عليه فيما انتقاه أبو نصر السجستاني الحافظ من حديثه، قال: حدثنا جدي الشريف أبو القاسم الميمون بن

---

۱ معجم السفر — حدیث ۹۹۵ — ص ۲۹۹

حمزة بن الحسن إملاء قال. أخبرنا أبو القاسم الحسين بن محمد بن داود مأمون الشاهد سنة سبع عشرة وثلاث مائة قال: حدثنا أحمد بن عمرو بن سرح قال: أخبرنا عبد الله بن وهب قال: أخبرني معاوية ابن صالح، عن عبد الرحمن بن جبير بن بصير، عن أبيه، عن كعب بن عياض أن النبي صلى الله عليه وسلم، قال: لكل أمة فتنة وإن فتنة أمتي المال.[1]

خبر دی ہمیں شریف ابو ابراہیم احمد بن قاسم بن میمون بن حمزہ حسینی نے فسطاط کی جامع عمر میں اور اس کو عمدگی سے بیان کیا نصر سجستانی حافظ نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے میرے دادا شریف ابو قاسم میمون بن حمزہ بن حسن [حسین] نے، انہوں نے کہا خبر دی ہمیں ابو قاسم حسین بن محمد بن مامون شاہد نے ۳۱۷ ہجری میں، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے احمد بن عمرو بن سرح نے، انہوں نے کہا خبر دی ہمیں عبد اللہ بن وہب نے، انہوں نے کہا خبر دی مجھے معاویہ ابن صالح نے عبد الرحمٰن بن جبیر بن بصیر سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے کعب بن عیاض سے، انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے، آپ نے فرمایا: ہر اُمّت کے لیے آزمائش ہے اور میری اُمّت کی آزمائش مال ہے۔

کھجور کے درخت کی فروخت

۱۶/۱۰۳ [تاريخ مدينة دمشق] أخبرتنا العالمة ملكة بنت داود بن محمد بن سعيد الصوفية إجازة قالت أنا الشريف أبو إبراهيم أحمد بن القاسم بن ميمون بن حمزة الحسيني بمصر سنة اثنتين وخمسين وأربعمائة أنا جدي أبو القاسم الميمون بن حمزة أنا أبو جعفر أحمد بن محمد بن سلامة الطحاوي أنا أبو إبراهيم إسماعيل بن يحيى المزني نا محمد بن إدريس الشافعي عن مالك عن نافع عن عبد الله بن عمر أن رسول الله (صلى الله عليه وسلم) قال "من باع نخلا قد أبرت فثمرتها للبائع إلا أن يشترط المبتاع".[2]

---

۱ جذوة المقتبس فی ذکر ولاة الأندلس — الحمیدی ابی عبداللہ محمد بن ابی نصر فتوح بن عبداللہ الأزدی — المتوفی ۴۸۸ھ — ص۱۲۳ — الدار المصریة للتألیف والترجمة — القاہرہ — ۱۳۷۱ھ — ۱۹۶۶ء

۲ تاریخ مدینة دمشق — ج۷۰ — ص۱۲۷

ملکہ بنت داؤد بن محمد بن سعید قرطکی، جو خواتین میں عالمہ صوفیہ تھیں، نے مصر میں شریف ابی ابراہیم احمد بن قاسم بن میمون سے سنن شافعی کو سنا۔ انہوں نے بیان کیا شریف ابو ابراہیم احمد بن قاسم بن میمون بن حمزہ حسینی سے مصر میں ۴۵۸ھ میں، انہوں نے اپنے دادا میمون بن حمزہ سے، انہوں نے ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ طحاوی سے، انہوں نے ابو ابراہیم اسماعیل بن یحییٰ مزنی سے، انہوں نے محمد بن ادریس شافعی سے، انہوں نے مالک سے، انہوں نے نافع سے، انہوں نے عبد اللہ بن عمر سے، انہوں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) سے، آپ نے فرمایا: جس شخص نے کھجور کے درخت کو بیچا گابھا پیوند کرنے کے بعد تو اس پر کے پھل بائع کے ہیں مگر جب وہ خریدار سے شرط کرلے۔

علی بن مظفر دبوسی

علی بن مظفر بن حمزہ بن زید بن حمزہ بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن حسن بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ —ابو قاسم بن ابی یعلی بن ابی قاسم علوی حسینی دبوسی— کا تعلق دبوسیہ سے تھا جو سمرقند اور بخارا کے درمیان ایک شہر ہے۔ ابن نجار لکھتے ہیں کہ وہ شافعی فقہ کے آئمہ میں سے تھے۔ فقہ اور اصول کی انہیں مکمل معرفت تھی۔ ان کے پاس ادب اور مناظرہ کی قوت بھی تھی۔ ان میں کرم، عفت اور حسن خلق کی صفات تھیں۔ دبوسی جمادی الاوّل ۴۶۹ھ میں مدرسہ نظامیہ میں تدریس کے لیے بغداد آ گئے[1] اور شعبان ۴۸۲ھ میں اپنی وفات[2] تک تدریس سے منسلک رہے۔

علی بن مظفر دبوسی نے بغداد میں احادیث بیان کیں۔ انہوں نے ابی عمرو محمد بن عبد العزیز قنطری، ابی سہل احمد بن علی ابیوردی، ابی کامل احمد بن محمد نصیری، ابی مسعود احمد بن محمد بجلی، عبد الکریم بن عبد الرحمٰن کلاباذی، ابی بکر مظفر بن احمد بغوی اور ابی حسن علی بن احمد استر اباذی وغیر ہم سے احادیث سنیں۔ جب کہ ان

---

۱ ذیل تاریخ بغداد —ج۴—ص۱۱۰

۲ الانساب —ج۲—ص۴۵۶

سے ابو برکات ہبۃ اللہ بن مبارک بن سقطی، ابو العز محمد بن حسین بن بندار مقری اور عبد الوہاب بن مبارک بن حسین انماطی نے روایت کی۔[1]

السمانی نے علی بن مظفر دبوسی سے روایت کرنے والوں میں سے مندرجہ ذیل سات افراد کے نام لکھے ہیں: ابو فضل محمد بن ابی نصر مسعودی، ابو عبد اللہ محمد بن ابی ذر سلامی، ابو فضل عبد الرحمٰن بن حسن بن سیرافی، ابو جعفر محمد بن علی بن محمد المؤدب، ابو عباس احمد بن فضل الممیز، ابو اغنم مظفر بن حسین معظلی اور ابو برکات عبد الوہاب بن مبارک انماطی حافظ وغیرہم۔[2]

ابن نجار لکھتے ہیں خبر دی ہمیں ابو بکر البیع نے وجیہ بن ہبۃ اللہ بن مبارک سقطی سے، انہوں نے کہا میں نے اپنے والد کو یہ کہتے ہوئے سنا: "علی بن ابی یعلی ابو قاسم علوی حسینی جو دبوسی کے نام سے مشہور تھے شافعیہ کے امام اور بغداد میں مؤسس مدرسہ نظامیہ تھے۔ وہ یکتا اور منفرد انسان تھے۔ انہوں نے قرآن، حدیث، فقہ، اصول، لغت اور عربی پڑھی تھی۔ اجتہاد، فصاحت، بحث و مباحثہ اور مناظرہ وغیرہ کا ان پر بڑا دارومدار تھا۔ دروس کی تحقیق اور مناظرہ میں سب لوگوں سے صحیح اور اپنے فتوے میں کامیاب تھے۔ کتنے موقعوں پر ان کا نظم دیکھا گیا۔ جملہ آل ابی طالب میں ان کی فضیلت زیادہ نمایاں تھی۔ ان کی شہرت اور قرب کی روایت ثابت ہے۔ ان کا اعتقاد درست تھا۔ ان کی طبیعت اور مزاج میں بردباری تھی۔ وہ پاکدامن، فصیح، دلیل رکھنے والے اور اعلیٰ ہنر مندی کے حامل تھے۔"[3]

مہمان کی آؤ بھگت

۱۰۴/۱۷ [ذيل تاريخ بغداد] أخبرنا عبد العزيز بن أزهر الوكيل، أنبأنا عبد الوهاب بن المبارك الأنماطي، أنبأنا الشريف أبو القاسم علي بن أبي يعلى الحسيني الدبوسي قراءة عليه ببغداد، أنبأنا الحاكم أبو الحسن علي بن أحمد الاستراباذي، أنبأنا أبو

---

۱ ذيل تاريخ بغداد — ج۴ — ص۱۱۰

۲ الانساب — ج۲ — ص۴۵۵-۴۵۶

۳ ذيل تاريخ بغداد — ج۴ — ص۱۱۱-۱۱۲

الحسن علي بن عبدوس قراءة عليه، حدثنا أبو محمد عبد الله بن إدريس، حدثنا أبو نعيم الفقيه الاستراباذي، حدثنا يوسف بن سعيد بن مسلم، حدثنا حجاج عهن ابن جريح قال: أخبرني زياد بن سعد، عن ابن عجلان، عن سعيد المقبري أن أبا شريح العدوي حدثه أنه سمع رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول: من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليكرم جاره، ومن كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليكرم ضيفه، جائزته يومه وليلته.[1]

خبر دی ہمیں عبد العزیز بن ازہر وکیل نے، (انہوں نے کہا) خبر دی ہمیں عبد الوہاب بن مبارک انماطی نے، (انہوں نے کہا) خبر دی ہمیں شریف ابو قاسم علی بن ابی یعلی حسینی دبوسی نے بغداد میں، (انہوں نے کہا) خبر دی ہمیں حاکم ابو حسن علی بن احمد استر ابازی نے، (انہوں نے کہا) خبر دی ہمیں ابو حسن علی بن عبدوس نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا ہم سے ابو محمد عبد اللہ بن ادریس نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا ہم سے ابو نعیم فقیہ استر ابازی نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا ہم سے یوسف بن سعید بن مسلم نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا ہم سے حجاج عہن ابن جریح نے، انہوں نے کہا خبر دی مجھے زیاد بن سعد نے ابن عجلان سے، انہوں نے سعید مقبری سے، انہوں نے ابا شریح عدوی سے، وہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جو شخص اللہ پر اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے اپنے پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرنا چاہیے۔ اور جو شخص اللہ پر اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے اپنے مہمان کی تکریم کرنی چاہیے۔ جائزہ (پر تکلف دعوت) صِرف ایک دن اور ایک رات تک ہوتی ہے۔

نصر بن مہدی حسینی ونکی

نصر بن مہدی بن نصر بن مہدی بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عیسیٰ بن احمد بن عیسیٰ بن علی بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ حسینی ونکی فاضل، عالم اور ممتاز حیثیت کے مالک تھے۔ وہ زیدی المذہب تھے۔ انہیں

---

۱ ذیل تاریخ بغداد ـــ ج۴ ـــ ص۱۱۱

ونکی ونک کی نسبت سے کہتے تھے جو رے کے قریب ایک قصبہ ہے۔ رے کے محلہ باب مصلحکان میں ان کی دوکان پر فاضل لوگ جمع ہوتے تھے۔

السمعانی لکھتے ہیں کہ نصر بن مہدی نے ابی فضل یحییٰ بن حسین علوی زیدی المعروف بالکیا الحافظ، ابی بکر اسماعیل بن علی خطیب نیسا پوری، ابی محمد عبد الواحد بن حسن صفار شروطی، ابی بکر طاہر بن حسین بن علی سمان، ابی داؤد سلیمان بن داؤد بن یونس غزنوی اور ابی سعد اسماعیل بن احد صفار رازی وغیر ہم سے کثیر تعداد میں احادیث سنیں۔[1]

ذہبی لکھتے ہیں کہ نصر بن مہدی بغداد بھی گئے اور وہاں انہوں نے ابا یوسف عبد السلام قزوینی سے سنا، ابو سعد نے کہا میں نے ان سے رے میں لکھا۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ وہ ۴۶۸ھ میں پیدا ہوئے۔[2]

امالی شجریہ میں نصر بن مہدی کی بیان کردہ ۱۲ احادیث ہیں۔ ان احادیث کو انہوں نے یحییٰ بن حسین سے روایت کیا جب کہ ان سے ان احادیث کو ابی عباس احمد بن ابی حسن نے بیان کیا۔

عیادت کا صلہ

۱۸/۱۰۵ [الأمالي الشجرية] "وبه" إلى القاضي الأجل أبي العباس أحمد بن أبي الحسن الكني أسعده الله تعالى، قال أخبرنا القاضي الإمام السيد العدل أبو الفتح نصر بن مهدي بن نصر بن مهدي بن محمد بن علي بن عبد الله بن عيسى بن أحمد الأمير بن عيسى بن علي بن الحسين الأصغر بن علي بن الحسين بن علي بن أبي طالب عليهم السلام الزيدي رحمه الله تعالى، بقراءتي عليه، قال حدثنا السيد الإمام المرشد بالله رضي الله عنه، قال أخبرنا أبو محمد الحسن بن علي بن محمد الجوهري بقراءتي عليه، قال أخبرنا أبو بكر أحمد بن جعفر بن حمدان بن مالك القطيعي، قال حدثنا عبد الله بن أحمد، قال حدثني أبي، قال حدثنا بهز وعفان، قالا حدثنا حماد بن سلمة، عن يعلى بن عطاء قال عفان أخبرنا يعلى بن عطاء عن عبد الله بن سيار

---

۱ الانساب ـــ ج۵ ـــ ص۶۱۶ـ۶۱۷

۲ تاریخ الاسلام ـــ ج۳۷ ـــ ص۴۳۶

عن عمرو بن حريث: أنه عاد حسنا وعنده علي عليهم السلام، فقال علي عليه السلام يا عمرو: أتعود حسنا وفي طوية قلبك ما فيها؟ قال نعم، إنك لست رب قلبي فتصرفه حيث شئت، فقال: أما إن ذلك لا يمنعني أن أؤدي إليك النصيحة، سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول: "ما من مسلم يعود مسلما إلا بعث الله عز وجل له سبعين ألف ملك يصلون عليه، أي ساعة من النهار كانت حتى يمسي، وأي ساعة من الليل حتى يصبح".[1]

القاضی الاجل ابی عباس احمد بن ابی حسن کنیت اسعدہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ خبر دی ہمیں قاضی امام سیّد عدل ابوالفتح نصر بن نصر بن مہدی بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عیسیٰ بن احمد الامیر بن عیسیٰ بن علی بن حسین اصغر بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السّلام زیدی رحمہ اللہ تعالیٰ نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے سیّد امام مرشد باللہ رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے کہا خبر دی ہمیں ابو محمد حسن بن علی بن محمد جوہری نے، انہوں نے کہا خبر دی ہمیں ابو بکر احمد بن جعفر بن حمدان بن مالک قطیعی نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے عبداللہ بن احمد نے، انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے میرے والد نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے بہز اور عفان نے، ان دونوں نے کہا بیان کیا ہم سے حماد بن سلمہ نے یعلی بن عطاء سے، عفان نے کہا خبر دی ہمیں یعلی بن عطاء نے عبداللہ بن سیار سے، انہوں نے عمرو بن حریث سے کہ وہ ایک مرتبہ حسن علیہ السّلام کی عیادت کے لیے آئے اور ان کے پاس علی علیہ السّلام تھے۔ حضرت علی علیہ السّلام نے فرمایا اے عمرو یُوں تو تم حسن کی بیمار پرسی کے لیے آئے ہو اور اپنے دِل میں جو کچھ چھپا رکھا ہے اس کا کیا ہو گا؟ عمرو نے کہا آپ میرے رَب نہیں ہیں کہ جس طرح چاہیں میرے دِل میں تصرف کرنا شروع کر دیں۔ حضرت علی علیہ السّلام نے فرمایا لیکن اس کے باوجود ہم تم سے نصیحت کی بات کہنے سے نہیں رکیں گے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو مسلمان اپنے کسی بھائی کی عیادت کے لیے جاتا ہے، اللہ اس کے لیے ستر ہزار فرشتے مقرر فرما دیتا ہے۔ اگر وہ دن کے کسی حصّے میں عیادت کے لیے گیا ہے تو فرشتے شام تک اس کے

---

۱ الامالی الشجریة — یحییٰ بن الحسین بن اسماعیل المعروف ابن الشجری — التوفی ۴۹۹ھ — تحقیق: صلاح بن محمد بن علی العیانی الزیدی — ج۱ — ص۴۸۸

لیے دعائے رحمت کرتے ہیں اور اگر رات کو گیا ہے تو صبح تک اس کے لیے دُعا کرتے رہتے ہیں۔

ایمان اور منافقت

۱۸/۱۰۶ [الأمالي الشجرية] "وبالإسناد" المتقدم إلى القاضي الأجل أبي العباس أحمد بن أبي الحسن الكني أسعده الله تعالى، قال أخبرنا القاضي الإمام أبو الفتح نصر بن مهدي بن نصر بن مهدي بن محمد بن علي بن عبد الله بن عيسى بن أحمد بن الأمير بن عيسى بن علي بن الحسين الأصغر بن علي بن الحسين بن علي بن أبي طالب عليهم السلام الزيدي رحمه الله تعالى بقراءتي عليه، قال حدثنا السيد الإمام المرشد بالله رحمه الله تعالى، قال أخبرنا أبو أحمد محمد بن علي المكفوف المؤدب بقراءتي عليه، قال أخبرنا أبو محمد عبد الله بن محمد بن جعفر بن حبان، قال حدثنا أحمد بن الحسن بن مكرم البزار، قال حدثنا علي بن الجعد، قال حدثنا أبو غسان عن حسان بن عطية عن أبي أمامة، قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: "الحياء والعي: شعبتان من الإيمان، والبذاء والبيان: شعبتان من النفاق".[1]

القاضی الاجل ابی عباس احمد بن ابی حسن کنیت اسعدہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ خبر دی ہمیں قاضی امام ابو الفتح نصر بن مہدی بن نصر بن مہدی بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عیسیٰ بن احمد الامیر بن عیسیٰ بن علی بن حسین اصغر بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السّلام رحمہ اللہ تعالیٰ نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے سیّد امام مرشد باللہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے، انہوں نے کہا خبر دی ہمیں ابو احمد بن محمد بن علی سکوف مؤدب نے، انہوں نے کہا خبر دی ہمیں ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن جعفر بن حبان نے، انہوں نے کہا خبر دی ہمیں احمد بن حسن بن مکرم البزار نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے علی بن جعد نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے ابو غسان نے حسان بن عطیہ سے، انہوں نے ابی امامہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حیاء اور زبان کو قابو میں رکھنا ایمان کی دو شاخیں ہیں اور فحش گوئی اور زبان کا بے دریغ استعمال منافقت کی دو شاخیں ہیں۔

---

۱ الامالی الشجریۃ ــ ج ۲ ــ ص ۸

حضرت جبرائیل علیہ السلام کی اصل شکل وصورت

۱۸/۱۰۷ [الأمالي الشجرية] "وبه" قال القاضي الإمام أحمد بن أبي الحسن الكنى. قال أخبرنا القاضي الإمام السيد العدل أبو الفتح نصر بن مهدي بن محمد بن علي بن الحسين ابن عبد الله بن عيسى بن أحمد بن الأمير بن عيسى بن علي بن الحسين الأصغر بن علي بن الحسين بن علي بن أبي طالب الزيدى رحمه الله تعالى بقراءتي بالري قال حدثنا السيد الإمام المرشد بالله أبو الحسين بن الإمام الموفق بالله أبي عبد الله الحسين بن إسماعيل بن زيد الحسني الزيدي الشجري رحمه الله تعالى إملاء من سنة سبع وسبعين وأربعمائة. قال أخبرنا بن ريدة. قال أخبرنا الطبراني. قال حدثنا محمد بن هشام المستملي ومحمد بن عبد الله الحضرمي. قالا حدثنا بشر بن الوليد الكندي. قال حدثنا محمد بن طلحة عن الوليد بن قيس عن إسحاق ابن أبي الكهثلة، قال محمد أظنه عن عبد الله بن مسعود عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم أنه لم ير جبريل عليه السلام في صورته إلا مرتين، قال أما مرة فإنه سأله أن يريه نفسه في صورته فرآه يسد الأفق، وأما الثانية فإنه كان معه إذا أصعد في قوله "ثم دنا فتدلى فكان قاب قوسين أو أدنى فأوحى إلى عبده ما أوحى" فلما أن أحس جبريل عليه السلام ربه عز وجل عاد في صورته فذلك قوله: "ولقد رآه نزلة أخرى عند سدرة المنتهى عندها جنة المأوى" وقوله: "لقد رأى من آيات ربه الكبرى". قال خلق جبريل عليه السلام.[1]

قاضی امام احمد بن ابی حسن کنیت [اسعدہ اللہ تعالیٰ] کہتے ہیں کہ خبر دی ہمیں قاضی امام سیّد عدل ابو الفتح نصر بن مہدی بن محمد بن علی بن حسین بن عبد اللہ بن عیسیٰ بن احمد الامیر بن عیسیٰ بن علی بن حسین اصغر بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب زیدی رحمہ اللہ تعالیٰ نے رے میں، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے سیّد امام مرشد باللہ ابو حسین بن امام موفق باللہ ابی عبد اللہ حسین بن اسماعیل بن زید حسنی زیدی شجری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ۴۷۷ھ میں، انہوں نے کہا خبر دی ہمیں بن ریدہ نے، انہوں نے کہا خبر دی ہمیں طبرانی نے،

---

۱ الامالی الشجریة ـــ ج۱ ـــ ص ۲۰

انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے محمد بن ہشام مستملی اور محمد بن عبد اللہ حضرمی نے، ان دونوں نے کہا بیان کیا ہم سے بشر بن ولید کندی نے، انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے محمد بن طلحہ نے ولید بن قیس سے، انہوں نے اسحاق ابن ابی کہثلہ سے، محمد کہتے ہیں غالباً عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرائیل علیہ السّلام کو ان کی اصلی شکل وصورت میں صِرف دو مرتبہ دیکھا ہے۔ ایک مرتبہ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود ان سے اپنی اصلی شکل وصورت دکھانے کی فرمائش کی تھی۔ چنانچہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی اصل شکل دکھائی جس نے پورے افق کو گھیر رکھا تھا۔ اور دوسری مرتبہ جب وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج پر لے گئے تھے۔ یہی مراد ہے اللہ کے اس قول کی "پھر قریب ہوئے اور آگے بڑھے۔ تو دو کمان کے فاصلے پر یا اس سے بھی کم۔ پھر خدا نے اپنے بندے کی طرف جو بھیجا سو بھیجا۔" پھر جب جبرائیل علیہ السّلام کو اپنے پروردگار کا احساس ہوا تو وہ اپنی اصلی شکل میں آگئے۔ یہی مراد ہے اس قول کی "اور انہوں نے اس کو ایک اور بار بھی دیکھا ہے۔ پرلی حد کی بیری کے پاس۔ اسی کے پاس رہنے کی بہشت ہے" — اور اس قول کی "انہوں نے اپنے پروردگار کی کتنی ہی بڑی نشانیاں دیکھیں۔" یعنی اس سے جبرائیل علیہ السّلام کی خلقت اور جسم دکھانا مراد ہے۔

حسن بن علی

حسن بن علی بن ابی طالب حسن بن عبید اللہ بن محمد بن عبید اللہ بن علی بن حسن بن حسین بن جعفر الحجۃ بن عبید اللہ بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو محمد تھی۔ وہ بلخ میں فاضل اور جلالت والے سیّد تھے۔ ان کی اور ان کے بھائی حسین کی والدہ فاطمہ بنت سیّد محمد بن عبد اللہ تھیں۔

امام حسن القطان نے حسن بن علی بن ابی طالب حسن کی امام حسن بن علی بن ابی طالب (علیہم السّلام) سے مندرجہ ذیل دس مشترک نسبتیں بیان کیں:

(۱) ان کا نام حسن تھا۔ (۲) ان کے والد کا نام علی تھا۔ (۳) ان کے دادا کی کنیت ابو طالب تھی۔ (۴) ان کی والدہ کا نام فاطمہ تھا۔ (۵) ان کے نانا کا نام محمد تھا۔ (۶) ان کے پڑنانا کا نام عبد اللہ تھا۔ (۷) ان کے چچا

کانام جعفر تھا۔(۸)ان کے بھائی کانام حسین تھا۔(۹)ان کے بھائی کے بیٹے کانام علی تھا۔(۱۰)ان کی کنیت ابو محمد تھی۔

القطان کہتے ہیں یہی حال ان کے باپ اور ماں کی طرف سے بھائی کا ہے۔[۱]

ابو محمد حسن بن علی نیکی، سخاوت اور خیرات کرنے والے مشہور تھے۔ وہ اہلِ علم سے محبّت کرنے والے تھے اور ان کے گھر پر فقہاء اور فاضل لوگ جمع ہوتے تھے۔[۲]

ابو محمد حسن بن علی نے بیٹوں کے اپنے باپوں سے روایت کرنے کے حوالے سے طویل ترین سلسلہ کی چالیس مسلسل احادیث بیان کیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مختصر اور حکمت پر مبنی کلمات پر مشتمل ہیں۔ ان احادیث کو انہوں نے آباء کے چودہ مسلسل واسطوں سے بیان کیا۔ ان کے سلسلہ سے ان احادیث کو مختلف زمانوں میں مختلف راوی بیان کرتے آئے۔ جدید زمانہ میں شافعی فرقہ کے احادیث کے مشہور عالم ابی الفیض محمد یاسین بن محمد عیسیٰ الفادانی المکی نے اپنی اسناد سے یہ چالیس احادیث بیان کیں۔ اسی سلسلہ سے بیان کی گئیں یہ چالیس احادیث مسند حسین اصغر رضی اللہ عنہ میں شامل ہیں۔

مختلف زمانوں میں مختلف علماء نے ان چالیس مسلسل احادیث کی شرح اور تخریج لکھی۔ صالح بن صدیق نمازی، المتوفی ۹۷۵ھ نے "القول الوجیز فی تخریج وشرح الاربعین حدیثا سلسلة الابریز بالسند العزیز" کے عنوان سے ان احادیث کی شرح لکھی۔ محمد بن خالص بن عنقادکّی یمنی، المتوفی ۱۰۵۳ھ، نے بھی ان احادیث کی شرح لکھی۔ زیدیہ کے امام احمد بن یحییٰ حمید الدین، ۱۳۱۳ھ۔ ۱۳۸۲ھ، نے ان احادیث کی منظوم شرح لکھی۔ مکتبہ المرعشی قم نے ان احادیث کو "سلسلة الابریز بالسند العزیز" کے نام سے کتابی صورت میں ۱۴۱۳ھ میں شائع کیا جس کے مؤلف ابی محمد حسن بن علی بن ابی طالب حسینی بلخی، المتوفی ۵۳۲ھ، ہیں۔ اس کتاب کا مقدمہ سیّد محمد

---

۱ الفخری فی انساب الطالبین ـــ ص ۲۴۷۔۲۴۸

۲ الشذا الفیاح من علوم ابن الصلاح رحمه الله تعالیٰ ـــ ابراہیم بن موسیٰ بن ایوب ، بُرھان الدین ابو اسحاق الابناسی، ثم القاھری، الشافعی ـــ المتوفی ۸۰۲ھ ـــ ج ۲ ـــ ص ۵۶۸ ـــ مکتبة الرشد ـــ مدینہ ـــ ۱۴۱۸ھ ـــ ۱۹۹۷ء

حسین حسینی جلالی نے تحریر کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چند حکمت پر مبنی کلمات

۱۹/۱۰۸ [فتح المغيث] وبأربعة عشر في عدة أحاديث منها ما رواه أبو سعد بن السمعاني في الذيل قال أنبأنا أبو ضجاع عمر بن أبي الحسن البسطامي الإمام بقراني وأبو بكر محمد ابن علي بن ياسر الجياني من لفظه قالا حدثنا السيد أبو محمد الحسن بن علي ابن أبي طالب من لفظه ببلخ حدثني سيدي أبو الحسن علي بن أبي طالب سنة ست وستين وأربعمائة حدثني أبي أبو طالب الحسن بن عبيد الله سنة أربع وثلاثين وأربعمائة حدثني والدي أبو علي عبيد الله بن محمد حدثني أبي محمد بن عبيد الله حدثني أبي عبيد الله بن علي حدثني أبي علي بن الحسن حدثني أبي الحسن بن الحسين حدثني أبي الحسين بن جعفر وهو أول من دخل بلخ من هذه الطائفة حدثني أبي جعفر الملقب بالحجة حدثني أبي عبيد الله حدثني أبي الحسين الأصغر حدثني أبي زين العابدين علي بن الحسين ابن علي عن أبيه عن جده علي رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه و سلم ليس الخبر كالمعاينة وحديث المجالس بالأمانة والحرب خدعة والمستشار مؤتمن والمسلم مرآة المسلم.[1]

اور چودہ اسناد سے بہت سی احادیث میں سے ہیں جنہیں اس ذیل میں ابو سعد سمانی نے روایت کیا۔ وہ کہتے ہیں خبر دی ہمیں ابو ضجاع [شجاع] عمر بن ابی حسن بسطامی امام بقراتی اور ابو بکر محمد بن علی بن یاسر جیانی نے ان الفاظ میں، ان دونوں نے کہا بیان کیا ہم سے سیّد ابو محمد حسن بن علی بن ابی طالب نے بلخ میں ان الفاظ میں، (انہوں نے کہا) بیان کیا مجھ سے میرے سیّد [والد] ابو حسن علی بن ابی طالب نے ۴۶۶ھ میں، (انہوں نے کہا) بیان کیا مجھ سے میرے والد ابو طالب حسن بن عبید اللہ نے ۴۳۴ھ میں، (انہوں نے کہا) بیان کیا مجھ سے میرے والد ابو علی عبید اللہ بن محمد نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا مجھ سے میرے والد محمد بن عبید اللہ نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا مجھ سے میرے والد عبید اللہ بن علی نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا مجھ سے میرے والد

---

۱ فتح المغيث شرح الفية الحديث ــ ج۳ــ ص۱۹۲

علی بن حسن نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا مجھ سے میرے والد حسن بن حسین نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا مجھ سے میرے والد حسین بن جعفر نے اور وہ اس گروہ میں سب سے پہلے بلخ آئے، (انہوں نے کہا) بیان کیا مجھ سے میرے والد جعفر الملقب بالحجۃ نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا مجھ سے میرے والد عبید اللہ نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا مجھ سے میرے والد حسین اصغر نے، (انہوں نے کہا) بیان کیا مجھ سے میرے والد زین العابدین علی بن حسین ابن علی نے اپنے والد سے، انہوں نے ان کے دادا علی رضی اللہ عنہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کان سے سنا آنکھوں سے دیکھنے کی مانند نہیں ہوتا، اور حدیث کہ مجالس (میں جو کچھ دیکھا یا سنا جاتا ہے) ایک طور کی امانت ہے اور جنگ دھوکے اور چالبازی کا نام ہے، اور جس سے مشورہ کیا جائے وہ امین ہوتا ہے، اور ایک مسلمان اپنے برادر مسلمان کے کردار کا آئینہ ہوتا ہے۔

پانچواں باب

برّصغیر پاک وہند میں حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی اولاد

حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی اولاد دنیا کے دوسرے ممالک کی طرح برّصغیر پاک وہند میں بھی کثرت سے ہے۔ ان میں بہت اولیاء، علماء اور مبلغین گزرے ہیں جنہوں نے اس خطہ ارض پر اسلام کی نشرو اشاعت میں کلیدی کردار ادا کیا۔ اس لیے اُنہیں یہاں وہ مقام حاصل ہے جو عرب معاشرے میں محدثین کو حاصل ہے۔ حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ایسے چند ایک بزرگوں کا مختصر ذکر حسبِ ذیل ہے:

شاہ احمد المعروف توختہ

شاہ احمد بن علی بن حسن★ بن محمد مدنی بن حسن★★ بن موسیٰ حمصہ بن علی بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ توختہ کے لقب سے مشہور ہیں۔ اُنہیں مثال رسول[1] اور مُرشدِ پنجاب بھی کہتے ہیں۔ تاریخ انوار السادات مطابق توختہ ترمذ میں پیدا ہوئے۔ ان کی پرورش علمی ماحول میں ہوئی۔ ان کے علمی اور روحانی کمالات کے باعث ان کے سینکڑوں معتقدین اور شاگرد ترمذ میں ان سے کسب فیض کرتے تھے۔ ان کے ایک فرزند محمد اسماعیل ۲۷۰ھ میں اچانک وفات پا گئے جس کا اُنہیں بہت صدمہ ہوا اور ان کے شب وروز کے معمولات متاثر ہوئے۔ کچھ عرصہ بعد توختہ نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنہیں مظلوم کربلا علیہ السّلام کی مصیبت یاد کر کے صبر کرنے کی تلقین کی اور ہندوستان جا کر تبلیغ کرنے کا حکم دیا۔ توختہ کے ساتھ ان کے ۱۳ معتقدین اور شاگرد جن میں شیخ عبدالواحد انصاری بلخی، شیخ عبداللہ سمرقندی، ابوسعید خراسانی اور شیخ محمود سمرقندی بن شیخ حمزہ انصاری شامل تھے ۱۱ شوال ۲۷۲ھ کو ہندوستان کے لیے عازم سفر ہوئے۔ چودہ افراد

★ شجرہ نسب ترمذی سادات میں یہ نام حسین ہے جب کہ قدیم وجدید کتب نسب میں حسن ہے۔

★★ شجرہ نسب ترمذی سادات میں حسن کا نام نہیں ہے جب کہ قدیم وجدید کتب نسب میں ہے۔

[1] شجرہ نسب ترمذی سادات

کا یہ قافلہ شیراز، مکران کے شہر ارمن بیلہ اور سندھ کے علاقوں سدوسان (موجودہ سیہون)، سی سم، اش ہار، برہمن آباد، ارڈر (موجودہ روڑ) اور ملتان قیام کرتے ہوئے لاہور پہنچا۔ راستہ میں جہاں بھی توختہ نے قیام کیا وہاں اپنے قول و عمل سے اسلام کی تبلیغ کی جس کے نتیجہ میں ہر جگہ سینکڑوں افراد نے اسلام قبول کیا۔ لاہور میں توختہ اپنی وفات تک دینِ اسلام کی تبلیغ میں مصروف رہے۔ اس علاقہ میں اُنہوں نے اس وقت اللہ کے دین کی شمع جلائی جب یہاں شرک و کفر کا راج تھا۔ ان کا مزار لاہور میں ہے' جہاں آج بھی لوگ طلب حاجات کی قبولیت کے لیے حاضری دیتے ہیں۔

علّامہ عبدالحی نے نزھتہ الخواطر میں توختہ کے نام کے ساتھ شریف اور پاکدامن لکھ کر ان کی توصیف کی۔ وہ لکھتے ہیں کہ احمد بن علی ترمذی اپنی والدہ کی وفات کے بعد ترمذ سے لاہور تشریف لائے۔ وہ ہند میں ترمذی سادات کے جد ہیں اور ان کی نسل میں ان گنت علماء گزرے ہیں۔ [۲]

معروف دیوبندی عالم مولانا سیّد حسین احمد مدنی اپنی خود نوشت سوانح "نقش حیات" میں شاہ ولایت احمد لاہرپوری کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ شاہ احمد توختہ کو تمثال رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہنے کی وجہ یہ ہے کہ "آپ کے ہم عصر کسی بزرگ نے واقعہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ [وآلہ] وسلم سے عرض کیا کہ اس زمانہ میں حضور کی اولاد میں کوئی حضور کی شبیہ موجود ہے تو حضور صلی اللہ علیہ [وآلہ] وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سیّد احمد توختہ کی زیارت کرو، وہ میرا شبیہ ہے۔ اس کو دیکھا تو گویا مجھ کو دیکھا۔" [۳]

برّصغیر میں اولیاء کے بارے میں لکھی جانے والی کتابوں میں سے کچھ میں ایسی معلومات بھی درج ہیں جو شجرہ نسب ترمذی سادات اور سیّد ظفریاب حسین حسینی ترمذی کی کتاب تاریخ انوار السادات میں بیان کیے گئے توختہ کے حالات کے مطابق صحیح نہیں ہیں۔ تاریخ انوار السادات کے مؤلف نے توختہ کے حالات قلمی

---

۱ تاریخ انوار السادات المعروف گلستان فاطمہ علیہ السّلام ــــ سیّد ظفر حسین حسینی الترمذی ــــ ص ۳۰۶۔۳۱۰ ــــ القائم آرٹ پریس ــــ لاہور

۲ نزھتہ الخواطر ــــ ص ۹۳

۳ نقش حیات ــــ حضرت مولانا سیّد حسین احمد صاحب مدنی ــــ ص ۲۲ ــــ ج ۱ ــــ دار الاشاعت ــــ کراچی

نسخہ شرح اصلاب سے لیے ہیں جسے سیّد مصطفےٰ بن سیّد احمد نے پرانے شجرہ انساب کی مدد سے ۹۶۳ھ میں تالیف کیا۔

مفتی غلام سرور لاہوری نے اپنی کتابوں خزینۃ الاصفیاء اور حدیقۃ الاولیاء میں کتاب اذکار قلندری کے حوالہ سے توختہ کا جو شجرہ لکھا ہے اس کے مطابق توختہ کا تعلق علی اصغر بن امام زین العابدین علیہ السّلام کی اولاد سے ہے۔[1] جب کہ شجرہ نسب ترمذی سادات، تاریخ انوار السادات، نزہۃ الخواطر اور دیگر کتب کے مطابق حقیقت یہ ہے کہ توختہ حسین اصغر بن امام زین العابدین علیہ السّلام کی اولاد سے ہیں۔[2]

مفتی صاحب کی مذکورہ کتابوں کے مطابق ترمذ سے ہندوستان آتے وقت توختہ کے ساتھ ان کی دو بیٹیاں بی بی حاج اور بی بی تاج بھی تھیں۔ توختہ کیچ مکران پہنچے تو بی بی حاج کی شادی شاہزادہ بہاؤالدین محمد بن سلطان قطب الدین محمد شاہ والی کیچ مکران سے کر دی۔ دوسری بیٹی بی بی تاج کی شادی لاہور میں اپنے بھتیجے شاہ زید سے کی جو سیانہ برہمناں میں شہید ہوئے[3]۔ لیکن تاریخ انوار السادات کے مطابق توختہ جب لاہور آئے تو ان کی اولاد ترمذ میں ہی رہی اور شاہ زید نامی کوئی ان کا بھتیجا نہیں تھا[4]۔ شجرہ نسب ترمذی سادات کے مطابق شاہ زید کا تعلق توختہ کی پانچویں نسل سے تھا اور وہ ۱۰۴۰ھ میں سیانہ برہمناں تشریف لائے، اسے فتح کیا اور شہادت پائی[5]۔

---

۱ خزینۃ الاصفیاء ـــ مفتی غلام سرور لاہوری ـــ المتوفی ۱۸۹۰ء ـــ مترجم: پیر زادہ اقبال احمد فاروقی ـــ ص ۱۹۸ ـــ مکتبہ نبویہ ـــ لاہور ـــ سال طباعت فارسی ۱۸۷۳ء ـــ سال طباعت اُردو ۱۹۸۳ء

حدیقۃ الاولیاء ـــ مفتی غلام سرور لاہوری ـــ ص ۱۸۷ ـــ اسلامک بک فاؤنڈیشن ـــ لاہور

۲ شجرہ نسب ترمذی سادات

تاریخ انوار السادات ـــ ص ۳۰۲۔۳۰۳۔۳۰۶

نزہتہ الخواطر ـــ ص ۹۳

۳ خزینۃ الاصفیاء ـــ ص ۱۹۸

حدیقۃ الاولیاء ـــ ص ۱۸۷

۴ تاریخ انوار السادات ـــ ص ۳۱۹

۵ شجرہ نسب ترمذی سادات

مفتی صاحب لکھتے ہیں کہ توختہ ترکی کا لفظ ہے جس کے معنی کھڑے ہونے یا حاضر باش کے ہیں۔ توختہ کو ان کے پیر روشن ضمیر نے حجرے سے پکارا تو وہ آئے اور حجرے کے دروازہ پر پیر کی اجازت کے انتظار میں ساری رات کھڑے رہے۔ پیر نے صبح اُٹھ کر دروازہ کھولا تو اُنہیں شاہ احمد توختہ کہہ کر پکارا[١]۔ ظفریاب حسین حسینی ترمذی نے اس قصّہ کو من گھڑت قرار دیتے ہوئے یکسر مسترد کر دیا۔ وہ کہتے ہیں کہ توختہ فارسی کا لفظ ہے اور اس کے لیے بولا جاتا ہے جس نے کبھی کِسی واجب اور سنت عمل کو ترک نہ کیا ہو۔ شاہ احمد نے کبھی کِسی واجب اور سنت عمل کو نہیں چھوڑا اس لیے انہیں توختہ کہا جاتا ہے[٢]۔

مفتی صاحب کی کتابوں میں توختہ کی تاریخ وفات ٦٠٢ھ لکھی ہے[٣]۔ جب کہ تاریخ انوار السادات کے مطابق توختہ کا تعلق تیسری [اور چوتھی] صدی ہجری سے تھا نہ کہ چھٹی صدی ہجری سے[٤]۔

پیر غلام دستگیر نامی نے اپنی کتاب بزرگان لاہور میں بیبیاں پاکدامناں کو توختہ کی بیٹیاں قرار دیا ہے[٥]۔ یہاں تک کہ اندرون موچی دروازہ لاہور میں توختہ کی قبر پر نصب تختی پہ بھی اُنہیں بیبیاں پاکدامناں کا والد لکھا ہے۔ تاریخ انوار السادات کے مؤلف نے اس دعوے کو غلط قرار دیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ یہ بیبیاں پاکدامن اور لاہور میں ان کا مزار قدیم اور متبرک مشہور ہیں۔ بیبیاں پاکدامناں کے مزار کے مجاور اور بہت سے زائرین یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ یہ بیبیاں حضرت علی علیہ السّلام یا حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کی بیٹیاں ہیں جو واقعہ کربلا کے بعد بنی امیّہ کے مظالم سے بچنے کے لیے ہندوستان آئیں[٦]۔ لیکن اس حوالہ سے بھی کوئی تاریخی سند موجود نہیں ہے۔

---

١ خزینۃ الاصفیاء — ص١٩٨۔١٩٩

٢ تاریخ انوار السادات — ص٣١٧۔٣١٨

٣ خزینۃ الاصفیاء — ص١٩٩

حدیقۃ الاولیاء — ص١٨٨

٤ تاریخ انوار السادات — ص٣١٩

٥ بزرگان لاہور — پیر غلام دستگیر نامی — ص٢٢٤ — نُور بکڈپو لاہور — ١٩٨١

٦ تاریخ انوار السادات — ص٣١١، ٣٢٠

شاہ زید المعروف سالار لشکر

شاہ زید بن احمد زاہد بن حمزہ علی بن ابو بکر علی بن عمر علی بن محمد*بن شاہ احمد توختہ بن علی بن حسن** بن محمد مدنی بن حسن***بن موسیٰ حمصہ بن علی بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ اپنے والد بزرگوار احمد زاہد، بھائیوں شاہ حسین بزرگ و شاہ حامد بزرگ، اہل خاندان اور قبیلہ کے ہمراہ ۴۰۱ھ میں ترمذ سے ہندوستان آئے۔ شجرہ نسب ترمذی سادات کے مطابق ترمذ سے ہجرت کر کے ہندوستان آنے کا سبب شاہ زید کی شاہ محمود سے ناراضگی تھی[1]۔ یہی بات نسل در نسل موجودہ زمانہ میں ان کی اولاد تک پہنچی۔ لیکن تاریخ انوار السادات کے مؤلف شرح اصلاب کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ شاہ زید کے والد احمد زاہد، جو سبکتگین کے داماد اور محمود غزنوی کے بہنوئی تھے، اپنی اولاد اور قبیلہ کے ہمراہ محمود غزنوی کی مرضی کے مطابق ہندوستان آئے۔ احمد زاہد محمود غزنوی کی فوج میں سپہ سالار تھے اور اس حیثیت میں اُنہوں نے بہت سی جنگوں میں شرکت کی اور بہادری کے جوہر دکھائے[2]۔

ترمذ سے ہندوستان آنے والا سادات کا قافلہ جب ضلع کرنال کے گاؤں سیانہ برہمناں پہنچا تو وہاں کے قدیم رہائشی ہندو جاٹوں کے ساتھ ان کی ایک خونریز جنگ ہوئی جس کے نتیجہ میں شاہ زید سپہ سالار اور ان کے ساتھیوں نے اس گاؤں کو فتح کیا[3]۔ ترمذی سادات کے وہاں آباد ہونے کے بعد اس گاؤں کا نام سیانہ برہمناں کی بجائے سیانہ سیداں ہو گیا اور آج بھی اس کا یہی نام ہے۔

---

* شجرہ نسب ترمذی سادات کے مطابق محمد توختہ کے بھائی ہیں لیکن تاریخ انوار السادات اور دیگر کتب کے مطابق وہ توختہ کے فرزند ہیں۔

** شجرہ نسب ترمذی سادات میں یہ نام حسین ہے جب کہ قدیم وجدید کتب نسب میں حسن ہے۔

*** شجرہ نسب ترمذی سادات میں حسن کا نام نہیں ہے جب کہ قدیم وجدید کتب نسب میں ہے۔

۱ شجرہ نسب ترمذی سادات

۲ تاریخ انوار السادات

۳ شجرہ نسب ترمذی سادات

شجرہ نسب ترمذی سادات کے مطابق شاہ زید جنگِ سیانہ میں شہید ہوئے[۱]۔ لیکن تاریخ انوار السادات کے مطابق وہ بعد ازاں سرہند کے قریب بالوپور کے مقام پر ہندو راجاؤں کے ساتھ ایک معرکہ میں شہید ہوئے[۲]۔ خزینۃ الاصفیاء میں ہے کہ کفّار کے ساتھ جنگ میں شاہ زید "تین میل تک سر کے بغیر ہی تیغ زنی کرتے رہے۔"[۳] شاہ زید کا مزار سیانہ سیداں میں ایک ایکڑ احاطہ میں بنا۔ حکومت نے بھی زمینیں ان کے مزار کے نام لگوائیں[۴]۔

شاہ زید کے بیٹے شاہ سلیمان بھی اپنے والد اور دادا کی طرح مقبول ہوئے۔ ان کی قیادت میں مسلمانوں نے ہندو راجاؤں کے ساتھ جنگیں کیں۔ دشمنوں کے ساتھ ایک معرکہ میں وہ شہید ہوئے۔ ان کی بہادری کی وجہ سے انہیں کفّار شکن کا خطاب ملا۔ ان کا مزار بھی سیانہ سیداں میں ہے[۵]۔

شجرہ نسب ترمذی سادات کے مطابق شاہ زید اور ان کے بھائیوں شاہ حسین بزرگ اور شاہ حامد بزرگ کی اولاد سیانہ سیداں سے ہندوستان کے بہت سے علاقوں میں پھیلی جن میں سراء میر و جونپور، کیتھل، گوہلہ، بھور، ساڈہورہ، گڑی کوٹاہہ، پونڈری، سید کھیڑی، گجرات، ٹھسکہ، پورب، سرہند، گنور ضلع رہتک، گور کھنڈی، بجواڑ، چلکانہ، بوڑہہ، غازی پور، سہارنپور، انبالہ اور دکن وغیرہ شامل ہیں[۶]۔

شاہ زید کی اولاد ۱۹۴۷ء کی تقسیمِ ہند تک سیانہ سیداں میں بھی رہی۔ گاؤں کے لوگ اور شاہ زید کی اولاد کے افراد باقاعدگی سے شاہ زید کے مزار پر حاضری دیتے، چراغ روشن کرتے اور نیاز تقسیم کرتے تھے۔ محرم کے ایام میں تعزیہ کا جلوس شاہ زید کے مزار پر اختتام پذیر ہوتا تھا۔ گاؤں کی سرداری تقریباً ایک ہزار سال تک شاہ زید کی اولاد کے پاس رہی۔

انہی میں سے ہیں سجاد حسین بن شبیر حسین بن بہار بخش بن محمد بخش بن روشن علی بن احسان علی بن

---

۱ شجرہ نسب ترمذی سادات

۲ تاریخ انوار السادات ـــ ص ۳۲۵

۳ خزینۃ الاصفیاء ـــ ص ۱۹۸

۴ تاریخ انوار السادات ـــ ص ۳۲۵ ـ ۳۲۶

۵ تاریخ انوار السادات ـــ ص ۳۲۶

۶ شجرہ نسب ترمذی سادات

خیرات علی بن سیّد کوڑا ابن سیّد احمد بن محمد علی بن شمس الدین بن سیّد احمد بن شاہ ولی* بن نُور الدین حسین [یا سیّد نگاہی بن وجہ الدین بن ابو سعید] بن اللہ رکھا بن غلام احمد بن ابراہیم بن یعقوب بن سیّد شاہین بن سیّد طاہر شہید بن شاہ نظام الدین بن سیّد ابنِ رسول بن سیّد محمد بن سیّد میر بڈا ابن شاہ نظام الدین بن سیّد عزالدین بن سیّد تاج الدین بن عزالدین بن سیّد عثمان بن شاہ سلیمان بن شاہ زید[۱] کہ جو میر سجاد حسین کے نام سے مشہور ہیں۔ وہ سیانہ سیداں کے سفید پوش اور بڑے زمیندار تھے۔ وہ آدھے گاؤں کے مالک تھے اور شریف النفس انسان تھے۔ سیانہ سیداں اور اس کے گردونواح کے لوگ اپنے جھگڑوں کے فیصلے کے لیے ان کی طرف رجوع کرتے تھے۔ سرکاری اہلکار اور قریبی علاقوں کے زمیندار ان کی بات مانتے تھے۔ ان کے دیوان خانہ میں علاقہ کے لوگوں کے مسائل پر گفتگو ہوتی اور فیصلے کیے جاتے تھے۔ گاؤں کے لوگوں کے لیے ان کی حیثیت ایک سائبان کی تھی۔ میر سجاد حسین کو یہ حیثیت اپنے آباء سے وراثت میں ملی تھی۔

سیانہ سیداں میں عزاداری کی سرپرستی بھی میر سجاد حسین کرتے تھے جس میں گاؤں کے سب شیعہ اور سنّی شریک ہوتے تھے۔ عورتوں کی مجالس ان کے گھر پر منعقد ہوتی تھیں۔ ۱۹۴۷ء کی تقسیم ہند کے بعد میر سجاد حسین اپنے خاندان اور گاؤں کے دوسرے مسلمانوں کے ہمراہ پاکستان آگئے اور ضلع جھنگ کے گاؤں واڑہ میں آباد ہو گئے۔ وہ رئیسِ واڑہ مشہور ہیں۔ وہ ۸ مارچ ۱۹۶۱ء (۱۹ رمضان ۱۳۸۰ھ) کو فوت ہوئے اور واڑہ میں دفن ہیں[۲]۔

مولانا حسین احمد مدنی، جنہیں ان کے معتقد شیخ الاسلام کہتے ہیں، نے اپنی خود نوشت سوانح

---

* شاہ ولی اور ان کے بھائی سیّد حسین اہل علم، شجرہ نسب ترمذی سادات کے مطابق، پتہ نہیں نورالدین حسین کے فرزند ہیں یا سیّد نگاہی کے۔

۱ شجرہ نسب ترمذی سادات

۲ شاہ زید، ان کے مزار اور ان کی اولاد کے بارے میں کچھ معلومات سید کھیڑی اور سیانہ سیداں کے مندرجہ ذیل سابق رہائشیوں نے مؤلف کے ساتھ گفتگو میں دیں یا ان کی تصدیق کی: سیّد زین العابدین بن محمد یٰسین، سیّد جرار حسین بن سجاد حسین، سیّدہ اصغری خاتون بنت سجاد حسین، ڈاکٹر سیّد علی بن اعجاز علی، سیّد سالم حسین بن رشید علی، سیّد تصوّر حسین بن خورشید علی، سیّد منوّر علی بن ظہور علی اور جان محمد بن فتح محمد

"نقش حیات" میں شاہ ولایت احمد لاہر پوری کے حوالے سے لکھا ہے کہ وہ (یعنی مولانا حسین احمد مدنی) شاہ احمد توختہ کی اولاد سے ہیں۔ لاہر پوری کے مطابق شاہ زید بن احمد زاہد مورث سادات ٹانڈہ ہیں۔ وہ کہتے ہیں افسوس کہ شاہ زید بن احمد زاہد کے نیچے کا سلسلہ معلوم نہ ہو سکا۔ ٹانڈہ میں مولانا حسین احمد مدنی کے جد شاہ نُور الحق آباد ہوئے۔ مولانا حسین احمد مدنی ٹانڈہ میں اپنے جد کے بارے میں لکھتے ہیں: "آج ہمارے خاندان میں کوئی ایسا کاغذ یا تحریر موجود نہیں ہے جس سے ظاہر ہو کہ موصوف کہاں سے آئے تھے اور سلسلہ نسب فوقانی کیا ہے اور کس زمانے میں آئے تھے۔" مولانا حسین احمد مدنی کے مطابق ٹانڈہ میں ان کے جد شاہ نُور الحق تک ان کا سلسلہ نسب یہ ہے: حسین احمد بن سیّد حبیب اللہ بن سیّد پیر علی بن سیّد جہانگیر بخش بن شاہ نُور اشرف بن شاہ مدن بن شاہ محمد ماہ شاہی بن شاہ اخیر اللہ بن شاہ صفت اللہ بن شاہ محب اللہ بن شاہ محمود بن شاہ لدھن بن شاہ قلندر بن شاہ منوّر بن شاہ راجو بن شاہ عبد الواحد بن شاہ محمد زاہدی بن شاہ نُور الحق رحمہم اللہ تعالیٰ[۱]۔

میراں شاہ حامد المعروف حسینی نوبہار

میراں شاہ حامد بن شہاب الدین بن شاہ زید بن احمد زاہد بن حمزہ علی بن ابو بکر علی بن عمر علی بن محمد*بن شاہ احمد توختہ بن علی بن حسن** بن محمد مدنی بن حسن***بن موسیٰ حمصہ بن علی بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ حسینی نوبہار کے لقب سے مشہور ہیں۔ گوہلہ کے سادات اپنا نسب نوبہار کی طرف پلٹاتے ہیں بالواسطہ سیّد محمد جنہیں کہتے ہیں کہ نوبہار نے پالا[۲] اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ ان کے بھائی کے فرزند تھے۔

نوبہار کی والدہ کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ اس وقت کے بادشاہ کی بیٹی تھیں۔ نوبہار کے دادا شاہ

---

۱ نقش حیات — ص ۱۶، ۲۱۔ ۲۲

★ شجرہ نسب ترمذی سادات کے مطابق محمد توختہ کے بھائی ہیں لیکن تاریخ انوار السادات اور دیگر کتب کے مطابق وہ توختہ کے فرزند ہیں۔

★★ شجرہ نسب ترمذی سادات میں یہ نام حسین ہے جب کہ قدیم وجدید کتب نسب میں حسن ہے۔

★★★ شجرہ نسب ترمذی سادات میں حسن کا نام نہیں ہے جب کہ قدیم وجدید کتب نسب میں ہے۔

۲ شجرہ نسب ترمذی سادات

زید کی شہادت کے بعد دشمنوں کی سازشوں کے نتیجہ میں بادشاہ نے شاہ زید کے بیٹوں کو گرفتار کرکے قید میں ڈال دیا۔ ایک رات بادشاہ نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی اولاد کو قید کرنے پر بادشاہ کی سرزنش کی جس کے بعد بادشاہ نے شاہ زید کے بیٹوں کو رہا کر دیا اور شہاب الدین بن شاہ زید سے اپنی ایک بیٹی کی شادی کر دی۔ شہاب الدین کو بادشاہ نے ۱۲ گاؤں دیئے جن میں گوہلہ بھی شامل تھا۔ نوبہار گوہلہ میں فوت ہوئے اور وہیں ان کا مزار تعمیر ہوا۔ یہ مزار آج بھی اس گاؤں کی شہرت کا باعث ہے۔ نوبہار کی والدہ کی قبر بھی ان کے مزار کے احاطہ میں ہے جسے مائی جی کی ڈھیری کہتے ہیں۔

نوبہار کی وفات کے بعد سے ۱۹۴۷ء کی تقسیمِ ہند تک سیّد محمد کی اولاد گوہلہ میں رہی اور ان تقریباً نو صدیوں کے دوران نوبہار کے مزار پر ہر سال میلہ لگتا تھا جس میں دُور و نزدیک سے ہزاروں لوگ شرکت کرتے تھے اور نوبہار سے اپنی عقیدت کا اظہار کرتے تھے۔ نوبہار کے مزار پر جو نوبت بجتی تھی اس کی آواز بیس کوس تک سنائی دیتی تھی۔

نوبہار کے روحانی مقام و عظمت اور لوگوں کی ان کے بارے میں بے انتہا عقیدت کا اندازہ ۱۹۱۸ء کے پنجاب ڈسٹرکٹ گزٹیئر کی اس تحریر سے بھی ہوتا ہے جس کے مطابق نوبہار کے مزار پر "ہر سال ماہ جون میں لگنے والے میلہ میں ذہنی مرض میں مبتلا عورتوں کو مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ (مزار کی ایک) دیوار کے سوراخ میں اپنا سر ڈالیں تاکہ اپنے مرض سے شفاء حاصل کر سکیں۔ عام آدمی جو اس خوش قسمت دن منّتیں مانتے ہیں ان کے پورا ہونے کا بھی یقین ہوتا ہے۔ اس مزار کی دیکھ بھال موروثی طور پر گوہلہ کے سیّد ذیلدار خاندان کے پاس ہے جو آدھے گاؤں کا مالک ہے"[1]۔

پاکستان بننے سے پہلے نوبہار کے مزار کی دیکھ بھال کی ذِمّہ داری ذیلدار سیّد کاظم حسین بن محمد امیر بن محمد بخش نبھاتے تھے اور یہ ذمّہ داری انہیں اپنے آباء سے وراثت میں ملی تھی۔ ذیلدار کاظم حسین گوہلہ کے بڑے زمیندار تھے۔ وہ علاقہ کی معروف، بااثر اور کامیاب سیاسی شخصیت تھے۔ ان میں وائسرائے کے سامنے

---

1 Punjab District Gazetteers — Vol VI-A — Karnal District — ۱۹۱۸

اس کی غلطی کی نشاندہی کرنے کی جرأت تھی۔ گوہلہ میں تعینات پولیس اہلکار ان کے زیر اثر کام کرتے تھے۔ وہ علاقہ کے مقبول اور نڈر راہنما تھے اور ڈسٹرکٹ بورڈ کے الیکشن میں غیر مسلم ووٹروں کی اکثریت کے باوجود اپنے ہندو حریف کو ہمیشہ شکست دیتے تھے۔ ان کی کوششوں کے نتیجہ میں گوہلہ میں لڑکیوں کے لیے گورنمنٹ پرائمری سکول قائم ہوا جس میں سیّدہ انوری بیگم زوجہ سیّد اختر حسین پہلی استانی تعینات ہوئیں۔ کاظم حسین ٹی بی کے مہلک مرض میں مبتلا ہونے کے باعث شملہ میں ۱۹۴۲ء میں فوت ہوئے اور گوہلہ میں دفن ہیں۔ شملہ سے گوہلہ تک مختلف علاقوں سے ہزاروں افراد نے ان کے جنازہ کے جلوس میں شرکت کی اور گریہ کیا۔ اس دن ضلع کرنال میں سرکاری ادارے بند کر کے حکومت نے بھی ان کی موت پر غم منایا۔

اگرچہ شجرہ نسب ترمذی سادات میں سیّد محمد کی چند نسلوں کا ہی ذکر ہے لیکن کتاب مقامات زواریہ کے مطابق سیّد محمد کی اولاد سے ہیں زوار حسین بن احمد حسین بن اکبر علی بن نوازش علی بن بشارت علی بن روشن علی بن شریف حسین بن کمال الدین بن سیّد حمزہ بن سیّد بدوح بن سیّد عظیم بن سیّد بڈھا بن سیّد جلال بن سیّد کمال بن سیّد ممیز بن عبدالسلام بن تاج الدین بن کمال الدین★ بن سیّد محمد بن میراں شاہ حامد عرف حسینی نو بہار کہ جو نقشبندی مجددی کے لقب سے مشہور ہیں۔ وہ ۱۸ دسمبر ۱۹۱۱ء (۲۵ ذی الحجہ ۱۳۲۹ھ) کو گوہلہ میں پیدا ہوئے اور ۵ اگست ۱۹۸۰ء (۲۲ رمضان ۱۴۰۰ھ) کو کراچی میں فوت ہوئے اور وہیں دفن ہیں۔ وہ گوہلہ کے ایک شیعہ معزز گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ان کی تربیت ٹھسکہ میراں جی میں ان کے سنّی رشتہ داروں نے کی اور اُنھوں نے سنّی مسلک اختیار کیا۔ اُنھوں نے میٹرک کے علاوہ منشی فاضل اور مولوی فاضل کے امتحانات بھی پاس کیے۔ اسی اثناء میں ان میں تصوّف کا شوق پیدا ہوا اور وہ اپنے پیر و مرشد خواجہ محمد سعید قریشی ہاشمی کی وساطت سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سے مربوط ہو گئے۔ پھر تادم مرگ اس سلسلہ کی تبلیغ و ترویج کے لیے کام کیا۔

مولانا سیّد زوار حسین نقشبندی مجددی نے کئی کتابیں تالیف کیں جن میں عمدۃ السلوک، عمدۃ الفقہ، طریقہ حج اور دعائیں، گلدستہ مناجات، حیات سعیدیہ، مقامات فضلیہ، حضرت مجدد الف ثانی اور انوار معصومیہ

★ کتاب مقامات زواریہ میں کمال الدین کا نام نہیں ہے جب کہ شجرہ نسب ترمذی سادات میں ہے۔

شامل ہیں۔ کچھ کتابوں کا اُنہوں نے ترجمہ بھی کیا[1]۔ ان کے حالات اور اوصاف کی تفصیل کتاب مقامات زواریہ میں ہے۔ لیکن اس کتاب کے مرتب محمد اعلیٰ قریشی نے گوہلہ کے مسلمانوں کے عقائد کے بارے میں کچھ غیر مصدقہ اور بے بنیاد باتیں بھی لکھی ہیں۔ مثلاً قریشی کے مطابق گوہلہ کے مسلمان شروع سے سنّی تھے لیکن زوار حسین کے دادا اکبر علی کے زمانہ میں ایک پٹواری نے وہاں شیعت پھیلائی۔ زوار حسین کے دادا، قریشی کے دعویٰ کے مطابق، گاؤں کے بڑے زمیندار تھے۔ وہ شیعہ ہوئے تو ان کے زیرِ اثر گوہلہ کے اکثر مسلمانوں نے شیعہ مسلک اختیار کر لیا۔

تاہم مولانا زوار حسین کے ہم عصر بزرگ جن میں ان کے ماموں کے بیٹے سالم حسین بن رشید علی بھی شامل ہیں پٹواری والی کہانی کی تصدیق نہیں کرتے۔ وہ کہتے ہیں کہ گوہلہ کے مسلمان پہلے ہی سے شیعہ تھے۔ مزید برآں مولانا زوار حسین کے دادا گوہلہ کے بڑے زمیندار نہیں تھے۔ ان دِنوں وہاں کے بڑے زمیندار سیّد محمد امیر بن محمد بخش تھے جو آدھے گاؤں کے مالک تھے اور ذیلدار بھی تھے۔ گوہلہ اور اس کے نواحی علاقوں میں اثر و رسوخ بھی ان کا تھا۔ انہی کے آباء نے دوسرے علاقوں کے سادات اور مسلمانوں کو گوہلہ میں بسایا تھا اور جیسا کہ پہلے ذکر ہوا کہ ۱۹۱۸ء کے گزٹیئر کے مطابق نوبہار کے مزار کی دیکھ بھال بھی موروثی طور پر ان کے ذِمّہ تھی۔ وہ ۱۹۲۳ء کے لگ بھگ فوت ہوئے اور گوہلہ میں دفن ہیں۔

۱۹۴۷ء کی تقسیمِ ہند کے بعد ذیلدار سیّد محمد امیر کے بیٹے سیّد مسلم حسین نے تقیہ کے تحت ہندو مذہب اختیار کرنے کا اعلان کر کے ان سکھ بلوائیوں کے شر کو دفع کیا جنھوں نے مسلمانوں کا قتلِ عام کرنے کے لیے گوہلہ کا محاصرہ کر لیا تھا۔ بعد ازاں ان کے بھائی سیّد اختر حسین بن ذیلدار محمد امیر نے گاؤں کے نزدیک دریائے گھگر کے کنارے پڑاؤ ڈالنے والے مسلمانوں کے ایک بڑے قافلہ کی مدد سے پاکستان ہجرت کرنے کے لیے گوہلہ کے مسلمانوں کو گاؤں سے بحفاظت نکالا۔ مسلم حسین اور اختر حسین پاکستان میں پہلے ضلع جھنگ کے گاؤں واڑہ اور پھر کبیر والا، ضلع ملتان، میں آباد ہوئے۔ اختر حسین ۱۱ مئی ۱۹۸۸ء (۲۳ رمضان ۱۴۰۸ھ) اور

---

۱ مقاماتِ زواریہ — محمد اعلیٰ قریشی — ص ۱۶، ۲۰، ۲۸، ۳۱، ۷۷، ۳۱۱ — ادارہ مجددیہ — کراچی — ۱۹۸۲ء

مسلم حسین ۲۰ اپریل ۲۰۰۲ء (۶ صفر ۱۴۲۳ھ) کو فوت ہوئے۔ دونوں بھائی کبیر والا میں دفن ہیں[1]۔

سیّد علی المعروف شاہ ہمدان

سیّد علی بن سیّد شہاب الدین بن محمد بن علی بن یوسف بن محمد بن محمد بن جعفر بن عبداللہ بن محمد بن علی بن حسن بن حسین بن جعفر الحجۃ بن عبیداللہ الاعرج بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ ۱۲ رجب ۷۱۴ھ (۲۲ اکتوبر ۱۳۱۴ء) کو ایران کے شہر ہمدان میں پیدا ہوئے۔ ان کی والدہ کا نام سیّدہ فاطمہ تھا۔ وہ امیر کبیر، علی ثانی اور شاہ ہمدان کے القاب سے مشہور ہیں۔

سیّد علی ہمدانی نے ۷۳۳ھ سے ۷۵۳ھ کے دوران مختلف ممالک اور شہروں کے سفر کیے جن میں مزدقان، بلخ، بخارا، بدخشان، ختا، یزد، ختلان (کولاب)، بغداد، ماوراء النہر، شیراز، اردبیل، مشہد، کشمیر، شام، سراندیپ، ترکستان، لداخ (تبت)، ہندوستان اور تمام عرب ممالک شامل ہیں۔ ان سفروں کے دوران اُنہیں پہاڑوں، جنگلوں اور صحراؤں سے گزرنا پڑا اور کئی کئی دن بغیر کھانے پینے کے گزارنے پڑے جسے اُنہوں نے برداشت کیا اور کبھی کوئی شکایت نہ کی۔ ان کے سفروں کا مقصد روحانی منازل طے کرنا اور دین کی تبلیغ کر کے لوگوں کی راہنمائی کرنا تھا۔ وہ ۱۲ مرتبہ حج کرنے کے لیے گئے۔ ۷۵۶ھ میں وہ ہمدان کو خیرآباد کہہ کر ختلان (کولاب) آ گئے۔ وہاں اُنہوں نے جگہ خریدی، مدرسہ بنایا اور اپنے دفن ہونے کی جگہ کو بھی خود معین کیا[2]۔

سیّد علی ہمدانی ۷۷۴ھ سے ۷۸۶ھ کے دوران تین مرتبہ کشمیر آئے جہاں ان کا قیام مجموعی طور پر پانچ سال تک رہا۔ اس عرصہ میں اُنہوں نے ہندو اور بُدھ مذہبی راہنماؤں اور کاہنوں سے مناظرے کیے اور اکثر

---

۱ حسینی نو بہار، ان کے مزار اور گوہلہ کے سادات کے بارے میں کچھ معلومات سید کھیڑی، گوہلہ اور سیانہ سیداں کے مندرجہ ذیل سابق رہائشیوں نے مؤلف کے ساتھ گفتگو میں دیں یا ان کی تصدیق کی: سیّد زین العابدین بن محمد یٰسین، سیّدہ افضال فاطمہ المعروف جالو بنت مسلم حسین، سیّدہ حمیدہ بیگم المعروف مجید اُزوجہ سیّد افتخار حسین، سیّدہ تسکین زہرا بنت راحت حسین، سیّد وقار حسین المعروف چھمن بن اختر حسین، سیّد سخاوت رسول بن مسلم حسین، سیّد ابو ثمامہ بن انتظام علی، سیّد سالم حسین بن رشید علی اور محمد بشیر بن محمد صدیق

۲ احوال و آثار و اشعار میر سیّد علی ہمدانی ـــ ڈاکٹر محمد ریاض ـــ ص ۳، ۶۔ ۷ ـــ مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان ـــ اسلام آباد ـــ ۱۹۹۱ء

ان پر غالب آئے۔ ان کے کشمیر میں قیام کے دوران ۳۷،۰۰۰ لوگوں نے ان کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور اپنے عبادت خانوں کو مساجد میں تبدیل کر دیا۔ سیّد علی ہمدانی جموں و کشمیر کے نواحی علاقوں اور گلگت اور بلتستان بھی گئے اور وہاں اسلام کی تبلیغ کی۔ ان کے نام پر بہت سی خانقاہیں اور مساجد ان علاقوں میں تعمیر ہوئیں۔ شگر کی ایک مسجد میں ان کے ہاتھ سے لکھی ہوئی سورۂ مزمل کے نقوش اب بھی موجود ہیں۔ ان کا عصا اور دوسرے تبرکات بلتستان میں محفوظ ہیں۔ اُنہوں نے کئی مسلمان مبلغین کی تعلیم و تربیت کی اور دین کی ترویج کے لیے اُنہیں وادی کشمیر کے ہر علاقہ میں بھیجا۔

سیّد علی ہمدانی ماہ ذیقعد ۷۸۶ھ میں کشمیر سے حجاز کے لیے روانہ ہوئے۔ راستے میں پاخلی کے حاکم کی درخواست پر ۱۰ دن وہاں قیام کیا۔ یکم ذی الحجہ کو وہاں سے روانہ ہوئے تو کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد ان کی طبیعت خراب ہو گئی اور پانچ دن بعد ۶ ذی الحجہ کو اُنہوں نے وفات پائی۔ ان کی وصیت کے مطابق ان کے شاگرد ان کے جنازہ کو تاجکستان کے شہر ختلان (کولاب) لائے اور ان کی معین کردہ جگہ پر اُنہیں دفن کر دیا۔ ان کا مزار آج بھی زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ ان کی تصنیفات جن میں کتب اور رسائل شامل ہیں کی تعداد ۷۰ کے قریب ہے۔ ایک اور روایت کے مطابق ان کی کتب اور رسائل کی تعداد ۱۷۰ ہے[1]۔

سیّد علی ہمدانی کی اولاد سے ہیں میر سیّد کمال الدین حسین بن سیّد احمد بن ابو علی عمر بن میر سیّد محمد بن میر سیّد علی ہمدانی کہ جو مغل بادشاہ ہمایوں کے دَور میں کشمیر سے آکر ضلع علی گڑھ کے قصبہ جلالی میں آباد ہوئے اور وہاں قاضی کے عہدہ پر فائز رہے۔ وہ جلالی میں رسوم عزاداری کے بانی ہیں۔ مشہور شاعر قمر جلالوی انہی کی اولاد سے ہیں۔

انہی میں سے ہیں سیّد علاؤ الدین المعروف وڈا شہید بن سیّد کمال الدین بن سیف الدین بن شاہ محمد جعفر بن سیّد نُور الدین کمال بن سیّد احمد قتال بن میر سیّد حسن بن میر سیّد محمد بن میر سیّد علی ہمدانی کہ جو ہندوؤں اور سکھوں کے ساتھ تلہ گنگ میں ایک معرکہ میں شہید ہوئے۔ ان کا مزار تلہ گنگ کے نواح میں ہے۔ سیّد علاؤ الدین کے فرزند حافظ سیّد محمد جو اپنے والد کے ساتھ لڑائی میں شریک تھے اپنے والد کی شہادت کے بعد اپنے

---

۱ احوال و آثار و اشعار میر سیّد علی ہمدانی ـــ ص ۲۷۔ ۲۹، ۳۵، ۴۹۔ ۵۰، ۷۳، ۹۳

معتقدین کے ساتھ غالباً ۱۵۷۰ء میں تلہ گنگ سے ہجرت کر کے قصور آ گئے۔ ان کا مزار قصور میں ہے۔

انہی میں سے ہیں سیّد احمد ہمدانی المعروف سلطان شاہ بلاول بن سیّد اسماعیل بن سیّد شاہ زبیر بن سیّد شاہ نُور اللہ بن سیّد شاہ فتح اللہ بن سیّد شاہ حسین بن سیّد شاہ محمود بن سیّد جمال الدین حسین بن سیّد علی المعروف سیاہ پوش بن سیّد احمد کبیر الدین بن سیّد نُور الدین کمال بن سیّد شاہ احمد قتال بن میر سیّد حسن بن میر سیّد محمد بن میر سیّد علی ہمدانی کہ جو ۱۶۸۵ء میں شہزادہ اکبر بن اورنگ زیب کے ہمراہ ہمدان سے ہندوستان کی ریاست بیجاپور تشریف لائے۔ جب اورنگ زیب کی فوج نے بیجاپور پر حملہ کر کے وہاں قتل عام کیا تو سیّد احمد ہمدانی سندھ میں درگاہ لعل شہباز قلندر پر آ گئے اور فقر کی دنیا اپنالی۔ بعد ازاں وہ تلہ گنگ کے قریب دندہ میں آ کر بس گئے۔ وہ دندہ میں فوت ہوئے اور وہیں دفن ہیں۔ ان کے مزار پر ہر سال ان کا عرس منایا جاتا ہے[۱]۔ یہ گاؤں انہی کی وجہ سے دندہ شاہ بلاول مشہور ہے۔

شاہ عبد الوہاب المعروف قطب الاقطاب

شاہ عبد الوہاب بن شاہ عبد الحمید بن شاہ نظام الدین بن عز الدین بن تاج الدین بن عز الدین بن عثمان بن شاہ سلیمان بن شاہ زید بن احمد زاہد بن حمزہ علی بن ابو بکر علی بن عمر علی بن محمد*بن شاہ احمد توختہ بن علی بن حسن**بن محمد مدنی بن حسن***بن موسیٰ حمصہ بن علی بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ معروف روحانی بزرگ تھے۔ وہ قطب الاقطاب کے لقب سے مشہور ہیں[۲]۔

شاہ عبد الوہاب کے دادا نظام الدین ساڈھورہ کے مالک تھے۔ وہ ضلع کرنال کے گاؤں سیانہ سید اس سے

---

۱ کتاب المشجر من اولاد حسین الاصغر — النسابہ المحقق سیّد الشریف قمر عباس الاعرجی الہمدانی — ص ۸۵، ۹۱-۹۲، ۱۰۰، ۱۰۲، ۱۰۶-۱۱۱ — ادارہ نقابہ سادات الشرف پاکستان — ۲۰۱۴ء

* شجرہ نسب ترمذی سادات کے مطابق محمد توختہ کے بھائی ہیں لیکن تاریخ انوار السادات اور دیگر کتب کے مطابق وہ توختہ کے فرزند ہیں۔

** شجرہ نسب ترمذی سادات میں یہ نام حسین ہے جب کہ قدیم وجدید کتب نسب میں حسن ہے۔

*** شجرہ نسب ترمذی سادات میں حسن کا نام نہیں ہے جب کہ قدیم وجدید کتب نسب میں ہے۔

۲ شجرہ نسب ترمذی سادات

ساڈھورہ آئے جہاں ان دِنوں طوسی پٹھان رہتے تھے جنہیں نظام الدین نے وہاں سے نکال دیا۔ اسی سال یعنی ۱۴۱۴ء میں سیّد خضر خان جب دہلی کے تخت پر قابض ہوا تو اس نے ساٹھ ہزار کی جاگیر نظام الدین کو دی۔ ساڈھورہ اس جاگیر میں شامل تھا[1]۔ نظام الدین کی قبر ساڈھورہ کے کوچہ نگہبان میں ہے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں ان کی قبر عید گاہ میں ہے[2]۔

شاہ عبد الوہاب کے والد شاہ عبد الحمید گنج علم کے لقب سے مشہور ہیں۔ وہ مفتی اعظم شرع متعین تھے[3]۔ ان کا مزار گاؤں سے باہر عید گاہ میں ہے۔ شاہ عبد الوہاب کا مزار گاؤں کے اندر ترمذی سادات کے محلہ سوانیان سے متصل تعمیر ہوا اور زیارت گاہ خاص و عام بن گیا۔ مغل بادشاہ اورنگ زیب نے ۱۰۸۰ھ میں ان کے مزار کے احاطہ میں ایک مسجد تعمیر کروائی[4] جس پر اپنی طرف سے یہ تحریر کندہ کروائی: "میں یہ مسجد اپنے پیر طریقت قطب الاقطاب زماں شاہ عبد الوہاب بن شاہ عبد الحمید، جو اولاد فاطمہ سلام اللہ علیہا سے ہیں، کے دربار میں بطور نذرانہ عقیدت تعمیر کر رہا ہوں۔" اس مسجد پر دیگر اشعار کے ساتھ یہ شعر بھی کندہ ہے:

جلوہ گر گشتہ بصحن روضہ عالی جناب
قطب الاقطاب زماں کز خاندان مصطفیٰ است[5]

گنڈا سنگھ لکھتے ہیں کہ [سولہویں اور سترہویں صدی عیسوی میں] عام طور پر یہ مانا جاتا تھا کہ اگر کسی ہندو کا جنازہ قطب الاقطاب شاہ عبد الوہاب کے مزار کے پاس سے گزرے تو آگ اس میّت کو نہیں جلاتی۔ محلہ سوانیان سے نکلنے کے لیے مزار سے ملحقہ راستہ کے علاوہ اور کوئی راستہ نہ تھا۔ اس محلہ کے ہندو مکین مزار کے

---

۱ Life of Banda Singh Bahadur — Ganda Singh — Page ۴۸ — The Sikh History Research Department, Khalsa College — Amritsir — ۱۹۳۵

۲ شجرہ نسب ترمذی سادات

۳ تاریخ انوار السادات — ص ۳۱۷

۴ Pir Budhu Shah — The Saint of Sadhaura — Gurcharan Singh, V.S. Suri — Page ۴۲ — Guru Gobind Singh Foundation — Chandigarh — ۱۹۷۱

۵ تاریخ انوار السادات — ص ۳۱۷

بارے میں اس مشہور نظریہ کے باعث وہاں سے نقل مکانی کر گئے تھے۔

بندہ سنگھ نے ۱۷۰۹ء میں جب ساڈھورہ پر دھاوا بولا تو حملہ آوروں نے قطب الاقطاب شاہ عبد الوہاب کے مزار کو آگ لگادی جس کے بعد ساڈھورہ کی گلیوں میں خونریز جنگ ہوئی۔ گنڈا سنگھ لکھتے ہیں کہ شمشیر خالصہ اور پر تیچن پنتھ پرکاش نے قبروں کی بے حرمتی اور مردوں کے جلائے جانے کے بارے میں جو مبالغہ آمیز بیانات دیئے ہیں ان کے ثبوت ریکارڈ میں نہیں ملتے۔ ان کے مطابق مسلم تاریخ میں بھی ان واقعات کا ذکر نہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ حقیقت یہ ہے کہ گنجِ علم اور قطب الاقطاب کے مزارات آج تک (۱۹۳۵ء تک) اسی طرح موجود ہیں جس طرح کہ بندہ سنگھ کے حملہ کرنے سے پہلے تھے۔ صِرف شاہ عبد الوہاب کے مزار پر معمولی سا جلنے کا نشان ہے۔ گنڈا سنگھ کے مطابق یہ آگ ان ہندوؤں نے لگائی تھی جو مبینہ طور پر مسلمانوں سے تنگ تھے اور ساڈھورہ اور اس کے گرد و نواح سے حملہ آوروں کے ساتھ مل گئے تھے اور جن پر بندہ سنگھ تک کو قابو نہیں تھا[1]۔

۱۹۴۷ء کی تقسیمِ ہند تک شاہ عبد الوہاب کی اولاد ساڈھورہ میں رہی اور اس وقت تک نسل در نسل ان میں جب بھی کوئی بچّہ پیدا ہوتا تو زچہ اور بچّہ کو شاہ عبد الوہاب کے مزار پر لے کر جاتے تھے۔ ساڈھورہ کے سابق رہائشی سیّد محمد ضیاء الحق بن محمد مسلم بن محمد زین العابدین اور ان کی بہنوں سیّدہ نثار فاطمہ اور سیّدہ منورہ خاتون نے مؤلف کو بتایا: ”ہمارے والدین کے ہاں جب مسلسل تیسری بیٹی – ممتاز فاطمہ – پیدا ہوئی تو ہماری والدہ کنیز آمنہ شاہ عبد الوہاب کے مزار پہ نہ گئیں۔ جب ہماری دادی صغریٰ زوجہ محمد زین العابدین نے ان سے مزار پہ جا کر حاضری دینے کے لیے کہا تو ہماری والدہ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ دادا نے کونسا بوٹا لگایا ہے۔ یعنی دادا کے مزار پر دُعا کرنے کے باوجود بیٹا پیدا نہیں ہوا۔ اگلی صبح جب ہماری والدہ بیدار ہوئیں تو اندھی ہو چکی تھیں۔ کچھ دن کے بعد ہماری والدہ نے خواب میں شاہ عبد الوہاب کو دیکھا جو فرما رہے تھے: 'لڑکا یا لڑکی دینا تو اللہ کا کام ہے۔ ہمارا کام دُعا کرنا ہے کہ پیڑ لگ جائے تا کہ چھاؤں ہو جائے۔' اگلے روز ہماری والدہ اپنی تیسری نومولود بچّی کے ساتھ شاہ عبد الوہاب کے مزار پر حاضر ہوئیں، جس کے بعد ان کی بینائی لوٹ آئی۔“ شاہ عبد الوہاب کی اولاد کے

---

۱ Life of Banda Singh Bahadur — Pages ۴۷-۴۹

علاوہ ان کے معتقدین کی بڑی تعداد بھی باقاعدگی سے ان کے مزار پر حاضری دیتی تھی۔

شاہ عبدالوہاب کی اولاد میں بڑے زمیندار، ذیلدار اور وزیر بھی رہے۔ انہی میں سے ہیں میر محمد زین العابدین بن محمد ظہور الحق بن شاہ اصغر علی بن شاہ لطف حسین بن شاہ غلام ضامن بن شاہ اسلم علی بن شاہ تابع محمد بن شاہ نُور الدین بن شاہ زاہد بن ابراہیم بالہ راجہ بن علی اصغر بن شاہ عبدالحمید بن شاہ عبدالوہاب[1] کہ جو رئیسِ ساڈھورہ مشہور ہیں۔ وہ بہت بڑے زمیندار تھے اور اپنے امیر اور غریب رشتہ داروں سے یکساں حسن سلوک کرتے تھے۔ ان کی زمینیں ۲۵ سے زائد دیہاتوں میں تھیں۔ شہری زمینیں ان کے علاوہ تھیں۔

میر زین العابدین کے والد محمد ظہور الحق ریاست پٹیالہ میں خلیفہ خاندان کی حکومت میں وزیر رہے۔ اُنہوں نے ساڈھورہ میں فیض الاسلام کے نام سے ایک دینی ادارہ قائم کیا اور اپنی اولاد کو مسلمان بچّوں کے لیے ایک ہائی سکول قائم کرنے کی وصیت کی۔ ان کی وفات کے بعد ۱۹۱۳ء میں میر زین العابدین نے اپنے والد مرحوم کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے ادارہ فیض الاسلام کو مزید ترقی دے کر ہائی سکول رجسٹر کروالیا۔ اور اس کا نام ساڈھورہ مسلم ہائی سکول رکھا۔ ۱۹۱۳ء سے پہلے ساڈھورہ میں صرف ہندوؤں کا ہائی سکول تھا۔ ساڈھورہ مسلم ہائی سکول میں دینی اور دنیاوی دونوں طرح کی تعلیم دی جاتی تھی۔ میر زین العابدین ساڈھورہ مسلم ہائی سکول میں ہر طالبعلم کو چار آنے ماہوار وظیفہ دیتے تھے۔ اُنہوں نے سکول کے نام زمین بھی لگوائی۔ اُنہوں نے براڑہ میں مسلمانوں کے لیے ایک مسجد بنوائی اور مسافروں کے لیے ایک سرائے تعمیر کروائی۔

میر زین العابدین کے بھائی محمد ابراہیم گنور میں ذیلدار تھے۔ ابراہیم کی وفات کے بعد میر زین العابدین کے فرزند محمد زاہد وہاں ذیلدار بنے۔ ۱۹۴۷ء کی تقسیمِ ہند کے بعد میر زین العابدین اپنے خاندان اور دوسرے مسلمانوں کے ساتھ ساڈھورہ سے ہجرت کر کے پاکستان آ گئے اور جھنگ شہر میں آباد ہو گئے۔ یہاں بھی اُنہوں نے ساڈھورہ مسلم ہائی سکول قائم کیا۔ وہ ۱۴ اگست ۱۹۴۸ء (۷ شوال ۱۳۶۷ھ) کو فوت ہوئے اور جھنگ میں دفن ہیں[2]۔

---

۱ شجرہ نسب ترمذی سادات

۲ شاہ عبدالوہاب کے مزار اور ان کی اولاد کے بارے میں کچھ معلومات سید کھیڑی اور ساڈھورہ کے مندرجہ ذیل سابق رہائشیوں نے

سیّد احمد المعروف دادا امیر انجی

سیّد احمد بن حکیم ضیاء الدین بن ایوب علی بن سیّد ادریس بن امیر نصیر الدین بن امیر ضیاء الدین بن امیر مسعود ملک السادات سالار غازی بن امیر جلال الدین بن عبد الوحید بن عبد الحمید نساب بن حسن کہکن بن شاہ سلیمان بن شاہ زید بن احمد زاہد بن حمزہ علی بن ابو بکر علی بن عمر علی بن محمد بن شاہ احمد توختہ بن علی بن حسن بن محمد مدنی بن حسن حمصہ بن موسیٰ حمصہ بن علی بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ دادا امیر انجی کے لقب سے مشہور ہیں۔

دادا امیر انجی دینی تعلیم حاصل کرنے کے لیے نجف اشرف گئے اور واپس آکر کچھ عرصہ اپنے آبائی گاؤں سیانہ سید اں میں علم کی روشنی پھیلائی۔ وہ ۷ ار بیع الاوّل ۸۹۲ھ کو اپنے خاندان کے ہمراہ سیانہ سید اں چھوڑ کر قصبہ نانوتہ، ضلع سہارنپور، میں آباد ہو گئے اور وہیں ۲۱ر مضان ۹۴۷ھ کو ۱۰۲ سال کی عمر میں وفات پائی۔ ان کا مزار نانوتہ میں ہے[۱]۔

سیّد ظفریاب حسین حسینی ترمذی کے مطابق دادا امیر انجی کے بڑے فرزند مخدوم امیر سیّد مصطفیٰ نے اپنے بزرگوں کے صدیوں پرانے نسب ناموں کی مدد سے فارسی زبان میں ایک مبسوط نسب نامہ شرح اصلاب کے نام سے ۹۶۳ھ میں تالیف کیا جس میں اپنے بزرگوں کے حالات تفصیل سے لکھے۔ اپنے والد دادا امیر انجی کے بارے میں وہ لکھتے ہیں: ”ہمارے والد ماجد قد آور، اکہرا جسم، چہرہ خوش جمال نورانی لیکن چہرہ سے ایک قسم کا رعب و جلال نمایاں، اہلِ خاندان بھی یکایک کلام کرنے کی جسارت نہیں کرسکتے تھے۔ علم و فضل اور زہد و ورع میں یکتائے زمانہ تھے۔ تقویٰ و طہارت، علم و عمل اور شجاعت و سخاوت کی آغوش میں آنکھ کھولی۔ بچپن ہی سے علمِ دین اور ریاضتوں کا شوق تھا۔ راتیں عبادت میں بسر فرماتے۔ ابتدائی تعلیم سے فارغ ہو کر نجف اشرف پہنچ کر کاملین اساتذہ سے استفادہ کیا اور باب مدینۃ العلم کے آستانہ کے علمائے دین کے علم و فضل و روحانیت سے فیضیاب ہوئے۔ نجف اشرف سے واپسی کے بعد سیانہ میں بھی علمی مشغلہ رہا اور ریاضتوں و مجاہدہ سے فیوض

مؤلف کے ساتھ گفتگو میں دیں یا ان کی تصدیق کی: سیّد زین العابدین بن محمد یٰسین، سیّد محمد ضیاء الحق بن محمد مسلم، سیّدہ نثار فاطمہ بنت محمد مسلم، سیّدہ منورہ خاتون بنت محمد مسلم

۱ تاریخ انوار السادات ـــ ص ۳۲۰ـ۳۲۳

روحانیہ حاصل فرماتے تھے۔ اس کے علاوہ آباؤاجداد کے تبرکات و خفیہ تحریرات عبرانی و سریانی زبان کے تھے جو نسلوں میں منتقل ہوتے ہوئے آپ تک پہنچے جن کو جان سے زیادہ عزیز رکھتے تھے۔"

دادا میرانجی کے نانوتہ آنے، علاقہ کے غیر مسلموں کا ان کی کرامات کے باعث ان کا معتقد و فرمانبردار ہونے اور بادشاہوں کا اُنہیں جاگیریں دینے کا ذکر کرنے کے بعد سیّد مصطفیٰ اپنے والد محترم کے بارے میں مزید لکھتے ہیں: "ہمارے پدر بزرگوار نے سردار احمد خاں ملقب زندہ پیر کی استدعا پر اندرون بستی رہائشی مکانات تعمیر کروائے (جو آج خانقاہ کے نام سے موسوم ہیں)۔ اس طرح ہمارے والد نے نانوتہ میں سادات کی سکونت کا ابتدائی سنگِ بنیاد رکھا۔ تاکہ اس سرزمین سے علم و عمل کی مہک چاروں طرف دنیا میں پھیلتی رہے۔ آپ کا لباس سادہ عموماً عربی طرز کا ہوتا تھا۔ البتہ دستار مبارک سبز یا سیاہ رنگ کی ہوتی تھی۔ غذا میں خاص طور پر مالیدہ پسند تھا۔ زیادہ وقت آپ کا تلاوت، کتب بینی اور تبلیغ دین میں گزرتا تھا۔ در دولت پر عوام و خواص یعنی حاجتمندوں کا مجمع رہتا تھا۔ ہمارے پدر بزرگوار کی ذات والا صفات کی بزرگی اور زہد و تقدس کا اعتراف قریب قریب ہر قوم نے کیا ہے۔ خاص طور پر اس علاقہ کے اہل ہنود جو سخت متعصب، شر پسند اور مسلمانوں سے نفرت کرنے کے عادی تھے لیکن آپ کی روحانی کشش، بلند کردار اور بلند اخلاق نے ان لوگوں کو گرویدہ بنالیا۔ آپ کی عظمت و جلالت کا سکہ ان کے قلب پر نقش ہو گیا۔ آپ کی وعظ و نصیحت میں ایک قسم کی جاذبیت تھی جس سے عموماً ہر انسان متاثر ہو جاتا تھا۔ آپ کے ان اوصاف کا یہ اثر ہوا کہ مضافات کے اکثر دیہات کے افراد حلقۂ اسلام میں داخل ہو گئے۔"

قصبہ نانوتہ میں سادات کے آباد ہونے اور وہاں رسوم عزاداری کے فروغ کا باعث دادا میرانجی ہی تھے[1]۔ ان کی اولاد ۱۹۴۷ء کی تقسیم ہند تک نانوتہ میں رہی۔ دادا میرانجی اور ان کی نسل میں آنے والے کئی نامور بزرگوں کے حالات و کرامات کی تفصیل تاریخ انوار السادات میں ہے۔

---

۱ تاریخ انوار السادات ـــ ص ۳۳۳۔۳۳۶

قاضی نُور اللہ المعروف شہید ثالث

ضیاء الدین قاضی نُور اللہ بن شریف الدین بن ضیاء الدین نُور اللہ بن محمد شاہ بن مبارز الدین ماندہ بن حسین جمال الدین بن نجم الدین ابی علی محمود (جنہوں نے طبرستان سے شوستر ہجرت کی) بن احمد بن تاج الدین حسین بن ابی مفاخر محمد بن علی ابی حسن بن ابی علی احمد بن ابی طالب بن ابی اسماعیل ابراہیم بن ابی حسین یحییٰ بن ابی عبد اللہ حسین بن ابی علی محمد بن ابی علی حمزہ بن علی مامطری قاضی بن ابی قاسم حمزہ بن ابی حسن علی مرعشی (جن کی طرف دنیا کے تمام مرعشیوں کا نسب منتہی ہوتا ہے) بن عبد اللہ ابی جعفر بن محمد سلیق ابی کرام (جو محدث خطیب معروف ہیں) بن حسن محدث ابی محمد حکیم بن ابی عبد اللہ حسین اصغر رضی اللہ عنہ شہید ثالث کے لقب سے مشہور ہیں۔

قاضی نُور اللہ خوزستان کے شہر شوستر میں ۹۵۶ھ میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد شریف الدین اکابر علماء میں سے تھے۔ وہ شوستر میں فوت ہوئے۔ ان کی قبر ان کے جد سیّد نجم الدین محمود مرعشی کے مقبرہ میں ہے۔

قاضی نُور اللہ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد اور دوسرے فاضل علماء سے شوستر میں حاصل کی۔ اُنہوں نے کتب اربعہ کے علاوہ فقہ، اصول اور کلام کی کتابیں پڑھیں۔ ۹۷۹ھ میں وہ مشہد آ گئے اور وہاں علّامہ محقق عبد الواحد التستری کے دروس میں شرکت کی۔ قاضی نُور اللہ ۹۹۳ھ میں مذہب جعفریہ کی اشاعت کے لیے ہندوستان آ گئے۔ وہ محدث، فقیہ، کلام اور مناظرہ کے ماہر، ادیب، شاعر اور زاہد تھے۔ ان کی ان صفات اور جلالت و شرافت کے باعث عظیم مغل بادشاہ جلال الدین اکبر کے دربار میں اُنہیں امتیازی حیثیت حاصل ہو گئی۔ اس وقت کے قاضی القضاۃ کی وفات کے بعد اکبر بادشاہ نے قاضی نُور اللہ کو اس عہدہ کی پیشکش کی۔ قاضی نُور اللہ نے یہ عہدہ قبول کرنے کے لیے یہ شرط عائد کی کہ وہ اپنے فیصلے کرنے میں کسی ایک فقہ کے پابند نہیں ہوں گے۔ البتہ ان کا ہر فیصلہ اہلسنت کی چار فقہوں میں سے کسی بھی ایک فقہ کے مطابق ہو گا۔ اکبر بادشاہ نے اس شرط کو منظور کر لیا اور اُنہیں چیف جسٹس مقرر کر دیا۔ قاضی نُور اللہ ہر فیصلہ فقہ جعفریہ کے مطابق کرتے تھے اور علمِ فقہ میں اپنی مہارت کے باعث اسے اہلسنت کی چار فقہوں میں سے کسی ایک فقہ سے ثابت کرتے تھے۔

بادشاہ کے دربار میں ان کی عزّت و عظمت کے نتیجہ میں مخالف فرقوں کے کچھ مولوی ان سے حسد

کرنے لگے۔ مخالفین نے اکبر بادشاہ سے ان کی شکایات بھی کیں لیکن کبھی ان کے خلاف کوئی بات ثابت نہ کر سکے۔ ایک مرتبہ قاضی نُور اللہ نے حضرت علی کے نام کے ساتھ علیہ السّلام کہاتو مخالف اور حاسد مولویوں نے سخت اعتراض کیا اور کہا کہ درود و سلام صرف نبیوں کے لیے مختص ہے۔ مخالفین نے بادشاہ سے یہ شکایت کی تو قاضی نُور اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضرت علی علیہ السّلام کے بارے میں وہ حدیث پیش کی جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: "لحمك لحمی" (تمہارا گوشت میرا گوشت ہے)۔ قاضی نُوراللہ نے کہا اس حدیث کے پیشِ نظر حضرت علی کے لیے علیہ السّلام کہا جا سکتا ہے۔ بادشاہ نے اس دلیل کو پسند کیا اور اس کے دِل میں قاضی نُور اللہ کی قدر مزید بڑھ گئی۔

اکبر بادشاہ کی وفات کے بعد اس کا بیٹا جہانگیر تخت پر بیٹھا تو قاضی نُور اللہ کے مخالفین پھر متحرک ہو گئے۔ جہانگیر ضعیف الرائے تھا۔ قاضی نُور اللہ کے مخالف مولویوں نے اپنا ایک جاسوس بھیجا جو قاضی نُور اللہ کے ساتھ ان کا شاگرد بن کر رہنے لگا۔ کچھ عرصہ بعد وہ ان کی کتاب احقاق الحق چرا کر لے گیا۔ مخالفین نے یہ کتاب جہانگیر کے سامنے پیش کی جس کے نتیجہ میں قاضی نُور اللہ کو موت کی سزا سنائی گئی۔ ایک خاردار چھڑی سے اُنہیں مارا گیا۔ یہاں تک کہ ان کا گوشت ان کی ہڈیوں سے علیحدہ ہو گیا۔ پھر ایک تانبے کے برتن کو آگ سے بھر کر ان کے سر پر رکھ دیا۔ اس طرح قاضی نُور اللہ انتہائی مظلومیت کے ساتھ شہید ہو گئے اور اپنے جد امام حسین علیہ السّلام کے ساتھ جا ملے۔ یہ سانحہ ۱۰۱۹ھ میں پیش آیا۔ قاضی نُور اللہ کا مزار اکبر آباد، آگرہ، میں زیارت گاہ خاص و عام ہے[۱]۔ قاضی نُور اللہ نے مختلف علوم پر تقریباً ۹۰ کتابیں تحریر کیں جن میں مجالس المومنین، احقاق الحق، الصوارم المہرقہ، مصائب النواصب وغیرہ شامل ہیں[۲]۔

---

۱ شرح احقاق الحق ـــ ص حیاۃ القاضی شہید ۸۲۔ ۸۴، ۱۵۸۔ ۱۶۰

۲ احسن المقال ترجمہ منتہی الآمال ـــ ص ۱۲۹۔ ۱۳۰

میر سعید المعروف میراں شاہ بھیک

میر سعید بن سیّد یوسف بن سیّد قطب بن عبد الواحد بن ساہو بن سیّد احمد بن میر سعید بن شاہ نظام الدین بن عزالدین بن تاج الدین بن عزالدین بن عثمان بن شاہ سلیمان بن شاہ زید بن احمد زاہد بن حمزہ علی بن ابو بکر علی بن عمر علی بن محمد* بن شاہ احمد توختہ بن علی بن حسن** بن محمد مدنی بن حسن*** بن موسیٰ حمصہ بن علی بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ [۱] ۷ رجب ۱۰۴۶ھ کو سیانہ سیداں میں پیدا ہوئے اور ۵ رجب ۱۱۳۱ھ کو موضع گھوڑام میں فوت ہوئے۔ وہ میراں شاہ بھیک اور میراں سیّد بھیکہ کے القاب سے مشہور ہیں۔

میراں شاہ بھیک کی عمر سات سال تھی کہ ان کے والد شہید ہو گئے۔ خاندانی جھگڑوں کے باعث ان کی والدہ اُنہیں لے کر موضع گھوڑام میں جا بسیں۔ میراں شاہ بھیک میں بچپن ہی سے روحانی آثار واضح تھے۔ بعد ازاں وہ عبادت، ریاضت اور مجاہدہ میں مشغول رہتے تھے۔ وہ اپنے زمانہ کے قطب تھے [۲]۔

میراں شاہ بھیک کے عقیدت مندوں کی تعداد ان کی زندگی میں بھی بہت تھی جن میں بادشاہ سے لے کر عام آدمی تک شامل تھے۔ امیر روشن الدولہ نے اُنہیں ۲۴ گاؤں دیئے جن میں ٹھسکہ بھی شامل تھا۔ میراں شاہ بھیک کے اولاد نہیں تھی۔ کہا جاتا ہے کہ وہ سیانہ سیداں میں اپنے عزیزوں کے پاس گئے اور سرکاری زمینوں کی ملکیت کا کاغذ اُنہیں دے کر کہا یہ زمینیں تم لے لو۔ ان کے عزیزوں نے ان پر اعتماد نہ کیا اور وہ کاغذ یہ کہتے ہوئے پھینک دیا کہ "خود فقیر ہے، ہمیں زمینیں دیتا ہے۔" میراں شاہ بھیک وہ کاغذ اٹھا کر چلے گئے۔ ایک سال بعد پھر اپنے عزیزوں کے پاس سیانہ سیداں آئے اور پہلے کی طرح پیش کش کی۔ ان کے عزیزوں نے بھی

★ شجرہ نسب ترمذی سادات کے مطابق محمد توختہ کے بھائی ہیں لیکن تاریخ انوار السادات اور دیگر کتب کے مطابق وہ توختہ کے فرزند ہیں۔

★★ شجرہ نسب ترمذی سادات میں یہ نام حسین ہے جب کہ قدیم و جدید کتب نسب میں حسن ہے۔

★★★ شجرہ نسب ترمذی سادات میں حسن کا نام نہیں ہے جب کہ قدیم و جدید کتب نسب میں ہے۔

۱ شجرہ نسب ترمذی سادات

۲ تذکرہ اولیائے پاک و ہند (بحوالہ انوار العارفین) — ڈاکٹر ظہور الحسن شارب — ص ۲۷۹، ۲۸۶ — اکبر بُک سیلرز — لاہور — ۲۰۰۳ء

پہلے کی طرح جواب دیا۔ میراں شاہ بھیک وہاں سے یہ کہتے ہوئے لوٹے کہ "فقیر کا مال فقیر ہی کھائیں گے۔"

کہتے ہیں کہ میراں شاہ بھیک جب شدید بیمار ہوئے تو وفات سے پہلے اُنھوں نے ٹھسکہ جانے کی خواہش کی جہاں ان کے مرید بڑی تعداد میں رہتے تھے۔ لیکن گھوڑام کے لوگ چاہتے تھے کہ وہ وہیں دفن ہوں۔ اُنہوں نے میراں شاہ بھیک کی چارپائی اٹھائی اور گاؤں کے کچھ چکر لگا کر کہا: "ٹھسکہ آ گیا۔" یہ سن کر میراں شاہ بھیک کی روح پرواز کر گئی۔ اُنہیں گھوڑام میں ہی دفن کر دیا گیا۔ ٹھسکہ میں ان کے مریدوں کو جب پتہ چلا تو اُنہوں نے گھوڑام پر چڑھائی کی تیاری کی۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ گھوڑام پر حملہ کرتے میراں شاہ بھیک ان میں سے ایک مرید کے خواب میں آئے اور ٹھسکہ میں مارکنڈہ کے کنارے پر اپنا مزار بنانے کا حکم دیا۔ اس کے بعد ٹھسکہ میں ان کے مریدوں نے ان کا مزار تعمیر کیا۔ سرکاری زمینیں بھی ٹھسکہ میں ان کے مزار کے نام الاٹ ہوئیں۔ میراں شاہ بھیک کی نسبت سے ہی اس گاؤں کو ٹھسکہ میراں جی کہا جاتا ہے۔

۱۹۱۸ء کے پنجاب ڈسٹرکٹ گزٹیئر کے مطابق: "اس گاؤں کی شہرت کا باعث یہی مزار ہے۔ یہ مزار 'صاحب میراں جی' خالص سفید سنگِ مرمر کا ہے اور تھانیسر میں شیخ چلی کے مزار کی ساخت کے مشابہ ہے۔ اس کا خرچ جزوی طور پر زمین کے محاصل سے ہوتا ہے۔"[۱] ٹھسکہ میں میراں شاہ بھیک کے مزار پر ہر سال میلہ لگتا ہے[۲]۔

میراں شاہ بھیک کی وفات کے بعد امیر روشن الدولہ نے میراں شاہ بھیک سے عقیدت کے اظہار کے لیے دہلی میں چاندنی چوک کے قریب ایک مسجد تعمیر کروائی جسے سنہری مسجد کہتے ہیں۔

میراں شاہ بھیک نے شعر بھی کہے جو بہت مشہور ہیں۔ ان کا کلام جس میں دوہڑے بھی شامل ہیں زیادہ تر ہندی زبان میں ہے۔ ان کے کلام پر مشتمل کتابیں گیان لہر، گیان پرکاش، سی حرفی، مہا پرکاش اور مورکھ سمجھاؤنی کے عنوانات سے شائع ہوئیں۔ میراں شاہ بھیک کا ایک شعر یہ ہے:

---

۱ Punjab District Gazetteers — Vol VI-A — Karnal District — ۱۹۱۸

۲ شجرہ نسب ترمذی سادات

بھیکہ بھوکا کوئی نہیں سب کی گٹھڑی لعل

گرہ کھولن نہیں جاندے اس بِدھ رہے کنگال

میر اں شاہ بھیک کے مزار کے سجادہ نشین ٹھسکہ کے قاضی سادات اور گدی نشین دیوان تھے۔ تقسیمِ ہند سے پہلے سجادہ نشین کا منصب قاضی سیّد محمد شفیع بن محمد حسین بن نُور محمد کے پاس تھا۔ یہ منصب انہیں اپنے آباء سے وراثت میں ملا تھا جو شاہ زید بن احمد زاہد کی اولاد سے تھے اور سیانہ سیداں سے ہجرت کر کے ٹھسکہ میں آباد ہوئے تھے۔ میر اں شاہ بھیک کے خاندان سے ہونے کے باعث قاضی سادات کی علاقہ میں بہت عزّت تھی۔ میر اں شاہ بھیک کے مزار پر ایک کمرہ ان کے لیے مخصوص تھا۔ اس مزار پر ہر روز صبح و شام زائرین کو کھانا (لنگر) ملتا تھا جس کی نگرانی سجادہ نشین کی ذِمّہ داری تھی۔ اگر کوئی شخص ایک سے زیادہ لوگوں کے لیے کھانا لینا چاہتا تو اس کے پاس سجادہ نشین کی طرف سے جاری کیا گیا تحریری اجازت نامہ ہونا ضروری تھا۔ سجادہ نشین قاضی سیّد محمد شفیع ایک بارعب اور بااصول انسان تھے۔ وہ مضبوط کردار کے مالک تھے اور ان کا شمار امراء اور شرفاء میں ہوتا تھا۔ ٹھسکہ میں ان کا آبائی مکان ایک ایکڑ احاطہ میں بنا ہوا تھا۔ وہ ۱۹۴۷ء کی تقسیمِ ہند کے بعد اپنے خاندان اور گاؤں کے دوسرے مسلمانوں کے ہمراہ ہجرت کر کے پاکستان آ گئے اور پہلے ضلع جھنگ کے گاؤں واڑہ اور پھر کبیر والا، ضلع ملتان، میں آباد ہو گئے۔ وہ ۹ نومبر ۱۹۷۶ء (۱۶ ذیقعد ۱۳۹۶ھ) کو فوت ہوئے اور کبیر والا میں دفن ہیں۔[۱]

۱ میر اں شاہ بھیک، ان کے مزار اور ٹھسکہ کے سادات کے بارے میں کچھ معلومات ٹھسکہ میر اں جی کے مندرجہ ذیل سابق رہائشیوں نے مؤلف کے ساتھ گفتگو میں دیں یا ان کی تصدیق کی: سیّد محمد مختار بن محمد شفیع، سیّد اصغر مہدی بن محمد شفیع اور سیّد صغیر حسین بن محمد شفیع

شاہ راجو المعروف زندہ پیر

شاہ راجو بن عبد الملک بن میراں محمد یوسف بن سیّد احمد بن سیّد میر محمد بن بہاؤالدین بن عبد اللہ بن سیّد محمد بن عبد اللہ بن سیّد حیدر بن شاہ حامد بزرگ بن احمد زاہد بن حمزہ علی بن ابو بکر علی بن عمر علی بن محمد٭ بن شاہ احمد توختہ بن علی بن حسن٭٭ بن محمد مدنی بن حسن٭٭٭ بن موسیٰ حمصہ بن علی بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ زندہ پیر، سید راجو اور دادا راجو کے القاب سے مشہور ہیں[1]۔

سید راجو مستجاب الدعا اور صاحب کرامات بزرگ تھے۔ راجہ مہاراجہ سے لے کر عام آدمی تک ان کے معتقد تھے۔ ان کے آباء سیانہ سیداں سے آکر بھور سیداں میں آباد ہوئے تھے۔ سید راجو نے بھور سیداں کو خیر آباد کہہ کر سید کھیڑی گاؤں آباد کیا جو اس وقت سرہند میں تھا اور بعد ازاں پٹیالہ کے قیام پر اس کا حصّہ قرار پایا۔ سید راجو نے یہ ہجرت اس علاقہ کے اس وقت کے راجہ کے اصرار پر کی۔ کہتے ہیں کہ راجہ بے اولاد تھا اور سید راجو کی دُعا کے بعد اللہ تعالیٰ نے اسے صاحب اولاد کیا۔ راجہ نے بہت سی زمینیں بھی سید راجو کے نام کیں۔ سید راجو کی آمد سے پہلے یہاں برہمنوں کے دو، تین گھر تھے جو ان کے آنے کے بعد وہاں سے چلے گئے اور سید راجو کی دعوت پر دوسرے علاقوں سے سادات یہاں آکر آباد ہو گئے۔ اسی لیے اس گاؤں کا نام سید کھیڑی ہے۔ سید راجو نے جن سادات کو یہاں آباد کیا اُنہیں زمینیں بھی دیں۔ یہی وجہ ہے کہ تقسیمِ ہند تک سید کھیڑی میں زمیندار صِرف سادات ہی تھے۔

سید راجو فوت ہوئے تو ان کی اولاد نے اُنہیں ان کی حویلی کے قریب دفن کیا اور ان کا مزار تعمیر کیا جس کی چار دیواری بنادی لیکن چھت نہ ڈالی۔ بعد ازاں ان کی نسل میں سے کچھ افراد نے چھت ڈالنے کی چند

٭ شجرہ نسب ترمذی سادات کے مطابق محمد توختہ کے بھائی ہیں لیکن تاریخ انوار السادات اور دیگر کتب کے مطابق وہ توختہ کے فرزند ہیں۔

٭٭ شجرہ نسب ترمذی سادات میں یہ نام حسین ہے جب کہ قدیم وجدید کتب نسب میں حسن ہے۔

٭٭٭ شجرہ نسب ترمذی سادات میں حسن کا نام نہیں ہے جب کہ قدیم وجدید کتب نسب میں ہے۔

1 شجرہ نسب ترمذی سادات

مرتبہ کوشش کی لیکن کوئی نہ کوئی ایسا مسئلہ درپیش آیا کہ کامیاب نہ ہوئے۔ سید راجو کے مزار میں ان کی قبر کے دائیں اور بائیں جانب دو قبریں اور بنیں جو غالباً ان کے بیٹوں سیّد علی اور سیّد حامد کی ہیں لیکن اس بارے میں یقینی معلومات نہیں ہیں۔ مزار کے بیرونی احاطہ میں بھی ایک گمنام قبر ہے۔ آہستہ آہستہ سید راجو کے مزار کے اردگرد جگہ نے قبرستان کی حیثیت اختیار کرلی لیکن وقت کے گرداب میں قبرستان اور اس کی سب قبروں کے نام ونشان مٹ گئے۔ صِرف سید راجو کا نام، ان کا مزار اور اس میں موجود قبریں باقی ہیں۔

سید راجو کی اولاد میں نسل در نسل شادی کے بعد دلہا اور دلہن کا مزار پر حاضری دینا ضروری تھا۔ دلہا اور دلہن کی مزار پر حاضری رات کے وقت ہوتی تھی۔ جب کسی کے اولاد ہوتی تو زچہ اور بچّہ کو مزار پر لے کر جاتے تھے۔ جس کے بیٹا پیدا ہوتا وہ ۱۰۔۱۲ کلو چُوری بنا کر مزار پر لے جاتا اور لوگوں میں تقسیم کرتا تھا۔ ہر جمعرات کی شام سید راجو کے مزار پر نوبت بجتی تھی۔ اس روز سید راجو کی اولاد میں سے کچھ افراد مزار پر کھانا لے کر جاتے اور غرباء کو کھلاتے تھے۔ سید کھیڑی اور گردونواح کے لوگ سید راجو کے مزار پر حاضری دے کر ان سے اپنی عقیدت کا اظہار کرتے اور اللہ عزوجل سے اپنی حاجات طلب کرتے تھے۔ اس علاقہ کے سکھ اور ہندو بھی ان کے مزار پر حاضری دیتے، منّتیں مانتے اور نذرونیاز چڑھاتے تھے۔

تقسیمِ ہند کے بعد جب فسادات کا دائرہ پھیلا تو سکھ ریاست پٹیالہ میں راجپورہ۔ پٹیالہ روڈ کے قریب واقع ہونے کی وجہ سے سید کھیڑی پر سکھ بلوائیوں کے حملہ کا شدید خطرہ تھا۔ ان پرآشوب دنوں میں سید کھیڑی کے مسلمان سید راجو کے مزار پر حاضر ہو کر اپنی اور اپنے گاؤں کی حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگتے تھے۔ جس دن سید کھیڑی کے مسلمانوں نے ہجرت کا پروگرام بنایا اس دن گاؤں کے مراثیوں کا ایک لڑکا سید راجو کے مزار پر آیا اور واپسی پر گاؤں کی گلیوں میں یہ کہتے ہوئے گزرا کہ دادا راجو مسلمانوں کے گاؤں چھوڑ کر جانے پر ناراض ہیں۔ نتیجہ اس کا یہ ہوا کہ سخت خطرے کے باوجود اس دن کسی کو گاؤں چھوڑنے کی ہمت نہ ہوئی۔ دو دن بعد سید راجو کی اولاد کے افراد اور سید کھیڑی کے دوسرے مسلمانوں نے اشک بار آنکھوں سے دادا راجو کے مزار اور ان کے بسائے ہوئے گاؤں کو خیر آباد کہا۔

۱۹۴۷ء کی تقسیمِ ہند تک سید راجو کی دس نسلیں سید کھیڑی میں رہیں۔ اس وقت تک ہر سال ۲۷ رجب کو ان کے مزار پر اکٹھ ہوتا، فاتحہ خوانی ہوتی اور نیاز تقسیم ہوتی تھی۔ اس سالانہ اجتماع کا انتظام نسل در

نسل سید راجو کی اولاد کے افراد کرتے تھے اور اس موقع پر نیاز تقسیم کرنا سید راجو کی اولاد میں سے نمبر دار کی ذِمّہ داری تھی۔ پاکستان بننے سے پہلے یہ ذِمّہ داری سیّد محمد عسکری بن مہربان علی بن حیدر علی نبھاتے تھے۔ ان کے پاس سید کھیڑی کی دو نمبر داریاں تھیں۔ وہ تقسیمِ ہند کے بعد اپنے خاندان اور گاؤں کے دوسرے مسلمانوں کے ساتھ ہجرت کر کے پاکستان آ گئے اور ضلع سیالکوٹ کے گاؤں فیروز کے ناگرہ میں آباد ہو گئے۔ وہ ۲۰ اپریل ۱۹۶۷ء (۹ محرم ۱۳۸۷ھ) کو فوت ہوئے اور فیروز کے ناگرہ میں دفن ہیں۔

تقسیمِ ہند کے بعد ضلع گوجرانوالہ کی تحصیل وزیر آباد کے گاؤں ٹالی والی کوٹ سے جا کر سید کھیڑی میں آباد ہونے والے سکھ مہاجرین نے سید راجو کے مزار کی دیکھ بھال کی، اس پر چھت ڈالی اور اسے برقرار رکھا جس کا مشاہدہ مؤلف نے خود ۲۰۰۵ء میں سید کھیڑی جا کر کیا۔ اس علاقہ کے سکھ اور ہندو سید راجو کے مزار پر منتیں مانتے ہیں جو پوری ہوتی ہیں۔ سید کھیڑی کی پنچایت کے ممبر سردار نرمل سنگھ نے مؤلف کو بتایا کہ کینیڈا میں مقیم سید کھیڑی کے ایک سکھ نے حال ہی میں اپنی منت پوری ہونے پر پچاس ہزار روپے بھیجے ہیں اور وہ یہ رقم مزار کی آرائش پر خرچ کریں گے۔ سید راجو کے مزار کا انتظام سید کھیڑی کے سکھ نوجوانوں پر مشتمل ایک کمیٹی کے ہاتھوں میں ہے۔ اللہ اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے الفاظ اور خانہ کعبہ کی تصویر کے ساتھ ساتھ سکھ گروؤں کی تصویریں اور کچھ مورتیاں بھی مزار کی اندرونی سجاوٹ کا حصّہ ہیں۔ مزار کے اندرونی دروازہ کے اوپر ۷۸۶ کے ہندسے کندہ ہیں۔ یہی ہندسے قبر پر ڈالی گئی سبز چادر پر بھی لکھے ہوئے ہیں۔

سید راجو کی اولاد سے ہیں ناصر علی بن زین العابدین بن سیّد سکہا بن سیّد حامد بن شاہ راجو[۱] کہ جن کے نام پر بننے والی مسجد اور امام بار گاہ میں ان کی چھ نسلوں نے عبادت کی۔ سید کھیڑی کی مسجد ناصر علی میں گاؤں کے سب شیعہ اور سنّی مسلمان علیحدہ علیحدہ باجماعت نماز ادا کرتے تھے۔ ۱۹۴۷ء کی تقسیمِ ہند کے بعد سید کھیڑی میں آباد ہونے والے سکھوں نے مسجد ناصر علی کو گوردوارہ میں تبدیل کر دیا اور اس کا نام مست گڑھ رکھا۔ اس گوردوارہ کے گیانی بھولا سنگھ نے مؤلف کو بتایا کہ چونکہ یہ گوردوارہ مسیت (مسجد) کو تبدیل کر کے بنایا گیا اس

---

۱ شجرہ نسب ترمذی سادات

لیے اس کا نام مست گڑھ گوردوارہ ہے۔

انہی میں سے ہیں رمضان علی بن برکت علی بن احسان علی بن قلندر بخش بن ناصر علی بن زین العابدین بن سیّد سکھا بن سیّد حامد بن شاہ راجو [۱] کہ جو حاجی رمضان کے نام سے مشہور ہیں۔ وہ مذہبی تعلیم حاصل کرنے کے لیے عراق گئے اور واپس آ کر اپنے گاؤں سید کھیڑی میں لوگوں کو دین کی طرف راغب کیا۔ اُنہوں نے حج کیا جس کے بعد حاجی رمضان کے نام سے مشہور ہوئے۔ وہ بے اولاد تھے۔ ان کی وفات کے بعد ۱۹۰۴ء میں ان کی بیوگان کنیز فاطمہ بنت نعمت علی اور مریم النساء بنت محمد بخش، جو دونوں سید راجو کی ذریت سے ہیں، نے اپنے شوہر سے ورثہ میں ملی ہوئی زمینیں امام بارگاہ ناصر علی کے نام وقف کر دیں [۲]۔ اس وقف کے متولی سید راجو کی اولاد سے سیّد غلام عباس بن ایزد بخش بن الٰہی بخش تھے۔ امام بارگاہ ناصر علی میں مجالس و محافل کا انتظام انہی کے ذِمّہ تھا۔ وہ سید کھیڑی کے بڑے کاشتکار تھے اور اپنے گردونواح کے حالات پر گہری نظر رکھتے تھے۔ اپنے بزرگوں کے بارے میں بھی ان کی معلومات وسیع تھیں۔ اسی لیے ان کی بیٹھک آباد رہتی تھی۔ ۱۹۴۷ء کی تقسیمِ ہند کے بعد غلام عباس اپنے خاندان اور گاؤں کے دوسرے مسلمانوں کے ہمراہ ہجرت کر کے پاکستان آ گئے اور ضلع جھنگ کے گاؤں واڑہ میں آباد ہو گئے۔ وہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۶۸ء (۲۲ رجب ۱۳۸۸ھ) کو فوت ہوئے اور واڑہ میں دفن ہیں۔

انہی میں سے ہیں قاسم علی بن رستم علی بن اسد علی بن ببر علی بن ناصر علی بن زین العابدین بن سیّد سکھا بن سیّد حامد بن شاہ راجو [۳] کہ جو مولوی قاسم کے نام سے مشہور ہیں۔ اُنہوں نے عراق جا کر مذہبی تعلیم حاصل کی اور واپس آ کر اپنے گاؤں سید کھیڑی اور دوسرے علاقوں میں دین پھیلایا۔ ان کی نسل کے افراد کو انہی کی وجہ سے مولویوں کا خاندان کہا جاتا ہے [۴]۔

---

۱ شجرہ نسب ترمذی سادات

۲ یادداشتیں سیّد نذر حسین بن حسین بخش ـــ قلمی نسخہ ـــ منڈی بہاؤالدین

۳ شجرہ نسب ترمذی سادات

۴ سید راجو، ان کے مزار اور ان کی اولاد کے بارے میں معلومات سید کھیڑی کے مندرجہ ذیل سابق رہائشیوں نے مؤلف کے ساتھ گفتگو میں دیں یا ان کی تصدیق کی: سیّد زین العابدین بن محمد یٰسین، سیّد قربان علی بن محمد یٰسین، سیّدہ ذکیہ خاتون المعروف ذکی بنت

وجہ الدین عرف بدر الدین المعروف پیر بدھو

سیّد وجہ الدین عرف بدرالدین بن شاہ حسین بن شاہ محمد اشرف بن ابراہیم بالہ راجہ بن علی اصغر بن شاہ عبد الحمید بن شاہ عبد الوہاب بن شاہ عبد الحمید بن شاہ نظام الدین بن عزالدین بن تاج الدین بن عزالدین بن عثمان بن شاہ سلیمان بن شاہ زید بن احمد زاہد بن حمزہ علی بن ابو بکر علی بن عمر علی بن محمد* بن شاہ احمد توختہ بن علی بن حسن** بن محمد مدنی بن حسن*** بن موسیٰ حمصہ بن علی بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ [۱] ۱۳ جون ۱۶۴۱ء کو ساڈھورہ میں پیدا ہوئے۔ بچپن ہی سے اُنہیں روحانیت سے لگاؤ تھا۔ دنیاوی معاملات میں دلچسپی نہ لینے اور کم بولنے کی وجہ سے انہیں بدھو کہا جانے لگا۔ جب وہ جوان ہوئے اور ان کی شخصیت میں روحانیت کے آثار واضح ہوئے تو لوگ اُنہیں پیر بدھو کہنے لگے [۲]۔

فروری ۱۶۸۶ء میں پاؤنٹا سے تقریباً چھ میل کے فاصلے پر بھنگانی میں گرو گوبند سنگھ کی ہندو پہاڑی راجاؤں کے ساتھ جنگ ہوئی تو پیر بدھو نے گرو کا ساتھ دیا [۳]۔ پیر بدھو کے گرو کا ساتھ دینے کا جو سبب بیان کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ پیر بدھو پاؤنٹا میں گرو سے ملنے گئے اور اس ملاقات اور اس میں ہونے والی گفتگو کے نتیجہ میں گرو اور پیر بدھو دونوں نے ایک دوسرے کو پسند کیا۔ پیر بدھو واپس ساڈھورہ پہنچے تو چار پٹھان سردار–

حسین بخش (بالواسطہ سیّد نثار علی بن صابر حسین)، سیّدہ نرجس خاتون بنت نذر حسین، سیّدہ امامی صغریٰ بنت باقر حسین، سیّدہ حاجرہ شمیم المعروف چھمن بنت محسن علی، سیّدہ اشرف النساء بنت اسلم حسین بن محمد عسکری اور سیّد اسلم حسین بن حامد حسین

* شجرہ نسب ترمذی سادات کے مطابق محمد توختہ کے بھائی ہیں لیکن تاریخ انوار السادات اور دیگر کتب کے مطابق وہ توختہ کے فرزند ہیں۔

** شجرہ نسب ترمذی سادات میں یہ نام حسین ہے جب کہ قدیم و جدید کتب نسب میں حسن ہے۔

*** شجرہ نسب ترمذی سادات میں حسن کا نام نہیں ہے جب کہ قدیم و جدید کتب نسب میں ہے۔

۱ شجرہ نسب ترمذی سادات

۲ Pir Budhu Shah — The Saint of Sadhaura — Pages ۲-۳

۳ A Short History of the Sikhs (۱۴۶۹-۱۷۶۵) — Teja Singh and Ganda Singh M.A. — Vol ۱ — Pages ۶۳-۶۴ — Orient Longmans Ltd. — Bombay — ۱۹۵۰

کالے خان، بھیکم خان، نجابت خان اور حیات خان – جن کے پاس ۵۰۰ بھاڑے کے سپاہی تھے اور جنہیں اورنگ زیب نے اپنی فوج سے نکال دیا تھا پیر بدھو سے ملنے آئے۔ اُنہوں نے پیر بدھو کو بتایا کہ اب انہیں کوئی نوکری پہ نہیں رکھتا۔ اُنہوں نے پیر بدھو سے درخواست کی کہ گرو سے ان کی ملازمت کے لیے سفارش کریں۔ پیر بدھو نے سفارش کی اور گرو نے انہیں ملازم رکھ لیا۔ لیکن جب گرو کی ہندو راجاؤں کے ساتھ جنگ کا وقت آیا تو تین پٹھان سردار زیادہ معاوضہ کے لالچ میں گرو کا ساتھ چھوڑ کر ہندو راجاؤں سے جا ملے جب کہ ایک پٹھان سردار کالے خان گرو کے ساتھ رہا۔ گرو نے پیر بدھو کو پٹھانوں کی غداری کی اطلاع دینے میں وقت ضائع نہیں کیا۔ پیر بدھو نے پٹھانوں کے اس عمل کو ذاتی بے عزتی تصوّر کیا اور اپنے عزیزوں اور ۷۰۰ پیروکاروں کو ساتھ لے کر گرو کی مدد کے لیے بھنگانی پہنچ گئے۔ پہاڑی راجے بھیم چند اور فتح شاہ کی سربراہی میں گرو سے جنگ کرنے کے لیے آئے۔

انگریز مصنف میکس آرتھر میکولف، جس کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے کہ اس نے آخری عمر میں سکھ مذہب اختیار کر لیا تھا، کے مطابق: "پیر بدھو، ان کے عزیز و اقارب اور ساتھی بہت بہادری اور دلجمعی سے لڑے اور دشمن کے خون سے زمین کو سرخ قالین میں بدل دیا۔ ان کی گھن گرج نے دشمنوں کو ایسے بھگایا جیسے طوفان بھوسے کو اڑا دیتا ہے۔"[۱] پیر بدھو کی بروقت مدد نے جنگ کا پانسہ گرو کے حق میں پلٹ دیا۔ لیکن اس جنگ میں پیر بدھو کے دو بیٹے [پوتے]، ایک بھائی اور کئی پیروکار مارے گئے۔ پیر بدھو نے ان اموات کو بڑے صبر سے برداشت کیا۔ گرو نے پیر بدھو کو انمول تحائف دینے کی پیشکش کی جسے پیر بدھو نے قبول نہیں کیا۔ اور صِرف ایک دستار، ایک لکڑی کی کنگھی جس میں گرو کے کچھ بال بھی تھے اور ایک کرپان قبول کیں[۲]۔ گرو نے پیر بدھو کو ۲۵ فروری ۱۶۸۶ء کو ایک تعریفی خط بھی دیا[۳]۔

---

۱ The Sikh Religion — Its Gurus, Sacred Writings and Authors — Max Arthur Macauliff — Vol V — Pages ۳۰-۳۱, ۳۷ — Oxford — ۱۹۰۹

۲ Pir Budhu Shah — The Saint of Sadhaura — Page ۲۱

۳ A Short History of the Sikhs (۱۴۶۹-۱۷۶۵) — Page ۶۴

ساڈھورہ کے گورنر عثمان خان نے ۲۱ مارچ ۱۷۰۴ء کو پیر بدھو کو ظالمانہ طریقہ سے قتل کروادیا۔ اس قتل کا محرک پیر بدھو کا گرو کی مدد کرنا تھا[1]۔ کچھ کتابوں میں پیر بدھو کی شہادت کا سال ۱۷۰۵ء لکھا ہے۔ ۱۷۰۹ء میں جب بندہ سنگھ نے سامانا اور شاہ آباد وغیرہ کو تاراج کرنے کے بعد ساڈھورہ پر حملہ کیا تو وہاں کے سیّدوں اور شیخوں نے پیر بدھو کی حویلی میں پناہ لی۔ ان کا خیال تھا کہ پیر بدھو کی گرو کے ساتھ دوستی کے باعث اس حویلی پر حملہ نہیں ہوگا۔ لیکن حویلی پر حملہ ہوا اور وہاں پناہ لیے ہوئے سب افراد کو بلاامتیاز قتل کر دیا گیا۔ اسی لیے اس جگہ کو قتل گڑھی کہا جاتا ہے۔ گنڈا سنگھ کے مطابق یہ قتل عام ان ہندوؤں نے کیا جو ساڈھورہ کے گردونواح سے بندہ سنگھ کے لشکر میں شامل ہو گئے تھے اور مبینہ طور پر ساڈھورہ کے مسلمانوں سے تنگ تھے۔ اور یہ کہ سکھ اس معاملہ میں بے بس تھے کیونکہ ان کی تعداد بھی نسبتاً کم تھی اور علاقہ سے واقف بھی نہ تھے[2]۔

اگرچہ سکھ مؤرخین جیسے بھائی سوہان سنگھ اور گنڈا سنگھ وغیرہ نے بندہ سنگھ سے منسوب مسلمانوں پر ڈھائے جانے والے ان گنت مظالم اور ان کے مقدسات کی بے حرمتی کے بہت سے واقعات میں سے کچھ کی تردید کی ہے لیکن مجموعی طور پر بندہ سنگھ کے ہاتھوں مسلمانوں کے قتل عام کو اس کے کارناموں کے طور پر بیان کیا ہے اور اسے اپنا ہیرو بنا کر پیش کیا ہے۔ تاہم مسلمان مؤرخین جیسے میر غلام حسین اور سیّد محمد لطیف وغیرہ بندہ سنگھ کو انتہائی ظالم اور بدترین مخلوق قرار دیتے ہیں۔ میر غلام حسین بندہ کے بارے میں لکھتے ہیں: "اس دوزخی عفریت نے کثیر تعداد میں اپنے جیسے پرجوش، خون کے پیاسے اور نتائج کی پرواہ نہ کرنے والے ساتھیوں کو اکٹھا کر کے ملک کو کبھی نہ سنی جانے والی بربریت کے ساتھ برباد کرنا شروع کر دیا۔ اُنھوں نے کسی مسلمان مرد، عورت اور بچّے کو نہ چھوڑا۔ حاملہ عورتوں کے پیٹ پھاڑ کر ان کے بچّوں کو ان کے چہروں اور دیواروں پر دے مارا۔ "میر غلام حسین مزید لکھتے ہیں: "بندہ جہاں ظاہر ہوا اس نے ہر چیز کو آگ اور تلوار سے تباہ کر دیا، ہر مسلمان کو قتل کر دیا اور ان کی مساجد اور مزارات کو تباہ کر دیا۔"[3]"

---

۱ Pir Budhu Shah — The Saint of Sadhaura — Page ۳۲

۲ Life of Banda Singh Bahadur — Pages ۴۸-۴۹

۳ Siyar-ul-Mutakherin — Mir Ghulam Hussain Khan — Translated by John Briggs,

سکھوں کی تاریخ پیر بدھو کے ذکر کے بغیر مکمل نہیں ہوتی اور ان کی مقدّس کتاب گرنتھ میں بھی پیر بدھو کا ذکر ہے۔ دسویں اور آخری گرو گوبند سنگھ کے حالات پر لکھی گئی اکثر کتابوں میں پیر بدھو کی روحانی عظمت، بہادری اور ایثار کا تذکرہ ہے۔ مسلمان مؤرخین نے پیر بدھو کے ذکر کو عموماً نظر انداز کیا ہے۔ سکھ مؤرخین نے پیر بدھو کے بارے میں جو کچھ تحریر کیا ہے اس میں سکھ مذہبی نظریات کی جھلک بہت نمایاں ہے۔

چندی گڑھ میں قائم گرو گوبند سنگھ فاؤنڈیشن کی زیر سرپرستی گورچرن سنگھ اور وی ایس سوری نے پیر بدھو کی زندگی پر ایک کتاب "پیر بدھو — دی سینٹ آف ساڈھورہ" کے عنوان سے تالیف کی جس کا پہلا ایڈیشن ۱۹۶۷ء میں شائع ہوا۔ اس کتاب کے مؤلفین کہتے ہیں کہ اُنھوں نے زیادہ تر معلومات ساڈھورہ کے لوکل افراد سے لیں جو آج بھی پیر بدھو کا ذکر بہت اشتیاق اور جوش و جذبہ سے کرتے ہیں اور جنھوں نے اپنی مدد آپ کے تحت پیر بدھو شاہ میموریل گوردوارہ بھی ساڈھورہ میں تعمیر کیا ہے۔ اگرچہ اس کتاب میں پیر بدھو کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا گیا ہے لیکن پیر بدھو کے گرو گوبند سنگھ سے تعلق کے بارے میں ایسے غیر مصدقہ واقعات اور ان سے منسوب بیانات بھی اس کتاب میں شامل ہیں کہ جن کے باعث پیر بدھو کی شخصیت گرو گوبند سنگھ کے ایک وفادار مرید یا مقلد کی سی بن کر سامنے آتی ہے جو بعید از حقیقت ہے۔ تاہم پیر بدھو کا گرو کی مدد کرنا اور گرو کا پیر بدھو کو نشانیاں (تبرکات) دینا پیر بدھو اور ان کے عزیزوں کی اولاد میں بھی نسل در نسل بیان ہوا ہے۔

مذکورہ کتاب کے مؤلفین نے ۱۹۴۷ء میں پاکستان ہجرت کر جانے والے پیر بدھو کی اولاد کے افراد سے رابطہ کر کے ان سے ان کے آباؤاجداد کے بارے میں معلومات حاصل کیں اور پیر بدھو کی اولاد اور ساڈھورہ میں ان کے جد نظام الدین تک ان کا سلسلہ نسب لے کر بھی کتاب میں شامل کیا۔ لیکن اس حوالہ سے بھی کتاب میں حقائق کی کچھ غلطیاں ہیں۔ مثلاً وہ لکھتے ہیں کہ پیر بدھو کے آباء کا تعلق سامانا سے تھا جو ضلع پٹیالہ میں ہے اور اس محلہ کا نام جس میں پیر بدھو اور ان کے عزیز رہتے تھے سامانیا تھا جسے بعد میں لوگ سوانیان کہنے لگے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ پیر بدھو کے آباء کا تعلق سامانا سے تھا نہ ہی ساڈھورہ کے محلہ جس میں پیر بدھو اور

MRAS — Vol ۱ — Pages ۱۱۴-۱۱۵ — Oriental Translation Fund — London — ۱۸۳۱

ان کے عزیز رہتے تھے کا نام کبھی سامانیا تھا۔ شجرہ نسب ترمذی سادات کے مطابق نظام الدین سیانہ سے ساڈہورہ تشریف لائے۔ گنڈا سنگھ نے بھی بندہ سنگھ کی زندگی پر ۱۹۳۵ء میں شائع ہونے والی اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ نظام الدین کا تعلق سیانہ سے تھا جو ضلع کرنال میں ہے۔ یہی بات صحیح ہے۔

مذکورہ کتاب کے مؤلفین نے پیر بدھو کے نسب نامہ میں بغیر کوئی وضاحت کیے تحریف کر کے اسے کتاب میں شامل کیا ہے۔ مثلاً تحریف شدہ نسب نامہ میں سیّد محمد شاہ، سیّد محمد اشرف، سیّد حسین شاہ اور سیّد محمد بخش کو پیر بدھو کے بیٹے لکھا ہے۔ ان میں سے سیّد محمد شاہ اور سیّد محمد اشرف پاؤنٹا کی جنگ میں مارے گئے اور وہیں دفن ہیں جب کہ سیّد حسین شاہ نے اپنا خون دے کر گرو کو بچایا۔ لیکن شجرہ نسب ترمذی سادات کے مطابق یہ چاروں سیّد غلام شاہ کے بیٹے اور پیر بدھو کے پوتے ہیں۔ مزید کوئی اطلاع ان کے بارے میں شجرہ میں درج نہیں ہے۔ مزید برآں شجرہ میں پیر بدھو کا نام وجیہ الدین عرف بدر الدین لکھا ہے۔ مذکورہ کتاب کے مؤلفین نے ان کا نام بدرالدین ہی لکھا ہے۔ اور ان کا اصل نام وجیہ الدین نہیں لکھا۔ پیر بدھو کے نسب نامہ میں ایسی تحریفات ظاہراً پہلے سکھ مؤرخین کی کتابوں سے مطابقت پیدا کرنے کے لیے کی گئی ہیں جن میں پیر بدھو کے بیٹوں کے قتل ہونے کا ذکر ہے اور پیر بدھو کا نام بدرالدین تحریر ہے۔

پیر بدھو کی اولاد ۱۹۴۷ء کی تقسیمِ ہند تک ساڈہورہ میں رہی۔ پیر بدھو کے احترام کی وجہ سے ساڈہورہ کے سادات کو سکھوں نے بحفاظت سرحد پار کروائی جب کہ باقی علاقوں میں سادات نے دوسرے مسلمانوں کی طرح ہندوستان سے پاکستان ہجرت کرتے وقت سکھ بلوائیوں کے ہاتھوں قتل و غارت گری اور لوٹ مار کا سامنا کیا۔ ساڈہورہ کے سابق رہائشی سیّد محمد ضیاءالحق بن محمد مسلم ترمذی، جو ۱۹۴۷ء میں ہجرت کر کے پاکستان آئے، نے مؤلف کو بتایا کہ سکھوں نے ہمارے محلہ سوانیان کے ترمذی سادات سے کہا کہ اگر وہ یہیں رہنا چاہتے ہیں تو سکھ ان کی حفاظت کا ذِمّہ لیتے ہیں اور اگر وہ پاکستان جانا چاہیں تو سکھ انہیں بحفاظت پاکستان کی سرحد تک چھوڑ کر آئیں گے۔ ترمذی سادات، جن میں پیر بدھو کی اولاد کے افراد اور ان کے عزیز و اقارب شامل تھے، نے پاکستان آنے کا فیصلہ کیا۔ سکھ ساڈہورہ کے مسلمانوں کو سرحد تک چھوڑنے آئے اور راستہ میں مختلف شہروں، خصوصاً امر تسر، کے سکھوں نے ان کا استقبال کیا اور بہت سی خوردونوش کی اشیاء شرکاءِ قافلہ کو دیں۔

علّامہ عارف حسین المعروف حسینی

عارف حسین بن فضل حسین بن میر جعفر بن میر ابراہیم بن میر حسن شاہ بن میر مدد شاہ بن میر انور شاہ بن میاں داد شاہ بن میر عاقل شاہ بن میر کبیر بن سیّد مرتضیٰ بن شاہ خلیل بن سیّد ابجد بن سیّد میراں بن سیّد حسام الدین بن نظام الدین بن سیّد طاہر بن سیّد افضل بن سیّد شرف بن فخر عالم ابوالحسن بن شاہ ابوالقاسم بن سیّد محمد جعفر بن سیّد شابی بن سیّد کامل بن سیّد شریف بن سیّد عبدالوہاب بن طاہر بن سیّد جعفر بن سیّد رضا بن ابو محمد حسن بن ابو قاسم طاہر بن یحییٰ بن حسن بن جعفر الحجۃ بن عبید اللہ الاعرج بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ علّامہ حسینی کے لقب سے مشہور ہیں۔

پاکستان میں علّامہ حسینی کے جد اعلیٰ فخر عالم ابوالحسن مدینہ سے کورم تشریف لائے۔ یہ روایت بھی ہے کہ وہ ایران سے آئے۔ ان کی تبلیغ سے اس علاقہ میں لوگوں نے اسلام قبول کیا اور شیعہ اثنا عشری عقائد کو اپنایا۔ فخر عالم کا مزار کڑمان میں ہے۔ فخر عالم کی اولاد میں بہت نامور اولیاء گزرے ہیں۔ انہی میں سے ہیں سیّد کریم داد بن سیّد رکن الدین بن سیّد شمس الدین بن سیّد شاہ غیاث الدین بن سیّد شاہ افضل بن سیّد افتخار بن شاہ ضیاء الدین بن سیّد شاہ طاہر بن سیّد شاہ طیب بن سیّد شاہ انور بن فخر عالم کہ جن کا مزار میر اصغر میلہ کچی چشمہ کے کنارے پر ہے۔ ان کے فرزند میر حبیب کا مزار بھی وہیں ہے۔ تاریخ انوار السادات کے مطابق یہ چشمہ سیّد کریم داد اور میر حبیب کی دُعا کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے جاری کیا اور اس سے چھ دیہات سیراب ہوتے ہیں۔ مختلف اطراف سے زائرین ان کے مزارات پر آتے ہیں اور چشمہ میں غسل کرتے ہیں۔ سیّد کریم داد کے پوتے سیّد میر قاسم ملقب مست تاجدار بن سیّد میر حبیب کا مزار کلاسیہ اورک زئی ومانی خیل قبائل تیراہ میں ہے۔ ابراہیم زئی سادات کے پاس ان کا خود نوشت وصیت نامہ بھی موجود ہے۔ ان کے مزار کی عمارت ایک باغ میں ہے اور وہاں ایک مسجد اور مسافر خانہ بھی ہے۔ وہ صاحب کرامات بزرگ تھے۔ ان کی نسل کے افراد پارہ چنار، کوہاٹ اور تیراہ وغیرہ میں ہیں۔ ان کے پوتے سیّد شاہ الماس بن سیّد شاہ اصغر بن سیّد میر قاسم کا مزار ہنگو، ضلع کوہاٹ، میں ہے۔ ہر مذہب وملت کے افراد شاہ الماس کو صاحب کرامات ولی اللہ مانتے ہیں اور ان کے مزار پر حاضری دیتے ہیں۔ علاقہ بنگش کے سادات کی اکثریت ان کی اولاد ہے۔

فخر عالم کی اولاد سے ہیں سیّد شاہ رضا بن محمد شاہ بن سیّد میاں شاہ علی بن سیّد نُور تواللہ عرف شاہ طوطی پیر بن سیّد عرب بن سیّد میر جعفر بن سیّد احمد بن سیّد شاہ خلیل (مؤرث سادات ہنگو، ابراہیم زئی بالا ولدری خیل و میر ہاشم خیل و استر زئی بالا) بن سیّد ابجد بن سیّد میراں بن حسام الدین بن نظام الدین بن سیّد شافی عرف سیّد طاہر بن سیّد افضل بن سیّد شرف بن فخر عالم کہ جن کا مزار ضلع کوہاٹ کے چشمہ خواجہ خضر کے جنوب میں نہر کے کنارے پر ہے۔ ان کے عقیدت مند بڑی تعداد میں ان کے مزار پر حاضری دیتے ہیں۔ ان کے مزار سے ملحق ان کے فرزند شاہ میراں اور پوتے سیّد گلوں بن شاہ میراں کے مزارات بھی ہیں۔ سیّد گلوں شاعر اہلبیت تھے اور ان کا کلام مجالس میں پڑھا جاتا ہے[1]۔

علّامہ حسینی کے آباء میں سے مشہور صوفی بزرگ سیّد میر عاقل شاہ تیراہ میں آباد ہوئے، وہاں دین کی تبلیغ کی اور عزاداری کی بنیاد رکھی۔ ان کے پوتے میر انور شاہ بن سیّد میاں داد شاہ بن سیّد میر عاقل شاہ نے اپنے باپ دادا کے مشن کو نہ صِرف جاری رکھا بلکہ اسے مزید وسعت دی۔ میر انور شاہ پشتو کے مشہور شاعر بھی تھے۔ دشمنانِ دین نے ان کی سخت مخالفت کی، ان پر حملے کیے اور ان کے مسکن کو تباہ کر دیا۔ میر انور شاہ کی وفات کے کچھ عرصہ بعد دشمنوں نے ان کی قبر کھود کر ان کا سر تن سے جدا کر دیا اور تین ماہ تک ان کے سر کی تیراہ کے علاقہ میں نمائش کی۔ میر انور شاہ کے خاندان والوں نے دشمنوں سے ان کا سر حاصل کر کے ان کی قبر کی بجائے ان کے نواسے کی قبر میں دفن کر دیا تاکہ دشمن دوبارہ ان کا سر نہ لے جائیں۔ میر انور شاہ کے فرزند مدد شاہ نے تیراہ سے ہجرت کر کے پیواڑ میں سکونت اختیار کی۔ بعد ازاں وہ تیراہ کی آبادی اور وہاں موجود اپنے بزرگوں کی قبروں کی حفاظت کرتے ہوئے دشمنوں کے ساتھ ایک معرکہ میں شہید ہوئے۔

علّامہ حسینی کرم ایجنسی کے گاؤں پیواڑ میں ۲۵ نومبر ۱۹۴۶ء کو پیدا ہوئے۔ اُنہوں نے چار جماعتیں گاؤں کے پرائمری سکول سے پاس کیں اور میٹرک تک تعلیم پاراچنار کے ہائی سکول میں حاصل کی۔ میٹرک کے بعد اُنہوں نے مدرسہ جعفریہ پاراچنار میں مذہبی تعلیم حاصل کی۔

---

۱ تاریخ انوار السادات ـــ ص ۵۰۹، ۵۱۵، ۵۲۰، ۵۲۱

علّامہ حسینی ۱۹۶۷ء میں مزید دینی تعلیم حاصل کرنے کے لیے نجف اشرف، عراق، چلے گئے۔ وہاں اُنہوں نے جن اساتذہ سے تعلیم حاصل کی ان میں امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ آقائی شیخ موحدی، آقائی شیخ اشرفی اصفہانی، شہید محراب آیت اللہ مدنی، آقائی لشکرانی اور آیت اللہ مرتضوی شامل ہیں۔

اپنے پسندیدہ استاد آیت اللہ مدنی کی طرح علّامہ حسینی بھی امام خمینی سے بہت متاثر تھے اور ان کے لیے اپنے دِل میں بے انتہا محبّت کے جذبات رکھتے تھے۔ وہ دونوں یعنی آیت اللہ مدنی اور علّامہ حسینی مغربین کی نماز امام خمینی کی اقتداء میں مدرسہ بروجردی میں ادا کرتے تھے اور ان کے درس میں شرکت کرتے تھے۔ جب امام خمینی نے ایران میں ڈھائی ہزار سالہ شہنشاہیت کا جشن منانے کے خلاف اپنی تقریر میں شاہ ایران کے اس عمل پر سخت تنقید کی اور بعد ازاں امام خمینی کے حامیوں نے شاہ کو مذمتی تار ارسال کیے تو علّامہ حسینی نے بھی پاکستانی طلباء کی طرف سے شاہ کو مذمتی تار بھیجا جس پر پاکستانی طلباء نے اعتراض کیا لیکن علّامہ حسینی نے ان کی کوئی پرواہ نہ کی۔

علّامہ حسینی طلباء کے اس احتجاجی جلوس میں بھی شامل تھے جو ۱۹۷۳ء میں عراقی حکومت کے آیت اللہ محسن الحکیم کو کوفہ میں نظر بند کرنے کے خلاف نکالا گیا۔ جلوس کے شرکاء کا پولیس سے تصادم بھی ہوا۔ بعد ازاں علّامہ حسینی کو مسجد کوفہ سے گرفتار کر لیا گیا۔ اسی سال علّامہ حسینی کو پاکستان آتے وقت امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا وکالت نامہ دیا جسے ایران کے سرحدی محافظوں نے تلاشی کے دوران چھین لیا۔

اگلے سال یعنی ۱۹۷۴ء میں جب علّامہ حسینی نے دوبارہ عراق جانے کی کوشش کی تو وہاں کی حکومت نے اُنہیں اجازت نہ دی۔ پھر وہ ایران چلے گئے اور قم میں آیت اللہ شہید مرتضیٰ مطہری، آیت اللہ ناصر مکارم شیرازی، آیت اللہ وحید خراسانی، آیت اللہ تبریزی اور آیت اللہ حرم پناہی سے مختلف علوم کی تعلیم حاصل کی۔ قم میں اپنے قیام کے دوران علّامہ حسینی نے اسلامی انقلاب کی ترویج اور کامیابی میں بھرپور کردار ادا کیا۔ اس سلسلہ میں نکالے جانے والے جلوسوں میں شرکت کی اور امام خمینی کے پیغامات کو پھیلایا جس کے نتیجہ میں شاہ کی بدنام زمانہ تنظیم ساواک نے اُنہیں گرفتار کر کے ضلعی انتظامیہ کے حوالے کر دیا۔ قید کی تکالیف اور حکومت کی طرف سے ایران بدر کرنے کی دھمکیاں اُنہیں خاموش رہنے اور سمجھوتہ کرنے پر مجبور نہ کر سکیں۔

علّامہ حسینی ۱۹۷۷ء میں ایران سے واپس پاکستان آ گئے اور پارہ چنار کے مدرسہ جعفریہ میں درس و تدریس کی ذِمّہ داریاں سنبھال لیں۔ کرم ایجنسی کے مشکل حالات میں اُنہوں نے مجاہدانہ تاریخ ساز کردار ادا کیا۔ پاکستان میں تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کے بانی علّامہ مفتی جعفر حسین کی ۲۹ اگست ۱۹۸۳ء کو وفات کے بعد علّامہ عارف حسین حسینی کو مورخہ ۱۰ فروری ۱۹۸۴ء کو پارٹی کے دستور کے مطابق تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کا قائد چن لیا گیا۔ اس کے بعد امام خمینی نے ولی فقیہ کی حیثیت سے علّامہ حسینی کو پاکستان میں اپنا نمائندہ مقرر کر دیا[1]۔

علّامہ حسینی نے تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کی قیادت سنبھالتے ہی ملک گیر دورے کیے اور ملت جعفریہ کو اپنے حقوق کے حصول کے لیے جدوجہد کرنے پر آمادہ کیا۔ فوجی آمر جنرل ضیاء الحق کی حکومت نے اپنے زعم میں انہیں خوفزدہ کرنے اور ان کے مشن کو کمزور کرنے کے لیے کوئٹہ میں ٦ جولائی ۱۹۸۵ء کو ملت جعفریہ کے حقوق کے حصول کے لیے نکالے گئے جلوس پر فائرنگ کروا کے ۱۷ افراد کو شہید کر دیا۔ علّامہ حسینی نے اس سانحہ پر شدید ردِّ عمل کا اظہار کیا اور پھر اسیران کوئٹہ کی رہائی کے لیے تاریخی لانگ مارچ کا اعلان کر کے حکومت کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا۔ حکومت کی اسلام کا نام استعمال کر کے اپنے اقتدار کو طول دینے کی کوششوں کی علّامہ حسینی نے بھرپور مخالفت کی اور صدر ضیاء الحق کے ریفرنڈم کو ڈھونگ اور اس کی ایماء پر پیش کیے جانے والے شریعت بل کو فرقہ وارانہ قرار دے کر یکسر مسترد کر دیا۔ ضیاء حکومت کے خلاف تحریک بحالی جمہوریت کے ساتھ اُنہوں نے تعاون کیا۔

علّامہ حسینی نے ملک میں حقیقی اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے جدوجہد کی اور مسلمانوں کے درمیان اتحاد پر بہت زور دیا اور اس سلسلہ میں عملی اقدامات کیے۔ وہ اہلسنت کے اکابر علماء سے مسلسل رابطہ میں رہے اور لاہور سمیت بڑے شہروں میں قرآن و سنت کانفرنسوں کا انعقاد کیا۔ اُنہوں نے اپنی تقاریر میں ایران کے اسلامی انقلاب، لبنان، عراق، فلسطین، افغانستان، کشمیر اور دنیا کے دوسرے علاقوں میں چلنے والی اسلامی انقلابی

---

۱ قتیل سحر (خلاصہ سفیر نُور) ــــ تسلیم رضا خان ــــ ص ۱۳۔ ۱۵، ۱۷۔ ۲۲، ۲۸۔ ۳۱، ۳۵، ۴۳، ۶۷، ۷٦ ــــ العارف اکیڈمی ــــ لاہور

تحریکوں کی بھرپور حمایت کی اور امریکہ، روس، اسرائیل اور ہندوستان کی حکومتوں کی طرف سے مسلمانوں کے خلاف کی جانے والی سازشوں کو بے نقاب کیا۔

علّامہ حسینی کے کہنے پر اس وقت کے ایرانی صدر علی خامنائی کا جنوری ۱۹۸۶ء میں پاکستان آمد پر تاریخی عوامی استقبال ہوا۔ ۱۹۸۷ء میں مکّہ میں امریکہ مخالف احتجاج کرنے پر ایرانی حاجیوں کے قتل عام کے بعد ایران نے حج کا بائیکاٹ کیا تو اگلے سال حج کے موقع پر علّامہ حسینی کے کہنے پر ان کی پارٹی کے افراد نے مکّہ میں امریکہ مخالف احتجاج کیا جس کے نتیجہ میں کچھ پاکستانی حجاج جیسے علّامہ فاضل موسوی، ڈاکٹر محمد علی نقوی وغیرہ کو سعودی حکومت نے گرفتار کر لیا اور علّامہ حسینی کی شہادت کے بعد انہیں رہا کیا[1]۔

مؤلف نے مختلف ملاقاتوں میں علّامہ حسینی کی گفتگو، صحافیوں کے ساتھ ان کی بات چیت اور مختلف جلسوں میں ان کی تقاریر کو سنا اور اُنہیں عالم، فاضل، مخلص، نڈر اور اعلیٰ سیاسی بصیرت کا حامل پایا۔ وہ نیک سیرت، خوبصورت اور بہترین اخلاق والے تھے۔ وہ پاکستان میں مقبول ترین شیعہ راہنما بن کر ابھرے۔ پاکستان میں شیعہ انقلابی لیڈر کی حیثیت سے ان کی شہرت بہت جلد بیرونی دنیا میں پھیل گئی۔ ان میں اصولوں پر کسی بھی صورت میں سمجھوتہ نہ کرنے کی خوبی تھی جس کے باعث وہ عوام کی پسندیدہ اور حکمرانوں کی ناپسندیدہ شخصیت بن گئے۔ ان کے مضبوط کردار اور انقلابی نظریات سے خائف حکومت نے بیرونی اشارہ پر کرایہ کے قاتل کے ذریعہ انہیں پشاور میں ان کے مدرسہ میں ۵ اگست ۱۹۸۸ء کو شہید کروا دیا۔ انہیں ان کے آبائی گاؤں پیواڑ میں دفن کیا گیا۔

علّامہ حسینی کی پاکستان میں اتحاد بین المسلمین کے لیے کی گئی کاوشوں کی تفصیل کتاب ”نقیبِ وحدت ــــ علّامہ عارف حسین الحسینی“ میں ہے جسے سیّد نثار علی الحسینی الترمذی نے تالیف کیا۔ ان کے حالاتِ زندگی کی تفصیل کتاب ”سفیرِ نُور“ میں ہے جسے تسلیم رضا خان نے تالیف کیا۔

---

۱ قتیل سحر ــــ ص ۸۱، ۸۴، ۹۰، ۹۶، ۱۰۳، ۱۲۱

مولانا زین العابدین المعروف ترمذی

زین العابدین [والد مؤلف] بن محمد یسین بن حسین بخش بن الٰہی بخش بن احسان علی بن قلندر بخش بن ناصر علی بن زین العابدین بن سیّد سکہا بن سیّد حامد بن شاہ راجو المعروف زندہ پیر بن عبدالملک بن میراں محمد یوسف بن سیّد احمد بن سیّد میر محمد بن بہاؤالدین بن عبداللہ بن سیّد محمد بن عبداللہ بن سیّد حیدر بن شاہ حامد بزرگ بن احمد زاہد بن حمزہ علی بن ابو بکر علی بن عمر علی بن محمد* بن شاہ احمد توختہ بن علی بن حسن** بن محمد مدنی بن حسن*** بن موسیٰ حمصہ بن علی بن حسین اصغر رضی اللہ عنہ [۱] ۱۵ اپریل ۱۹۱۷ء (۲۱ جمادی الثانی ۱۳۳۵ھ) کو سید کھیڑی کے ایک معزز مذہبی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ وہ مولانا زین العابدین ترمذی اور مولوی زین العابدین کے ناموں سے مشہور ہیں۔

مولانا زین العابدین ترمذی کے دادا حسین بخش اپنے عزیزوں کی ۱۴ عورتوں کو لے کر مقامات مقدسہ کی زیارات کے لیے سید کھیڑی سے عراق گئے۔ وہ نجف اشرف میں فوت ہوئے اور وہیں دفن ہیں۔ مولانا زین العابدین ترمذی کے والد بزرگوار محمد یسین ایک محنتی، محبّت کرنے والے، صلح جو اور شریف النفس انسان تھے۔ ان کے عزیز و اقارب اور گاؤں کے لوگ ان کی تعریف کرتے اور عزّت کرتے تھے۔ ان کا شمار امام حسین علیہ السّلام کے پُر عزم عزاداروں میں ہوتا تھا۔ ۱۹۴۷ء کی تقسیمِ ہند کے بعد وہ اپنے خاندان اور گاؤں کے دوسرے مسلمانوں کے ہمراہ سید کھیڑی سے پاکستان آ گئے اور چند ماہ ضلع سیالکوٹ کے گاؤں فیروز کے ناگرہ میں قیام کے بعد ضلع جھنگ کے گاؤں واڑہ میں آباد ہو گئے۔ وہ ۲۸ نومبر ۱۹۶۴ء (۲۲ رجب ۱۳۸۴ھ) کو فوت ہوئے اور واڑہ میں دفن ہیں۔

---

* شجرہ نسب ترمذی سادات کے مطابق محمد توختہ کے بھائی ہیں لیکن تاریخ انوار السادات اور دیگر کتب کے مطابق وہ توختہ کے فرزند ہیں۔

** شجرہ نسب ترمذی سادات میں یہ نام حسین ہے جب کہ قدیم و جدید کتب نسب میں حسن ہے۔

*** شجرہ نسب ترمذی سادات میں حسن کا نام نہیں ہے جب کہ قدیم و جدید کتب نسب میں ہے۔

۱ شجرہ نسب ترمذی سادات

مولانا زین العابدین ترمذی نے گورنمنٹ لوئر مڈل سکول گوہلہ سے چھ جماعتیں پاس کیں۔ گورنمنٹ مڈل سکول راجپورہ سے اُنہوں نے مڈل کیا۔ پھر انبالہ مسلم ہائی سکول میں داخل ہوئے لیکن ایک سال بعد تعلیم کے سلسلہ کو مؤخر کر دیا۔ اُنہیں بچپن ہی سے مذہبی علوم اور سرگرمیوں سے لگاؤ تھا۔ وہ علماء کی محافل میں شوق سے بیٹھتے اور مذہبی کتب کا کثرت سے مطالعہ کرتے تھے۔ اگر سید کھیڑی کی مسجد ناصر علی کے مولوی عالم حسین گاؤں میں موجود نہ ہوتے تو نماز عید، نماز جنازہ اور نکاح وغیرہ مولانا زین العابدین ترمذی پڑھاتے تھے۔ مجالس پڑھنی بھی اُنہوں نے نوجوانی میں ہی شروع کر دی تھیں۔ وقت کے ساتھ ساتھ ان کے مذہبی عِلم اور سرگرمیوں میں اضافہ ہوتا گیا جن میں محرم اور دوسرے مواقع پر مجالس پڑھنا، امام جمعہ و جماعت کے فرائض انجام دینا اور شرعی مسائل پر دروس دینا بھی شامل تھے۔ اپنی مذہبی خدمات کو اُنہوں نے اپنی معیشت کا ذریعہ کبھی نہ بنایا اور ساری زندگی دین کی بے لوث تبلیغ کی۔

مولانا زین العابدین ترمذی نے اجتماعی مذہبی امور کی بے غرض انجام دہی کے ساتھ ساتھ گھر کا خرچ چلانے کے لیے مختلف اوقات میں مختلف ملازمتیں کیں۔ اُنہوں نے تین ماہ گورنمنٹ مڈل سکول راجپورہ میں "ان ٹرینڈ ٹیچر" کی حیثیت سے کام کیا۔ لدھیانہ میں جرابیں اور سویٹر بنانے والی ہوزری میں بھی چار پانچ ماہ کام کیا۔ مورخہ ۳ فروری ۱۹۴۲ء سے ۱۸ اپریل ۱۹۴۶ء تک اُنہوں نے فوج میں ملازمت کی اور راولپنڈی میں تعینات رہے۔ فوج کی طرف سے انہیں "انڈیا سروس میڈل" اور "وار میڈل" بھی ملے۔ ۱۹۴۷ء کی تقسیمِ ہند کے بعد وہ اپنے خاندان اور گاؤں کے دوسرے مسلمانوں کے ہمراہ سید کھیڑی سے ہجرت کر کے پاکستان آ گئے اور چند ماہ ضلع سیالکوٹ کے گاؤں فیروز کے ناگرہ میں قیام کے بعد ضلع جھنگ کے گاؤں واڑہ میں آباد ہو گئے۔ یہاں اُنہوں نے نزدیکی گاؤں خانو والا کے سکول میں کچھ عرصہ استاد کی حیثیت سے کام کیا۔ پنجاب کے محکمہ جیل خانہ جات میں بھی چھ، سات سال ملازمت کی اور فیصل آباد اور بورے والا فارمز میں تعینات رہے۔ اسی اثناء میں اُنہوں نے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ بعد ازاں بورے والا ٹیکسٹائل ملز میں اُنہوں نے تقریباً ۲۸ سال بطور کلرک ملازمت کی۔

ان ملازمتوں کے دوران مولانا زین العابدین ترمذی جہاں بھی رہے وہاں اُنہوں نے بھرپور

مذہبی خدمات سر انجام دیں۔ امامیہ مشن کے شعبہ مبلغین کی جانب سے ہر سال محرم کی مجالس پڑھنے کے لیے مختلف شہروں میں جاتے تھے۔ بورے والا میں اُنہوں نے ۱۵ سال سے زائد عرصہ تک امام جمعہ و جماعت کے فرائض انجام دیئے جس کا اجازہ انہیں ملتان کے علّامہ سیّد گلاب علی شاہ نقوی نے دیا تھا۔ بورے والا سے ۲۱ میل دُور وہاڑی شہر کے مولانا غلام محمد بانٹھ مرحوم جب مزید مذہبی تعلیم حاصل کرنے کے لیے ۱۹۸۰ء میں قم گئے تو مولانا زین العابدین ترمذی نماز جمعہ پڑھانے کے لیے اکثر وہاڑی جاتے تھے۔ یہ سلسلہ چار سال تک جاری رہا۔

بورے والا میں مولانا زین العابدین ترمذی کے طویل قیام کے دوران اس شہر اور گرد و نواح کے مومنین کی ہر خوشی و غم میں ان کی شرکت ایک طے شدہ امر تھا۔ نکاح بھی وہ پڑھاتے تھے، جنازے بھی وہ پڑھاتے تھے اور مومنین کی بپا کردہ مجالس بھی وہ پڑھتے تھے۔ وہ ہر امام علیہ السّلام کی تاریخ ولادت اور شہادت پر بورے والا کی امام بارگاہ میں مجلس پڑھتے تھے۔ مجالس میں اپنی تقاریر کے دوران مولانا زین العابدین ترمذی فضائل اور مصائب بیان کرنے کے ساتھ ساتھ واجبات پر عمل کرنے اور حرام سے بچنے پر بہت زور دیتے تھے۔ نماز، خمس اور تقلید کے مسائل کو جاننے اور ان پر عمل کرنے کی طرف اُنہوں نے خصوصی طور پر لوگوں کی توجہ مبذول کروائی۔ اُمّت مسلمہ خصوصاً ملت جعفریہ کے خلاف ہونے والی عالمی سامراجی سازشوں کو اُنہوں نے اپنی تقاریر میں بے نقاب کیا۔ غیر شرعی رسوم و رواج اور غلط عقائد کے خلاف اُنہوں نے زبانی اور عملی طور پر جہاد کیا اور اس ضمن میں کچھ لوگوں کی طرف سے کی جانے والی مخالفت اور پیدا کردہ مشکلات کو صبر اور ثابت قدمی سے برداشت کیا۔

بورے والا کی امام بارگاہ میں مولانا زین العابدین ترمذی نے بچّوں کو دینی تعلیم سے آراستہ کرنے کے لیے ایک مدرسہ بھی قائم کیا تھا اور ایک عالم دین کو مدرس رکھا تھا۔ اس مدرسہ کے تمام اخراجات کا انتظام علاقہ کے مومنین کے تعاون سے مولانا زین العابدین ترمذی ہی کرتے تھے۔ یہ سلسلہ کئی سال تک جاری رہا۔ پھر مولانا زین العابدین ترمذی نے کچھ مخلص مومنین جن میں چوہدری ظفر علی ایڈووکیٹ اور چوہدری فدا حسین ایڈووکیٹ وغیرہ شامل تھے کے ساتھ مل کر بورے والا کے نواحی چک ۵۰۵ میں مدرسہ جعفریہ قائم کیا۔

مولانا زین العابدین ترمذی نے ۷۴۔۱۹۷۳ء کی تحریک ختم نبوت میں بھرپور حصّہ لیا اور اس حوالہ سے بورے والا میں مسلمانوں کے مختلف مکاتب فکر کی مساجد و مدارس میں منعقد ہونے والے اجتماعات میں علاقہ کے شیعہ مذہبی راہنما کی حیثیت سے تقاریر کیں۔ بورے والا کے مدرسہ عربیہ اسلامیہ میں منعقد ایک بڑے اجتماع میں اُنہوں نے سپاس نامہ پیش کیا اور ختم نبوت سے متعلق محکم شیعہ عقائد کو بیان کیا۔ اس اجتماع سے جمیعت علماءِ اسلام کے راہنما مولانا مفتی محمود اور دوسرے قومی مذہبی راہنماؤں نے بھی خطاب کیا۔

مولانا زین العابدین ترمذی کا گھر میں زیادہ تر وقت مذہبی کتب کے مطالعے میں گزرتا تھا۔ انہیں مذہبی کتابیں خریدنے اور پڑھنے کا بہت شوق تھا۔ اُنہوں نے قرآن مجید کی مختلف تفاسیر اور احادیث، اسلامی عقائد، شخصیات اور تاریخ کے موضوعات پر سینکڑوں کتابیں اپنی ذاتی لائبریری میں جمع کیں۔ ان میں کوئی ایسی کتاب نہیں تھی جسے اُنہوں نے بغیر پڑھے رکھ دیا ہو۔ جب کہ بعض کتب کا وہ بار بار مطالعہ کرتے تھے۔ کسی بیماری یا مجبوری کے ایام کے علاوہ ان کی زندگی میں مشکل سے ہی کوئی ایسا دن گزرا ہو گا جس میں اُنہوں نے کسی کتاب کا مطالعہ نہ کیا ہو۔ یہاں تک کہ آنکھ کے آپریشن سے پہلے بینائی کم ہو جانے کے دوران ان کے ایک شاگرد نجابت خان ہفتہ میں دو دن انہیں کتاب پڑھ کر سناتے تھے اور مولانا زین العابدین ترمذی اپنے وسیع عِلم کے باعث کتاب میں بیان کیے گئے مسائل کی تشریح کرتے تھے۔ یہ سلسلہ بھی کافی عرصہ جاری رہا اور کئی کتابیں اس طرح پڑھی گئیں۔

روزانہ رات کے پچھلے پہر اُٹھ کر تسبیحات پڑھنا اور نماز فجر سے پہلے نماز تہجد ادا کرنا مولانا زین العابدین ترمذی کی زندگی کا ایک معمول تھا۔ ان کا کہنا تھا کہ ایک مسلمان کے گھر صبح کے وقت قرآن ضرور پڑھا جانا چاہیے۔ وہ عالم، مبلغ، متقی، مصلح، امین اور دیانت دار تھے۔ ان کے بے داغ مضبوط کردار کے باعث ہر مذہب و ملت کے افراد ان کی بے انتہا عزّت کرتے، ان کی بات پر اعتماد کرتے اور اپنی امانتیں ان کے پاس رکھواتے تھے۔ ان کا شمار خیرات کرنے والوں اور صلہ رحمی کرنے والوں میں ہوتا تھا۔ ہر ماہ ان کی تنخواہ میں ان کی حیثیت کے مطابق مسجد و امام بارگاہ، مدرسہ، یتیموں، بیواؤں اور حاجتمندوں کا حصّہ ہوتا تھا جسے وہ تنخواہ ملنے کے بعد سب سے پہلے ادا کرتے تھے۔ محدود وسائل کے

باوجود اُنہوں نے کبھی کسی سے قرض نہیں لیا اور اپنے خرچ کو اپنی آمدنی سے بڑھنے نہیں دیا۔ اپنے رشتہ داروں سے رابطہ رکھنا اور ان کی ہر خوشی و غم میں شریک ہونا ان کی بہت سی صفات میں سے ایک صفت تھی۔

مولانا زین العابدین ترمذی اپنے کام خود کرنے کو ترجیح دیتے تھے اور دوسروں سے مدد طلب کرنا گوارا نہیں کرتے تھے۔ اس سلسلہ میں دوسروں کی طرف سے کی گئی پیشکش کو بھی وہ عموماً قبول نہیں کرتے تھے۔ ان کے بھانجے سیّد فرمان علی بن احسان علی کہتے ہیں کہ میں نے اپنے ماموں سے ان کی مطمئن زندگی کا راز پوچھا تو انہوں نے کہا: ''میں دوسروں سے توقعات وابستہ نہیں کرتا۔''

۱۹۸۴ء میں ملازمت سے ریٹائرمنٹ کے بعد مولانا زین العابدین ترمذی اسلام آباد آ گئے جہاں ان کے بیٹے ملازمت کرتے تھے۔ اسلام آباد میں اُنہوں نے اپنی بے لوث مذہبی خدمات کے سلسلہ کو جاری رکھا جن میں مجالس پڑھنا اور دروس دینا وغیرہ شامل تھے۔ وہ مولانا سیّد محمد ثقلین کاظمی مرحوم کے ان چند مخلص دوستوں میں شامل تھے جن کے مشورہ سے اسلام آباد میں ۱۹۸۷ء میں سالانہ دس روزہ تبلیغی مجالس برائے ایصالِ ثواب مرحومین کا سلسلہ شروع کیا گیا۔ مولانا سیّد محمد ثقلین کاظمی نے ۲۰۱۱ء کی ان مجالس کی رپورٹ میں مولانا زین العابدین ترمذی کا تذکرہ ان مجالس کی بنیاد رکھنے والے مخلصین میں کیا ہے۔

۱۹۹۲ء میں مولانا زین العابدین ترمذی نے اپنے کنبہ کے ہمراہ راولپنڈی میں رہائش اختیار کر لی۔ اس شہر میں بھی اُنہوں نے بے غرض مذہبی خدمات سر انجام دیں۔ خرم کالونی، مسلم ٹاؤن، کی مسجد جعفریہ میں اُنہوں نے مجموعی طور پر پانچ سال سے زائد عرصہ تک نماز پڑھائی اور دروس دیئے۔ مجالس پڑھنے، مذہبی کاموں پر پیسہ خرچ کرنے اور غرباء کی امداد کرنے کا سلسلہ یہاں بھی حسب سابق جاری رہا۔ اپنی تقاریر میں اُنہوں نے اتحاد بین المسلمین پر زور دیا اور کبھی کوئی ایسی بات نہ کہی جس سے فرقہ واریت کو ہوا ملے۔ اہلسنت کے علماء بھی ان کی بہت عزّت کرتے تھے۔ راولپنڈی کے علاقہ مسلم ٹاؤن میں اہلسنت کی جامع مسجد گلزار حبیب المعروف نوری مسجد کے امام جمعہ و جماعت اور مدرسہ محمدیہ انوار القرآن کے بانی و مہتمم مولانا بدیع الزمان نوری المعروف باباجی جب اپنی مسجد میں منعقد ہونے والی

کِسی تقریب میں شرکت کے لیے مولانا سیّد زین العابدین ترمذی کو دعوت نامہ بھیجتے تو ان کے نام سے پہلے فخر سادات اور بعد میں رحمۃ اللہ علیہ لکھتے تھے۔

مولانا زین العابدین ترمذی نے ہمیشہ ملت جعفریہ کے راہنماؤں کے ساتھ رابطہ رکھا اور اپنی زندگی میں ہونے والے تقریباً سب بڑے اجتماعی پروگراموں میں شرکت کی۔ اس سلسلہ میں ان کی جدوجہد ۱۹۳۹ء میں لکھنؤ ایجی ٹیشن سے شروع ہوئی جہاں اُنہوں نے پنجاب سے سب سے پہلے پہنچ کر گرفتاری دی۔ اُنہیں تین ماہ کی قید اور پندرہ روپے جرمانہ ہوا۔ جرمانہ ادا نہ کرنے کی وجہ سے اُنہوں نے ساڑھے تین ماہ قید کاٹی۔ جب انہیں رہا کیا گیا تو ایجی ٹیشن جاری تھا۔ اُنہوں نے پھر گرفتاری پیش کر دی۔ جیل حکام کی طرف سے ان کی کم عمری دیکھ کر انہیں رہا کرنے کی پیشکش کی گئی جسے اُنہوں نے حقارت سے ٹھکرا دیا اور ایجی ٹیشن کے ختم ہونے تک قید میں رہے۔ اسی قید و بند کے دوران امامیہ مشن کے جنرل سیکریٹری ابن حسن سے ان کی دوستی ہو گئی۔

پاکستان میں ملت جعفریہ کے قائدین علّامہ سیّد محمد دہلوی مرحوم، علّامہ مفتی جعفر حسین مرحوم، علّامہ سیّد عارف حسین حسینی شہید اور علّامہ سیّد ساجد علی نقوی سے مولانا زین العابدین ترمذی کا مسلسل رابطہ رہا اور اس طرح اپنے علاقہ کے لوگوں کو اُنہوں نے قومی امور سے آگاہ رکھا۔ وفاق علماء شیعہ پاکستان سے بھی وہ کافی عرصہ مربوط رہے۔ قومی مذہبی امور کی انجام دہی کے لیے اُنہوں نے کبھی عہدہ لینا پسند کیا نہ شہرت کا لالچ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں نفس کی حرص اور طبیعت کے بخل سے بچائے رکھا۔

ماہ جنوری ۲۰۰۸ء کے پہلے ہفتہ میں نماز ظہرین کی ادائیگی کے لیے وضو کرتے وقت گر جانے کے باعث ان کے کولہے کی ہڈی ٹوٹ گئی جس کے بعد وہ بستر سے نہیں اٹھ سکے۔ ۱۶ جولائی ۲۰۰۹ء (۲۲ رجب ۱۴۳۰ھ) کو، چند روز بخار میں مبتلا رہنے کے بعد، وہ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ اُنہیں راولپنڈی میں کری روڈ کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔ مولانا محمد ثقلین کاظمی نے نماز جنازہ پڑھائی اور بڑھاپے اور بیماری کے باوجود تدفین و تلقین کے لیے خود لحد میں اترے۔

مولانا زین العابدین ترمذی کی ۹۲ سالہ زندگی کے دوران ان میں کوئی تضاد نہ دیکھا گیا۔ اپنی

تقاریر اور دروس میں وہ جن باتوں پر عمل کرنے کے لیے دوسروں سے کہتے تھے ان پر خود بھی سختی سے عمل کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اُنہوں نے مذہبی کتابوں کے علاوہ کوئی جائیداد یا مالِ دنیا وراثت میں نہیں چھوڑا۔ اسلام آباد میں جامعہ الکوثر اور جامعہ اہلبیت کے بانی و مہتمم علاّمہ شیخ محسن علی نجفی نے ایک مرتبہ مولانا زین العابدین ترمذی کے بارے میں مؤلف سے کہا: ''وہ مومنِ خالص ہیں۔ ایسے لوگ خال خال ملتے ہیں۔'' مختلف شہروں میں مولانا زین العابدین ترمذی کی تقاریر اور شرعی مسائل پر ان کے دروس کے نتیجہ میں ہزاروں افراد میں دین کے بارے میں آگاہی پیدا ہوئی۔ اس کتاب کی تالیف بھی ان کی تعلیم وتربیت کا ایک ثمر ہے۔[1]

---

1 مولانا سیّد زین العابدین ترمذی اور ان کے آباء کے بارے میں معلومات مؤلف کے اپنے مشاہدات اور مولانا زین العابدین ترمذی مرحوم کے ساتھ گفتگو پر مبنی ہیں۔ کچھ معلومات مندرجہ ذیل افراد نے مؤلف کے ساتھ گفتگو میں دیں یا ان کی تصدیق کی: سیّد قربان علی بن محمد یٰسین، سیّدہ امامی صغریٰ بنت باقر حسین، سیّدہ عالیہ زہرا بنت کلب عباس، سیّد ذوالفقار حسین بن احمد حسن، سیّد صغیر حسین بن محمد شفیع، سیّد انوار علی بن احسان علی، سیّد کلب عباس بن زین العابدین، سیّد فرمان علی بن احسان علی، سیّد انجم علی بن محمود علی اور شیر زمان بن اولیاء خان

ضمیمہ

حسین اصغر رضی اللہ عنہ ــــ ایک جھلک

نام: حسین بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السّلام المعروف حسین اصغر محدث۔

کنیت: اباعبداللہ۔

والدہ: ساعدہ، عنان۔

پیدائش: ۸۳ھ۔ مدینہ منورہ۔

عمر: ۷۴ سال۔

وفات: ۱۵۷ھ۔ مدینہ منورہ۔

مدفن: جنّت البقیع۔

اوصاف: (۱)مشابہ والد امام زین العابدین علیہ السّلام، (۲) چوتھے، پانچویں اور چھٹے امام کے صحابی، (۳) تابعی، (۴) محدث، (۵) ثقہ، (۶) صدوق، (۷) حلیم، (۸) عالم، (۹) فاضل، (۱۰) متقی، (۱۱) پاکدامن، (۱۲) عابد، (۱۳) سخی، (۱۴) مستجاب الدعا۔

مشائخ: (جن سے حسین اصغر رضی اللہ عنہ نے روایت کی) امام علی بن حسین زین العابدین علیہما السّلام، امام محمد بن علی الباقر علیہما السّلام، امام جعفر بن محمد الصادق علیہما السّلام، فاطمہ بنت حسین علیہما السّلام، زید بن علی علیہما السّلام، صحابی رسول ابا طفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ، وہب بن کیسان وغیرہم۔

شاگرد: (جنہوں نے حسین اصغر رضی اللہ عنہ سے روایت کی) علی، عبید اللہ، عبد اللہ، محمد، حسن، ابراہیم، سلیمان بنی حسین اصغر رضی اللہ عنہ، عبد اللہ بن مبارک، عبد الرحمٰن بن ابی الموال، موسیٰ بن عقبہ، محمد بن عمر الواقدی، خارجہ بن عبد اللہ، عنبسۃ بن بجاد العابد، محمد بن عبید اللہ فزاری، علی بن صالح المکی، یحییٰ بن سلام، کلیب بن عبد الملک، لُوط بن اسحاق نوفلی، صالح بن ابی الاسود وغیرہم۔★

★ حسین اصغر رضی اللہ عنہ کے بارے میں مندرجہ بالا معلومات کے مآخذ اس کتاب کے پہلے باب میں متعلقہ صفحات پر درج ہیں۔

مصادر مسند حسین اصغر رضی اللہ عنہ

۱. القرآن الحکیم
۲. الکافی
۳. سنن النسائی
۴. سنن الترمذی وھو الجامع الصحیح
۵. الاستبصار فیما اختلف من الاخبار
۶. تھذیب الاحکام
۷. المستدرک علی الصحیحین
۸. سنن الدارقطنی
۹. الارشاد فی معرفۃ حجج اللہ علی العباد
۱۰. مسائل الناصریات
۱۱. الامالی المفید
۱۲. الامالی الصدوق
۱۳. الامالی الطوسی
۱۴. الامالی الامام احمد بن عیسیٰ
۱۵. الامالی الاثنینیۃ
۱۶. الامالی الخمیسیۃ
۱۷. الامالی الشجریۃ
۱۸. امالی ابن بشران
۱۹. کامل الزیارات
۲۰. کفایۃ الاثر فی النص علی الائمۃ الاثنی عشر
۲۱. مائۃ منقبۃ
۲۲. بصائر الدرجات الکبریٰ
۲۳. کنز الفوائد
۲۴. کمال الدین وتمام النعمۃ
۲۵. علل الشرائع
۲۶. الخصال
۲۷. التوحید
۲۸. معانی الاخبار
۲۹. رسالۃ فی المھر
۳۰. کتاب الولایۃ
۳۱. تاویل الآیات الظاھرۃ فضائل العترۃ الطاھرۃ
۳۲. الذھد ویلیہ الرقائق
۳۳. تفسیر الفرات الکوفی
۳۴. مناقب الامام امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السّلام
۳۵. الغیبۃ
۳۶. جواھر العقدین فی فضل الشرفین
۳۷. ذخائر العقبی فی مناقب ذوی القربی
۳۸. شواھد التنزیل
۳۹. الیقین

۴۰. الایضاح
۴۱. الذریۃ الطاہرۃ
۴۲. اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ
۴۳. فضائل امیر المومنین (علیہ السّلام)
۴۴. فوائد تمام
۴۵. الذریۃ
۴۶. دلائل الامامۃ
۴۷. الکلینی والکافی
۴۸. عمدۃ عیون صحاح الاخبار فی مناقب امام الابرار
۴۹. فتح الباری شرح صحیح البخاری
۵۰. فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث
۵۱. معرفۃ علوم الحدیث
۵۲. شرح احقاق الحق
۵۳. العجالۃ فی الاحادیث المسلسلۃ
۵۴. التدوین فی اخبار قزوین
۵۵. تسمیۃ من روی عن الامام زید بن علی علیہ السّلام من التابعین
۵۶. فلاح السائل
۵۷. معجم ابن المقری
۵۸. التمہید لما فی الموطأ من المعانی والأسانید
۵۹. الاستذکار
۶۰. مسند الشہاب
۶۱. معجم السفر
۶۲. مناسک حج
۶۳. ارواء العلیل فی تخریج احادیث منار السبیل
۶۴. الفوائد المنتقاۃ والغرائب الحسان عن الشیوخ الکوفیین انتخبہا
۶۵. شرح نہج البلاغۃ
۶۶. الشذا الفیاح من علوم ابن الصلاح رحمہ اللہ تعالیٰ
۶۷. مشیخۃ الشیخ الاجل محمد الرازی ابن الحطاب
۶۸. رجال النجاشی
۶۹. رجال الطوسی
۷۰. الفہرست الطوسی
۷۱. رجال الکشی
۷۲. الطبقات الکبریٰ
۷۳. تقریب التہذیب
۷۴. تہذیب التہذیب
۷۵. تہذیب الکمال فی اسماء الرجال
۷۶. الثقات
۷۷. مشاہیر علماء الامصار اعلام فقہا الاقطار
۷۸. رجال ابن داؤد
۷۹. مجالس المؤمنین

۸۰. الرجال لابن الغضائری
۸۱. الوافی بالوفیات
۸۲. سیر اعلام النبلاء
۸۳. الرسائل الرجالیة
۸۴. الکنی والاسماء للدولابی
۸۵. مستدرکات علم رجال الحدیث
۸۶. الفهرست منتجب الدین
۸۷. توضیح المشتبة فی ضبط اسماء الرواة وانسابهم والقابهم وکناهم
۸۸. قاموس الرجال
۸۹. اعیان الشیعة
۹۰. مستدرکات اعیان الشیعة
۹۱. الجداوّل الصغرٰی مختصر الطبقات الکبرٰی
۹۲. موسوعة رجال الزیدیة
۹۳. تهذیب المقال فی تنقیح کتاب الرجال النجاشی
۹۴. معجم رجال الحدیث و تفصیل طبقات الرواة
۹۵. جامع الرواة و ازاحة الاشتبهات عن الطرق والاسناد
۹۶. الفائق فی رواة و اصحاب الامام صادق علیه السلام
۹۷. مستدرک سفینة البحار
۹۸. الدرجات الرفیعة
۹۹. سر السلسلة العلویة
۱۰۰. المجدی فی انساب الطالبین
۱۰۱. عمدة الطالب فی انساب آل ابی طالب
۱۰۲. الشجرة المبارکة فی الانساب الطالبیة
۱۰۳. جمهرة انساب العرب
۱۰۴. الفخری فی انساب الطالبین
۱۰۵. نسب قریش
۱۰۶. الانساب
۱۰۷. لباب الأنساب والألقاب والأعقاب
۱۰۸. سمط النجوم العوالی فی انباء الاوائل والتوالی
۱۰۹. تکملة اکمال الاکمال فی الانساب والاسماء والالقاب
۱۱۰. حیات الامام محمد الباقر علیه السّلام
۱۱۱. التاریخ الکبیر
۱۱۲. مروج الذهب و معادن الجواهر (تاریخ المسعودی)
۱۱۳. تاریخ الیعقوبی
۱۱۴. تاریخ الاسلام
۱۱۵. تاریخ الامم والملوك (تاریخ طبری)
۱۱۶. تاریخ ابن خلدون
۱۱۷. تاریخ قم
۱۱۸. تاریخ بغداد او مدینة السّلام

۱۱۹۔ تاریخ مدینۃ دمشق
۱۲۰۔ التحفۃ اللطیفۃ فی تاریخ المدینۃ الشریفۃ
۱۲۱۔ ذیل تاریخ بغداد
۱۲۲۔ المستفاد من ذیل تاریخ بغداد
۱۲۳۔ المختصر المحتاج من تاریخ ابن الدبیثی
۱۲۴۔ بغیۃ الطلب فی تاریخ حلب
۱۲۵۔ مقاتل الطالبین
۱۲۶۔ جذوۃ المقتبس فی ذکر ولاۃ الأندلس
۱۲۷۔ نزھتہ الخواطر وبھجتہ المسامع والنواظر
۱۲۸۔ زندگانی امامزادہ حسین اصغر علیہ السّلام و شہادت او
۱۲۹۔ احسن المقال ترجمہ منتھی الآمال
۱۳۰۔ تاریخ انوار السادات
۱۳۱۔ نقش حیات
۱۳۲۔ خزینۃ الاصفیاء
۱۳۳۔ حدیقۃ الاولیاء
۱۳۴۔ تذکرہ اولیائے پاک وہند
۱۳۵۔ احوال و آثار و اشعار میر سیّد علی ہمدانی
۱۳۶۔ قتیل سحر (خلاصہ سفیر نُور)
۱۳۷۔ بزرگان لاہور
۱۳۸۔ مقامات زواریہ
۱۳۹۔ شجرہ نسب ترمذی سادات
۱۴۰۔ کتاب المشجر من اولاد حسین الاصغر
۱۴۱۔ یادداشتیں سیّد نذر حسین بن حسین بخش
۱۴۲۔ Life of Banda Singh Bahadur
۱۴۳۔ Pir Budhu Shah — The Saint of Sadhaura
۱۴۴۔ A Short History of the Sikhs (١٤٦٩-١٧٦٥)
۱۴۵۔ The Sikh Religion — Its Gurus, Sacred Writings and Authors
۱۴۶۔ Siyar-ul-Mutakhrin
۱۴۷۔ Punjab District Gazetteers

اس کتاب کے آخری باب ”برّصغیر میں حسین اصغر رضی اللہ عنہ کی اولاد“ میں ذکر کیے گئے کچھ بزرگوں، ان کے مزارات اور اولاد کے بارے میں مؤلف نے چند افراد سے بھی معلومات حاصل کیں۔ ان محترم افراد کے نام متعلقہ صفحات پر نیچے دیئے گئے حوالہ جات میں درج ہیں۔



لاہور: شاہ احمد المعروف توختہ، مثال رسول اور مُرشدِ پنجاب کے مزار کا اندرونی منظر۔



سید کھیڑی (پٹیالہ): شاہ راجو المعروف زندہ پیر، سید راجو اور دادا راجو کے مزار کا بیرونی منظر۔